لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء

۷۸۶

الحمد للہ والمنة کہ دریں ایام فرخندہ فرجام نسخۂ قبلہ التیام رسالہ نافعہ

کحل الانظار

ترجمہ

نور الابصار

مولفہ ماحی بدعت حامی شریعت عالم علوم ربانی مولانا سید محمد ابراہیم اعلی اللہ مقامہ فی جنة النعیم مترجمہ ناشر احکام نبوی جناب مولوی سید محمد حسین صاحب عرشی جالیسی رحمۃ اللہ مترجم حیات القلوب و حق الیقین و مفتاح الفلاح۔ بہ تحریک سید محمد جعفر قدسی خلف اکبر جناب مترجم مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسب الفرمایش مولوی غلام عباس صاحب مہتمم
در مطبع سیوک سٹیم پریس لاہور طبع شد
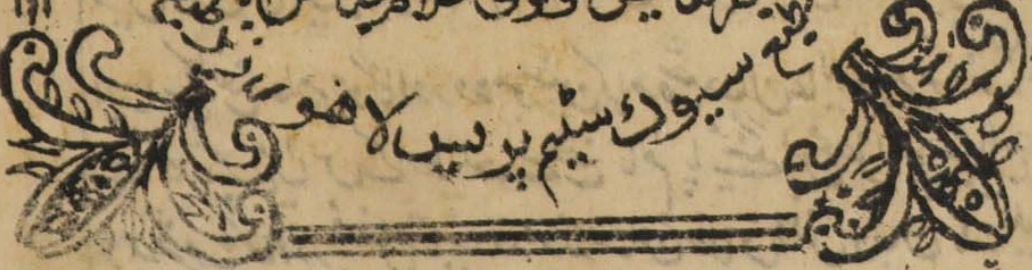
تعداد جلد ۵۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ محمدؐ سید المرسلین وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین الی یوم الدین اما بعد حقیر بمراپا تقصیر فرو بیمقدار متمسک بہ ولائے اہل بیت رسول الثقلین سید مجتبیٰ حسین صانہ اللہ عن کل شین ابن سید مقبول حسین ابن سید تفضل حسین جائیسی غفر اللہ لہما خدمت میں برادران ایمانی واخلائے روحانی کی التماس کرتا ہے کہ بعد ترجمہ کرنے کتاب مستطاب حیات القلوب کی رسالہ تاثہ نور الابصار فی اخذ الثار مولفہ عالم الجلیل حبر النبیل جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول مروج الشرع والدین سید العلما والمجتہدین مولانا سید محمد ابراہیم ابن ممتاز العلما مولانا سید محمد تقی ابن سید العلما مولانا سید حسین ابن مولانا سید دلدار علی طاب ثراہم وجواب الجنۃ مثواہم نظر سے اس ہیچمدان کی گذرا چونکہ اس رسالہ میں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی علیہ الرحمہ کی تحقیق حالات اور رفع اتہامات میں سعی بلیغ کی گئی ہے اور بہ دلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ خلوص نیت وحسن عقیدت اس برگزیدہ بارگاہ احدیت کا بدرجہ غایت متحقق وثابت اور جمیع شکوک وخدشات باطل وزایل کردی گئی ہیں لہذا یہ ارادہ ہوا کہ اگر اس کا ترجمہ زبان اردو میں کیا جائے البتہ اس کا نفع عام ہوگا اور وہ مومنین کرام وشیعیان عالیمقام جو کہ زبان فارسی سے آگاہ نہیں ہیں اس کے مطالعہ سے نفع تام پائینگے پس محض اسی خیال سے اسکا ترجمہ شروع کیا اور بہ فضلہ تا ئید خداوند منان خلاق انس وجان زمانہ قلیل میں

بہ احسن وجوہ انجام کو پہنچا اور نام اس ترجمہ کا کحل الانظار (ترجمہ نور الابصار)
رکھا گیا معروف بہ المختار ناظرین کتاب مستطاب سے امید ہے کہ احقر کو دعائے خیر سے محروم
نہ رکھیں حق تعالی بتصدق حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام ناظرین
والآمکین اور اس خاکسار کو ثواب جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے
آمین ثم آمین مقدمہ تحقیق حال مختار۔

مقدمہ - بیان میں تحقیق حال مختار کی۔ جاننا چاہئے کہ مختار کی مذمت اور
تعریف میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں کشی علیہ الرحمہ نے کتاب رجال
میں امام بحق ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مختار جناب
امام زین العابدین علیہ السلام پر افترا اور جھوٹی باتوں کو آپ سے منسوب کرتا
تھا اور نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے مختار نے ملک عراق سے
خط اور ہدیہ خدمت میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی روانہ کیا جب اسکے
ایلچی حضرت کے در دولت سرا پر پہنچے اور حاضر ہونیکی اجازت چاہی خادم باہر نکلا
اور حضرت کی جانب سے یہ پیام دیا کہ یہاں سے چلے جاؤ جھوٹ کہنے والونکا ہدیہ قبول نہوگا
نہ انکا خط نظر انور سے گذریگا۔ اور اسی کتاب میں عمر بن علی سے مروی ہے کہ مختار نے
بیس ہزار دینار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت مبارک میں ارسال کیا
آپ نے اس کو قبول فرمایا اور ان دیناروں کو عقیل ابن ابی طالب کے مکان کی تعمیر اور
نیز دوسری خراب افتادہ مکانوں کی درستی میں صرف کیا بعد اس کے مختار نے
پھر چالیس ہزار دینار بھیجے مگر آپ نے مسترد کیا اس لیے کہ اس اثنا میں اکثر بیہودہ اصل
باتیں مختار سے ظہور میں آئیں تھیں اور کتاب کافی میں حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمیشہ اسرار ہمارے پوشیدہ تھے جب اولاد کیسان کو ان سے
آگاہی ہوئی بیان کیا اور ظاہر فاش کر دیا۔ شیخ حسن بن سلیمان نے کتاب
مختصر میں روایت کی ہے کہ مختار نے ایک لاکھ درہم خدمت میں جناب امام زین العابدین
علیہ السلام کی بھیجا آپ کو اس کے قبول کرنے میں اکراہ اور پھیر دینے میں مختار سے

ایذا پہونچنے کا خوف تھا اس لیئے سر بمہر ایک حجرہ میں رکھدیا
اور بعد قتل ہونے مختار کے عبدالملک بن مروان کو اس کیفیت سے
آگاہ کیا اس نے اس مال کے خرچ کرنے کی اجازت حضرت کو
دی راوی کہتا ہے امام زین العابدین علیہ السلام مختار پر لعن
کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس نے ہم پر اور خدا پر بہتان و افترا
کیا اور کہتا تھا وحی خدا مجھ پر نازل ہوتی ہے - ابن ادریس علیہ الرحمہ
نے کتاب سرائر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ اور حضرت امیرالمومنینؑ اور حسین علیہ السلام
قیامت کے دن کنار دوزخ سے گذر کرینگے ایک شخص دوزخ میں سے تین مرتبہ فریاد
کریگا کہ یا رسول اللہ مجھ پر رحم کیجیئے اور اس عذاب سے نجات دیجیئے آپ التفات
نہ فرماوینگے پھر تین بار وہ شخص جناب امیر علیہ السلام سے یہی عرض کریگا حضرت
بھی جواب نہ دینگے تب وہ تیسری دفعہ کہے گا یا حسین میری دستگیری فرمایئے
میں نے آپکے دشمنوں اور قاتلوں کو قتل کیا ہے اس وقت جناب رسالت
مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جناب امام حسین علیہ السلام سے ارشاد کرینگے
اس نے تم پر حجت قایم کی ہے اس کی فریادرسی کرو - امام علیہ السلام فوراً
مثل عقاب شکاری کی متوجہ ہونگے اور اس کو دوزخ سے نکالینگے
راوی کہتا ہے عرض کی میں نے فدا ہوں آپ پر وہ شخص کون ہے فرمایا مختار
پھر عرض کی میں نے مختار باوجود ایسے نیک کاموں کے کس لیئے داخل دوزخ
ہوگا فرمایا اس کے دل میں دونوں کی محبت تھی اور قسم ہے اس خدا کی
جس نے محمدؐ کو بحق مبعوث کیا اگر جبرائیل و میکائیل کے دلوں میں ان دونوں کی
محبت کا اثر ہو وہ دوزخ میں منھ کے بل گرا دیئے جائیں کتاب تہذیب میں
بایں عبارت مذکور ہے اور مختار سوختہ کو دوزخ سے نکالینگے اور اگر
دل اس کا چاک کیا جاوے تو ان دونوں کی محبت اس میں ضرور ملیگی بحارالانوار
میں مرقوم ہے کہ ان دونوں کی محبت سے شیخین کی دوستی مراد ہے - اور بعضوں

نے تصریح کی ہے کہ مقصود حسین علیہ السلام کی محبت ہے صورت اول میں امام
علیہ السلام نے جہنم میں داخل ہونیکی وجہ بیان کی ہے اور دوسری صورت اسکی
نجات کا سبب ہے لیکن حدیث سرائر میں اس احتمال دوم کی گنجایش نہیں ۔ اور
بعضوں نے کہا ہے کہ مراد حب ریاست و مال ہے مگر احتمال اول مقرون
بہ صواب ہے اسی کتاب میں دوسری جگہ مسطور ہے ۔ احادیث مختار
کی تعریف اور مذمت میں مختلف ہیں اور اس خبر سے گویا جمع بین الروایات
اس طریقہ سے حاصل ہے کہ اگرچہ مختار کا دین کامل اور اعتقاد راسخ
نہ تھا اور امام علیہ السلام سے اجازت انتقام لینے کی اس کو نہ ملی تھی ۔ مگر محبت
سے کار خیر جو اس سے ظہور میں آئے اور باعث مومنین کی سرور و خوشدلی
کی ہوئی اس لئے انجام کار اس کا بخیر ہوگا اور اس آیہ وافی ہدایہ کا مضمون
اس پر صادق آئیگا ۔ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا
صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ یعنے دوسرے لوگ جنہوں
اپنے گناہ کا اقرار کر کے اعمال نیک و بد کو باہم مخلوط کیا قریب ہے کہ حق تعالے
انکی توبہ قبول کرے اگرچہ مشہور یہ ہے کہ علما مختار کو جملہ مقبولین سے جانتے
ہیں مگر مجھ کو اس میں تامل ہے انتہا کلامہ ۔ مولف کہتا ہے ان روایتوں
میں بعض روایتیں ایسی ہیں جو بسبب عدم وثوق راویوں کی قابل اعتماد
نہیں اور بعض روایتوں میں گنجایش تاویل کی ہے پس ان روایتوں میں سے
کسی روایت پر وثوق ممکن نہیں ضعیف الاسانید ہونا بعض روایات
مسطورہ کا ابن طاؤس و علامہ و نجاشی و کشی اور سوائے ان کے اکثر
معتمدین اصحاب کتب رجال کی کلام سے ظاہر ہے صاحب منتہی المقال فی احوال الرجال
نے احمد بن طاؤس سے نقل کی ہے کہ روایت مدح کو روایت ذم پر ترجیح ہے اگر
راوی متہم نہ ہوں اور اس مقام پر باوجود اس کے کہ اصحاب روایات متہم ہیں

اور ان کا قول قابل اعتماد نہیں کیونکہ روایات پر عمل ہو سکتا ہے اور تاویل
ان روایات کی کئی وجہ سے ہو سکتی ہے وجہ اول بعض روایات سے مختار
کا ترغیب دینا لوگوں واسطے قبول امامت محمد بن حنفیہ کی جو ثابت ہوتا ہے
شاید از روے مصلحت کی ہو اور باطن میں امام بحق کی امامت کا معتقد ہو
ہو جیسا کہ بعض علما کی کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ مختار نے ابتداءً چاہا
کہ اپنے امور کو جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے رجوع کرے کیونکہ حضرت
مآل کار سے آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ آخر مختار قتل ہو گا اور پھر بنی امیہ
غالب و مستولی ہونگے اس لیے بنظر مصلحت اس کے خطوں کو مسترد فرمایا اور
قاصدوں کو خدمت اقدس میں حاضر ہونیکی اجازت نہ دی مختار نے بہ مجبوری
اجازت خروج اور اذن انتقام محمد بن حنفیہ حاصل کیا اور ظاہر میں اس لیے
انکا مطیع و منقاد بنا اگر خاندان رسالت کی ایک شخص جلیل القدر کی مشارکت
نہ ہوتی تو انتقام لینا اعدائے دین اور قاتلان جگر گوشہ سید المرسلین سے
دشوار تھا مگر باطن میں امام بحق کا مطیع تھا اور اس انتقام سے غرض انکی
خوشنودی و رضامندی تھی - وجہ دوسری جس حالت میں محمد بن حنفیہ
خود جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے قایل تھے تو انکے پیرو آپکی امامت
سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں اور بعض روایات سے مختار کا امام بحق جاننا محمد بن
حنفیہ کو یا اور فسادات اس کے اعتقاد میں جو مفہوم ہوتے ہیں شاید یہ کیفیت اوایل
کی ہو اور بعد میں ان اعتقادات کو ترک کرکے مذہب حق اختیار کیا ہو جیسا کہ
ہشام بن پہلے جہم بن صفوان کے مذہب پر تھے اور بعد جناب امام جعفر علیہ السلام
کی امامت کے مقر ہوئی اور پیروی دین حق کی اور مدارج علیہ ان کو حاصل ہوے
وجہ تیسری اکابر محدثین شیعہ مثل ہشام بن و زرارہ وغیرہ کی نسبت مخالفوں نے
بسبب عداوت کے اکثر اقوال شنیعہ مشہور کیا باوجودیکہ ان بزرگوار ونے سوا اظہار
دلایل اثبات حق اور الزام دینے اور لاجواب کرنے اہل خلاف کے کسیکو نہ قتل کیا نہ

کسی سے انتقام چاہا اور مختار کا حال ظاہر ہے کہ انتقام لینے میں کس طرح کوتاہی
نہیں کی اور ہزاروں دشمنان دین کو قتل اور ان کے مال اور گھروں کو غارت
کیا اگر اعدا دین اس پر تہمت لگائیں جائے تعجب نہیں وجہ چوتھی بعض روایات
سے جو یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام نے مختار کے خط اور
قاصدوں کو پھیر دیا شاید اس کا سبب یہ ہو کہ اس وقت بنی امیہ کا غلبہ
تھا اور وہ جانتے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مختار میرے
فرزند دلبند کے خون کا انتقام لیگا اور ظالمونکو قتل کریگا اگر حضرت التفات اپنا نسبت
اسکے ظاہر کرتے اور اسکا ہدیہ قبول فرماتے مخالفوں کو اس ارتباط سے بدگمانی
ہوتی اور اسکی خروج کو آپ کی تحریک سے تصور کرتے اس توہم
کے دور کرنے کے لئے از روئے تقیہ اس کا ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے۔ بلکہ
کلمات ناسزا اسکے حق میں ارشاد کرتے تھے اور اس تاویل کے صحیح ہونے میں
کوئی شک نہیں اور طریقہ مرضیہ آئمہ ہدی علیہ السلام کا موید اس قول کا
ہے یہ سبب شدت خوف اور تقیہ کے کبھی اپنی شیعیان خاص سے کنارہ کشی
کرتے مثل ہشام علیہ الرحمہ کی اور کبھی اصحاب کو اپنی متابعت ظاہری سے منع
فرماتے تھے اور احکام شرع میں از روئے تقیہ مخالفین کی پیروی کا حکم
دیتے تھے جیسا کہ امام موسی کاظم علیہ السلام نے بسبب تقیہ کے علی بن یقطین رح
کو حکم وضو کا بطریق اہل خلاف دیا اور مدت دراز تک اس نے اس حکم کی
تعمیل کی جب ہارون رشید سے مخالفوں نے اسکی تشیع کی کیفیت بیان کی اور
ہارون نے چھپ کر بچشم اپنی دیکھا کہ وہ حالت تنہائی میں بھی اپنے گھر پر
وضو مثل اہل خلاف کے کرتا ہے یقین ہوا کہ اسی کے مذہب پر ہے اور بعد
اطمینان ہارون کی جناب امام موسی کاظم علیہ السلام نے علی بن یقطین رح کو
حکم وضو کرنیکا بطریق اہل حق دیا اور اسی سبب اختلاف احادیث میں واقع
ہوا جو لوگ ان رموز سے ماہر و آگاہ نہ تھے شک و شبہ میں گرفتار ہوئے

اور ہوتے جاتے ہیں اور زراہ بن اعین نے امام محمدؑ باقر علیہ السلام سے
جب سبب اختلاف روایات کا استفسار کیا آپ نے فرمایا کہ اے زراہ
یہ اختلاف ہمارے اور تمہارے واسطے بہتر اور بقا کا سبب ہے اور اگر تم سب ایک
امر پر اجماع کر دگے نہ کوئی ہم میں سے باقی رہیگا نہ تم میں سے پس مسترد
کرنا امام علیہ السلام کا مختار کی ہدیوں کو باوجود اس کے دیندار اور اہل حق
ہونیکی مقام تعجب نہیں اور جس حالت میں محض التفات اور ہدیہ قبول کرنے میں
خوف تھا تعجب ہے ان علماء سے جنہوں نے اذن صریح حاصل ہونے کو
عدم مقبولیت کا قرینہ قرار دیا ظاہر ہے کہ حضرت کا زمانہ خوف اور تقیہ کا
تھا کیونکر اجازت صریح عطا فرماتے البتہ ممکن ہے کہ پوشیدہ آپنے اجازت
دی ہو جیسا کہ بعض مؤرخین معتبر کے کلام سے بلکہ بعض روایات سے معلوم
ہوتا ہے پانچویں وجہ جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے کہ جب نواحی
مدائن میں معاندین نے امام حسن علیہ السلام کو زخمی کیا اور آپ قصر ابیض میں
مقیم ہوئے مختار جو بعد قتل ہونے باپ کے اپنے چچا سعد بن مسعود کی خدمت
میں رہتا تھا اس کو مشورہ دیا کہ جناب امام حسن علیہ السلام کو قید کر کے معاویہ
کے سپرد کرنا بہتر ہے اس نے کہا لعنت ہے تجھ پر مجھ کو ترغیب دیتا ہے کہ فرزند
رسولؐ خدا کو دشمنوں کے حوالہ کر دوں اور چونکہ شیعان اہل بیت حضرت کے
زخمی ہونیکو مختار کی سازش وایما سے جانتے تھے اس کے قتل کے خواہاں
ہوئے مختار جان کے خوف سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا شیعہ بعد ہر نماز کے
اس پر لعنت کرتے تھے اور جب مسلم بن عقیل واسطے اخذ بیعت
کے جناب امام حسین علیہ السلام کی جانب سے کوفہ میں تشریف لائے مختار
نے اپنے مکان میں مہمان رکھا اور بدل خدمت گذاری کی تا کردہ بدنامی
باقی نہ رہے شیعان اہل بیت اس بات سے آگاہ ہو کر مختار سے عذر خواہ
ہوئے کہ گمان سابق ہمارا غلط تھا شیخ عبد الجلیل قزوینی نے کتاب نقض الفضایح میں

اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ صاحب روضۃ الصفا نے مختار کے بارہ میں
جو لکھا ہے اہل تاریخ نے خوب غور نہیں کیا جس صورت میں جناب امیر علیہ السلام
نے مختار کے حق میں دعا فرمائی ہو اور اُس کی تعریف کی ہو اور اُس کی فتح و نصرت
کا وعدہ فرمایا اور موافق ارشاد حضرت کے ہزاروں خارجی اور دشمنان اہلبیت
کو اس نے قتل کیا ہو اور آخر کار داخل بہشت ہوا ہو ایسے امور ناشائستہ اوس سے
کس طرح سرزد ہو سکتے ہیں۔ مختصر کیفیت مختار اور اُس کے چچا کی جناب امام
حسن علیہ السلام کے معاملہ میں یہ ہے کہ جب وہ امام عالیمقام علیہ السلام موصل
میں سعد کے پاس جو چچا مختار کا اور معاویہ کی طرف سے حاکم موصل کا تھا تشریف
لائے مختار کو بسبب اعتقاد خالص اور محبت کامل کے یہ خوف پیدا ہوا مبادا
اس کا چچا آپ کو معاویہ کی خوشنودی کے لیے کسی طرح کی تکلیف اور ایذا پہنچائے
متفکر و غمگین شریک اعور حارثی کی خدمت میں جو شیعہ کامل تھے گیا اور بیان
کیا مجھکو خوف ہے مبادا میرا چچا جناب امام حسن علیہ السلام کو جو قبلۂ متقیان و
امام مومنان اور وارث علوم انبیا و اوصیا ہیں کوئی آسیب پہونچا دے اس
معاملہ میں تمہاری رائے کیا ہے شریک اعور علیہ الرحمہ نے جو جہاں دیدہ اور
ذی عقل و دانشمند تھے۔ کہا اے فرزند رائے میری یہ ہے خلوت میں اپنے
چچا کو مشورہ دے کہ امام حسن علیہ السلام کو اگر قتل کریں معاویہ ہماری قدر و منزلت
کریگا۔ اور ہمارے ملک کو وسعت دیگا۔ اگر تیرے چچا کو حضرت کی ایذا رسانی
منظور ہے اور تجھکو شیعہ اور دوستدار اہلبیت جان کر اظہار نہیں کرتا ہے اس
حیلہ سے بیان کریگا۔ اور جب اس کا ارادہ معلوم ہوگا۔ اُس کی تدبیر کریں گے
اور حضرت کو یہاں سے اور کسی طرف بھیجائیں گے۔ مختار نے اس مکار کو اپنے چچا
سے کہا اور چونکہ وہ بھی معتقدان اہلبیت اطہار سے تھا۔ وہی جواب دیا جو
اہل تاریخ نے لکھا ہے اس جواب سے مختار مطمئن ہوا۔ اور وہ خوف باقی
نہ رہا۔ اور اس صورت میں مختار پر کوئی الزام نہیں بلکہ جو کچھ اپنے چچا سے

کہ وہ محض اخلاص و دوستداری ہے انتہی کلامہ وجہ چھٹی۔ بعضوں کا
یہ قول ہے کہ مختار کا مقصد اصلی خروج سے انتقام لینا نہ تھا۔ بلکہ اس امر کو ریاست
ومال کی حاصل کرنے کا وسیلہ قرار دیا تھا اگر اس قول کو تسلیم کریں تب
بھی مختار پر الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے خواہش مال کی بطریق
غیر مشروع نہ رہی ہو اور طلب مال دونیا اوس حالت میں ممنوع و ناجائز
ہے جب غیر مشروع طریقوں سے حاصل کرے اور حقوق واجبہ کو اوس مال
سے نہ دے جیسا جناب اخوند علیہ الرحمہ نے کتاب عین الحیات میں فرمایا ہے
اور ثبوت اس امر کا نہایت دشوار ہے علاوہ اس کے گمان غالب یہ ہے
کہ خواہش مال و ریاست کی محض واسطے انتزاع سلطنت معاندین اور
زوال قدرت اہل ظلم کی رہی ہو اور جب بخوبی معلوم ہوا کہ مختار کی مذمت
میں جو روایتیں وارد ہوئیں اُن پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ تو اُس کے برا کہنے
پر کبھی جسارت کرنا نہ چاہیئے۔ اور کسی نے علمائے شیعہ سے اُس کو جائز نہیں
جانا۔ البتہ بعضوں نے مختار کے معاملہ میں تامل فرمایا ہے اور اکثر علمانے اُس
کی مدح میں مبالغہ کیا ہے مولانا احمد اردبیلی علیہ الرحمہ کتاب حدیقۃ الشیعہ
میں فرماتے ہیں۔ جاننا چاہیئے قصہ کہنے والوں نے اکثر جھوٹے اور بے اصل
واقعات کو سیب اور مختار کے حق میں بیان کیا ہے اور ظاہر ہے کہ قول اُن کا
قابل اعتبار نہیں اور جو شخص چاہے مختار کے حالات سے جیسا کہ چاہیئے
آگاہ ہو مذہب امامیہ کے علمائے معتبر نے جو مبسوط کتابیں اس حال میں تالیف
کی ہیں اُن کا مطالعہ کرے۔ القصہ مختار کی خوبیٔ اعتقاد میں کوئی کلام نہیں
اور علامۂ حلی علیہ الرحمہ اُس کو زمرہ مقبولین سے جانتے ہیں حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام نے ممانعت کی اون لوگوں کو جو مختار کو برا کہتے تھے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام نے اُس پر رحمت بھیجی ہے جناب امام زین العابدین
علیہ سلام اُس کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے اور غور کرنا چاہیئے۔ جبکہ

لاکھوں آدمی محرم میں محض بہ سبب عزاداری اور گریہ وبکا کے یا فقط اس خیال
کے دل میں گذرنے سے کہ ہم لوگ کاش کربلا میں اُس وقت موجود اور آپ
کی خدمت اقدس میں شہید ہوتے بہشت میں داخل ہوں اور عذاب دوزخ
سے نجات پائیں کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ باوجود قتل کرنے عمر سعد و شمر
ذی الجوشن و خولی و قیس و ابن اشعث وغیرہ ملاعین کے داخل بہشت
نہ ہو۔ کتب معتبرہ و تواریخ میں مرقوم ہے کہ عمر ابن لیث نے اپنے لشکر
کو واسطے کیفیت دریافت کرنے تعداد کے جمع کیا۔ اور قاعدہ یہ رکھا کہ
جو امیر ہزار سوار اس کے روبرو حاضر کریں ایک گرز طلا ان کو دیا جائے
جب حساب ہو چکا ایک سو بیس گرز طلا سرداران لشکر کو تقسیم ہو چکے تھے یعنی
ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اس کی فوج میں تھے۔ عمر ابن لیث کو جب اس تعداد
سے آگاہی ہوئی گھوڑے سے اتر کر سجدہ کیا اور اپنا منہ خاک پر ملتا تھا۔ اور
دیر تک بے اختیار روتا رہا آخر بیہوش ہو گیا۔ جب اُس کی بیہوشی دور ہوئی
کسی شخص کو اس کے رونے کی وجہ دریافت کرنے کی جرات نہ ہوئی مگر ایک
ندیم اُس کا جو گستاخ تھا آگے بڑھا اور عرض کی جس کا لشکر و حشم اس قدر ہو اس
کو خوش ہونا چاہیئے یا محزون و غمگین آج تو خوشی و مبارکبادی کا روز ہے
نہ گریہ و زاری کا اس رنج و اندوہ کا سبب کیا تھا عمرو نے جواب دیا جب
مجھکو معلوم ہوا کہ میرے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے واقعہ کربلا
مجھکو یاد آیا اور نہایت افسوس ہوا کہ اگر میں اس دن مع اس لشکر کے کربلا
میں حاضر ہوتا جناب امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں کو ہلاک کرتا یا خود
حضرت پر فدا ہوتا۔ القصہ بعد وفات کے عمر ابن لیث کو لوگوں نے خواب میں
دیکھا تاج زر اس کے سر پر اور کمربند مرصع زیب کمر ہے اور حور و غلمان اس
کے روبرو اور چپ و راست واسطے خدمت کے استادہ ہیں کسی نے
پوچھا اے امیر تجھ پر بعد وفات کے تجھ پر کیا گذری کہا خدا نے بسبب دشمنوں

کو مجھ سے خوشنود کیا۔ اور میرے گناہوں کو بخشدیا۔ بہ سبب اس گریہ وزاری
اور نیت معاونت شاہ کربلا کے جو معائنہ لشکر کے وقت میرے دل میں گذری
تھی۔ جب کہ محض ارادہ کرنا نصرت و اعانت امام شہید کا باعث نجات ہو
یقین کامل ہے کہ مختار کو اور ان لوگوں کو کہ جنہوں نے مثل مختار کی اعدائے
دین سے انتقام لیا ہے درجات رفیعہ اور مراتب عالیہ میں پہنچنگے۔ جعفر بن نما
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جب میں کتاب مقتل مسمی بہ مثیر الاحزان کو جس میں آثار
و اخبار سلک گوہر اور طلائی احمر سے بہتر اور اعلے مندرج ہیں تالیف کرچکا دوستوں
نے یہ خواہش کی کہ مختار کا حال اور طلب ثار کی کیفیت اوس کتاب میں یاد
کروں کبھی تو میں اس امر کے انجام دینے پر آمادہ ہوتا تھا۔ اور کبھی تامل کرتا تھا
اور احباب کو اس خواہش سے باز رکھتا تھا۔ اور مجھکو مختار کے حال کا ذکر کرنا
اور اظہار اوس کے راز کا منظور نہ تھا۔ آخر کار مراقبہ میں جب اس کے حال و
مال سے آگاہی ہوئی دوستوں کی خواہش قبول کی اور جو کچھ میرے دل
میں پوشیدہ تھا۔ اُس کو ظاہر کیا اور مختار کی اوضاع و اطوار کی بیان کو
شب و روز اپنا مونس قرار دیا کس لیئے کہ اس کی سعی و کوشش سے جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج و اندوہ کم ہوا اور جناب امام
زین العابدین علیہ السلام کی چشم مبارک میں خنکی پہونچی اگلے لوگ ہمیشہ اس
کی زیارت سے محروم رہتے تھے۔ اور اس کی فضیلت ظاہر کرنے میں تامل
کرتے تھے اور اس کو معتقد امامت محمد بن حنفیہ کا جانتے تھے۔ اور اس
کی قبر کی زیارت کو ترک کردیا تھا۔ اور اس سے کنارہ کشی کرنے کو ذریعہ تقرب
درگاہ خدا کا تصور کرتے تھے۔ باوجودیکہ اس کی قبر مسجد جامع کے قریب ہے
اور جو شخص دروازہ مسلم بن عقیل سے نکلتا ہے قبہ روضہ کا مانند ستارہ
درخشاں کی اس کو نظر آتا ہے ابنائے زمان نے اپنے علم و یقین کو ترک
کرکے دوسروں کی تقلید کی اور اُس کی سعی و کوشش کو برباد کر دیا۔ مختار

وہ شخص ہے جس نے خدا کی راہ میں نہایت کوشش کی اور حضرت سجاد علیہ السلام کی رضامندی موافق خواہش ومراد کے اُس کو حاصل ہوئی ترک کر دیا۔ لوگوں نے اس کے مناقب کو جن سے آثار پاکیزگی ظاہر اور نیک بختی کے چشمے جاری تھے۔ الحاصل مختار واسطے خونخواہی اور انتقام لینے کی مانند بادشاہ ذی اقتدار کے خروج کیا اور ظالموں کے قتل وقمع پر آمادہ ہو کر ان فاسقوں کو جو شراب غفلت سے مست تھے ہلاک کیا اور وہ فضیلت اس کو ملی جو عرب وعجم میں کسی کو نہ ملی تھی۔ ابراہیم بن مالک اشتر اُس کا شریک اور مددگار تھا۔ ابراہیم کے دین واعتقاد میں بالاتفاق کسی طرح کا فتور نہیں اس معاملہ میں مختار وابراہیم کا ایک حال ہے اسی رسالہ کے آخر میں لکھا ہے اکثر علمار کو الفاظ احادیث کے معنے سے آگاہ ومطلع ہونے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ اور خواب غفلت سے دیدہ دل کو وا نہیں کیا مختار کی مدح میں جو احادیث وروایات وارد ہوئی ہیں اگر ان میں غور وتامل کرتے یقین ہو جاتا۔ کہ مختار ان سابقین مجاہدین سے ہے جن کی تعریف خدائے عزوجل نے قرآن کریم میں کی ہے اور دعا کرنا حضرت سجاد علیہ السلام کا مختار کے حق میں دلیل قوی ہے اس کے مقبول اور نیکوکار ہونے پر اگر طریقہ اس کا مذہب اہل حق کے خلاف ہوتا۔ امام علیہ السلام اس کو فاسد الاعتقاد جانتے اور جو دعا درگاہ خدا میں مقبول ہونے والی ہے اس کے حق میں نہ فرماتے اور جن کلمات کا وہ سزاوار نہ تھا۔ ارشاد نہ کرتے۔ ورنہ دعا فرمانا حضرت کا عبث وبیکار ہوتا۔ اور امام علیہ السلام کی شان سے یہ امر بعید ہے آئمہ اطہار علیہ السلام نے مختار کی تعریف جو متواتر کی ہے اور اس کی مذمت سے ممانعت فرمائی ہے میں نے بقدر ضرورت اُن کو اس رسالہ میں جمع کیا ہے اور اصل یہ ہے مختار کے دشمنوں نے بے اصل عیبوں اور برائیوں کو اس لئے اس کے حق میں مشہور کیا تاکہ مومنین کی نظر میں عزت وبزرگی باقی

نہ رہے جیساکہ جناب امیر علیہ السلام کے دشمنوں نے از روئے افترا و بہتان
حضرت کے عیوب مشہور کئے اور بسبب اس کے بہت سے اہل اسلام کو آپ
کی محبت و اطاعت سے منحرف ہو کر ہلاک ہوئے اور جن لوگوں کو آپ کی دوستی
کامل اور اعتقاد راسخ تھا کسی طرح کا شک نہ ہوا۔ بلکہ آپ کے فضائل و مناقب
جو پوشیدہ تھے وہ بھی اون پر ظاہر ہوئے۔ دشمنوں نے مختار کے حق
میں بھی ایسا ہی کیا ہے انتہے کلامہ۔ جب ان امور سے آگاہی ہوئی
ان روایتوں سے آگاہ ہونا چاہیئے جو اکثر علمائے اخیار نے مختار کے
بارہ میں لکھا ہے۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مرقوم ہے کہ جناب
امیر علیہ السلام نے فرمایا جیساکہ بنی اسرائیل میں بعضوں نے خدا کی اطاعت
و فرمانبرداری کی عزت و توقیر ان کو ملے اور بعضوں نے حق تعالے کی نافرمانی
کی اور معذب ہوئے تم لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔ لوگوں نے پوچھا ہم میں
عاصی کون لوگ ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جو ہم اہل بیت کی تعظیم اور رعایت حقوق
کے واسطے مامور ہوئے اور پھر مخالفت کی اور ہمارے حقوق کا انکار کیا
اور ہم کو ذلیل جانا اور اولاد پیغمبر کو قتل کیا لوگوں نے کہا یا امیر المومنینؑ جو کچھ
آپ نے ارشاد کیا ہے یہ سب صدق ہے فرمایا کہ جو حق اور راست اور صدق
ہے قریب ہے کہ یہ دونوں فرزند میرے حسنؑ و حسینؑ مقتول ہوں اور بعد قتل
ہونے میرے فرزند دلبند حسن کے حق تعالے دنیا میں اپنا عذاب ظالموں پر
نازل کریگا بسبب ان کے ظلم و فسوق کے اور اس شخص کے تلوار سے یہ لوگ
ہلاک ہونگے۔ جس کو خدا واسطے انتقام لینے کے ان پر مسلط کریگا۔ جس طرح کہ
بنی اسرائیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ لوگوں نے عرض کی وہ کون شخص ہے فرمایا
ایک لڑکا قوم ثقیف سے جس کا نام مختار بن ابو عبیدہ ہوگا۔ حضرت امام زین
العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام جب یہ بشارت دیچکے
بعد تھوڑے دن گذرے تھے کہ مختار پیدا ہوا۔ لوگوں نے اس حدیث کو جناب

علی بن الحسین علیہ السلام کی زبانی حجاج کی روبرو بیان کیا اوس نے کہا
اس کیفیت کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے خود ارشاد نہیں کیا
اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے جو فرمایا ہے مجھکو شک ہے کہ رسول
خدا سے روایت کی ہے یا نہیں اور علی بن الحسین علیہ السلام لڑکے ہیں مہمل
باتیں کہتے ہیں اور ان کے پیرو فریب کھاتے ہیں اس کہنے کے بعد حجاج
نے مختار کے حاضر کرنیکا حکم دیا۔ جب اس کو روبرو لائے کہا کہ نطع بچھاؤ
اور اس کو قتل کرو۔ القصہ مختار کو نطع پر بیٹھایا۔ غلام حجاج کے ہر طرف تجسس
کرتے تھے۔ اور تلوار نہ ملتی تھی۔ حجاج نے سبب تاخیر کا دریافت کیا اوس
کی تلوار خزانہ میں ہے اور کنجی خزانہ کی کھو گئی ہے۔ مختار نے کہا اے
حجاج تو مجھکو قتل نہیں کر سکتا اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
جو ارشاد فرمایا ہے جھوٹ نہیں اگر تو مجھکو قتل کریگا خدائے عزوجل مجھکو پھر
زندہ کریگا۔ تاکہ تمہارے گروہ سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں
حجاج نے ایک دربان سے کہا اپنی تلوار جلاد کو دے جلاد وہ تلوار لے کر
آیا اور حجاج تاکید اور تعجیل قتل میں کرتا تھا۔ ناگاہ جلاد کے پاؤں کو لغزش
ہوئی تلوار اس کے شکم میں در آئی اور ہلاک ہوا دوسرے جلاد کو تلوار دی اس
نے بارادہ قتل ہاتھ اپنا بلند کیا ایک عقرب نے اس کو کاٹا جلاد زمین پر گرا اور مر گیا
لوگوں نے جب تلاش کی عقرب کو دیکھا اور قتل کیا۔ مختار نے کہا اے حجاج میں
نہ کہتا تھا کہ تو مجھکو ہلاک نہیں کر سکتا۔ وائے ہو تجھ پر یاد کر ان کلمات کو جو نزار
بن عدیان نے شاپور ذوالاکتاف سے کہا ہے جب کہ شاپور اہل عرب کو
قتل کرتا تھا نزار نے اپنے فرزند سے کہا مجھکو زنبیل میں بٹھا کر جس راہ سے
شاپور آتا ہے وہاں رکھدے شاپور اس کو دیکھ کر پوچھا تو کون ہے کہا
میں عرب ہوں اور تجھ سے دریافت کیا چاہتا ہوں کہ بیگناہوں کو کیوں قتل
کرتا ہے جو لوگ گناہ گار تھے وہ پیشتر قتل ہو چکے جواب دیا کہ میں نے ایک

کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص قوم عرب سے پیدا ہوگا۔ جس کا نام محمدؐ ہے
وہ دعوے پیغمبری کا کریگا اور عجم کی سلطنت کو برباد کردیگا۔ اس لئے میں
تمام قوم عرب کو قتل کرونگا۔ تاکہ وہ شخص پیدا نہ ہو نزار نے کہا اگر یہ خبر جھوٹ
کہنے والوں کی کتاب سے تجھکو معلوم ہوئی ہے مگینا ہوں ہے کہ قتل سے کیا
حاصل اور اگر یہ قول ان کا ہے جو راست گو ہیں تو حق تعالے خود اس کی حفاظت
کریگا۔ اس کو تو ہلاک نہیں کرسکتا۔ اور حکم خدا کا ضرور جاری ہوگا۔ اگرچہ سوائے
ایک شخص کے تمام ملک عرب میں کوئی باقی نہ رہے شاپور نے کہا اے
نزار تو سچ کہتا ہے اور اپنے اس ارادہ سے باز آیا۔ نزار بمعنی لاغر ہے اور اس
کے اس نام سے مشہور ہونیکی یہی وجہ ہوئی۔ غرضیکہ مختار نے کہا اے حجاج
خدائے عزوجل نے یہ مقدر کیا ہے کہ میں تین لاکھ اسی ہزار کو تمہارے
گروہ سے ہلاک کروں خواہ تو مجھ کو قتل کر خواہ قتل نہ کر خداوند متعال یا
تجھکو میرے قتل سے باز رکھیگا یا مجھکو پھر زندہ کریگا۔ رسول خدا صلعم کا ارشاد
راست ہے اور شک و شبہ کو اس میں دخل نہیں۔ حجاج نے کہا قتل کرو اس
کو۔ مختار نے کہا یہ جلاد مجھکو قتل نہیں کرسکتا میں یہ چاہتا ہوں کہ تو خود
بعوض جلاد کے میرے قتل کرنے کو آتا کہ حق تعالے تیرے ہلاک کرنے
کے لئے سانپ کو مامور کرے جیسا جلاد کے واسطے بچھو کو مامور کیا تھا الحاصل
جس وقت جلاد حاضر ہوا۔ ایک شخص عبد الملک بن مروان کے مقربوں سے
آیا اور زور سے آواز دی اے جلاد ابھی مختار کو قتل نہ کرنا جب حجاج کے
روبرو پہونچا عبد الملک کا خط اس کو دیا۔ مضمون خط کا یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد اے حجاج ایک کبوتر نامہ برہمارے پاس آیا معلوم ہوا کہ تیرا ارادہ
مختار کو قتل کرنے کا ہے اس خیال سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بنی امیہ کی جماعت کثیرہ کو قتل کریگا جب میرا

خط تجھکو ملے اس کو رہا کر اور اُس سے سروکار نہ رکھ مگر ساتھ نیکی کے اور مختار ابن ولید کی دایہ کا شوہر ہے ولید نے اُس کی سفارش مجھ سے کی ہے جو کچھ اُس کی نسبت بیان کرتے ہیں یا حق ہے یا باطل اگر باطل ہے مسلمان کا قتل کرنا جھوٹ اور بے اصل بات پر مناسب نہیں۔ اگر حق ہے تجھ میں یہ قدرت نہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو جھوٹا کر سکے۔ حجاج نے ناچار اُس کو رہا کیا مختار باہر نکلا۔ اور کہتا جاتا تھا ضرور مجھ سے یہ سب کام ہونگے اور میں فلانے وقت خروج اور اتنے آدمیوں کو قتل اور بنی امیہ کو ذلیل وخوار کرونگا یہ خبر حجاج کو پہونچی طلب کیا اور پھر اُس کے قتل کا حکم دیا۔ مختار نے کہا تو میرے قتل پر قادر نہیں ہے اور خدا کے حکم کو تو روک نہیں سکتا۔ اسی اثناء میں ایک مرغ نامہ بر عبد الملک کا خط لایا۔ حاصل مضمون اُس کا یہ تھا۔ اے حجاج بن یوسف مختار سے واسطہ نہ رکھ وہ ابن ولید کی دایہ کا شوہر ہے جو روایت تو نے سنی ہے اگر حق اور راست ہے تو تو کب اس کو قتل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت دانیال بخت نصر کو ہلاک نہ کر سکے اس لئے کہ خدا کی مشیت یہی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ہلاک کرے۔ حجاج نے مختار کو رہا کیا اور تاکید کی کہ اس قسم کی گفتگو نہ کرے مختار وہی کلمات کہتا تھا اور باز نہ آتا تھا۔ حجاج کو پھر خبر ہوئی اور قتل کا حکم دیا۔ عین وقت قتل تیسرا خط عبد الملک کا ممانعت قتل میں آیا۔ حجاج نے اُس کو قید کیا اور عبد الملک کو لکھا۔ جو شخص علانیہ ہماری دشمنی کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اتنے ہزار بنی امیہ کے انصار کو ہلاک کرونگا کس طرح اُس کو قتل نہ کروں۔ عبد الملک نے جواب لکھا تو عجب مرد جاہل اور احمق ہے اگر اُس کے اقوال باطل ہیں ہم کیونکر اُس کی رعایت نہ کریں۔ بنظر حقوق دایہ ابن ولید کے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور اگر اس کا کہنا راست ہے لازم ہے کہ ہم اس کی پرورش کریں تاکہ ہم پر غالب ہو جیسا کہ فرعون نے

حضرت موسٰے کی پرورش کی اور وہ اُس پر غالب ہوئے۔ حجاج نے قید سے مختار کو رہا کیا اور آخر کو مختار سے جو کام وقوع میں آئے اور جن جن کو قتل کیا ظاہر ہے لوگوں نے جناب سید الساجدین علیہ السلام سے پوچھا کہ جناب امیر علیہ السلام نے مختار کا تمام حال بیان فرمایا مگر وقت خروج اس کا معین نہیں کیا آپ نے فرمایا میں تم کو آگاہ کروں سبھوں نے عرض کی ہاں۔ فرمایا آج سے تین سال کے بعد فلانے روز مختار خروج کریگا۔ اور فلانے دن عبید اللہ ابن زیاد و شمر ذی الجوشن کے سر آئینگے۔ اُس وقت ہم لوگ طعام چاشت کھاتے ہونگے۔ وہ سر ہمارے روبرو رکھے جائیں گے۔ اور ہم ان کو دیکھیں گے۔ جب روز خروج مختار کا موافق ارشاد امام علیہ السلام کے آیا۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم سب خوشحال رہو تمہارے دشمن یعنے بنی اُمیہ ہلاک ہوتے ہیں اصحاب نے پوچھا کس جگہ۔ فرمایا فلانے مقام میں مختار قتل کرتا ہے اور عنقریب فلانے دن وہ دونوں سر یہاں آئیں گے۔ جب وہ دن آیا حضرت تعقیبات نماز صبح سے فارغ ہوکر اپنے اصحاب کے ساتھ طعام چاشت تناول فرماتے تھے۔ اس اثنا میں ان دونوں کے سروں کو حضرت کے روبرو لاکر رکھا حضرت نے سجدہ کیا اور فرمایا شکر ہے اُس خدا کا جس نے ان سروں کو قبل مرگ کے مجھے دکھلایا۔ اور دیر تک ان سروں کی طرف دیکھتے تھے۔ ہر روز معمول تھا بعد طعام کے حلوا حاضر کرتے تھے۔ اس دن خدام اُن سروں کے دیکھنے میں مشغول تھے کسی نے حلوا حاضر نہیں کیا۔ اصحاب نے عرض کی آج حلوا نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کونسا حلوا ان سروں سے میٹھے سے شیریں تر ہے۔ بعد اُس کے جناب امیر علیہ السلام کے قول کو بیان کیا اور فرمایا جو عذاب واسطے کافروں اور فاسقوں کے خدا کے یہاں مہیا اور آمادہ ہے اس سے زیادہ ہے کتاب رجال کشی میں مرقوم ہے۔ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا مختار کو دشنام مت دو اُس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہمارا

انتقام لیا۔ زنان بیوہ کی تزویج کی اور وقت عسرت و تنگدستی کے مال کو ہمارے خاندان میں تقسیم کیا۔ اُسی کتاب میں عبید اللہ ابن شریک سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں روز عید قربان حاضر ہوا آپ تکیہ پر ٹیکا دیئے ہوئے تشریف رکھتے تھے۔ اور حجام کو طلب فرمایا تھا میں روبرو بیٹھ گیا۔ اُسی اثنا میں ایک پیر مرد اہل کوفہ سے آیا۔ اور چاہا حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دے آپ نے منع کیا اور فرمایا کہ تو کون ہے فرمایا کہ میں ابو محمد حکم ابن مختار کا ہوں اور یہ شخص حضرت سے دور کھڑا ہوا تھا۔ حضرت اُس کا ہاتھ تھام کر اپنی طرف کھینچا قریب تھا کہ اپنی گود میں بٹھالیں باوجودیکہ اُس کو دست مبارک کے چومنے سے ممانعت فرمائی تھی۔ اُس نے عرض کی لوگ میرے باپ کے حق میں بہت سی باتیں بیان کرتے ہیں۔ قسم خدا کی قول آپ کا قول حق ہے حضرت نے فرمایا کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ عرض کی لوگ کہتے ہیں مختار دروغ گو تھا۔ جو کچھ آپ ارشاد کریں قبول کروں۔ حضرت نے فرمایا سبحان اللہ قسم ہے خدائے عزو جل کی میرے پدر بزرگوار نے مجھکو خبر دی ہے کہ وہ خاتمہ دختر علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر گفتگو کرتا تھا۔ اُس کے سونے کے واسطے وہاں بچھونا بچھایا جاتا تھا۔ اور اُن سے اخذ حدیث کرتا تھا۔ پھر کئی بار فرمایا خدا اپنی رحمت نازل کرے تیرے باپ پر ہمارے حق کو کسی کے پاس نہیں چھوڑا مگر یہ کہ طلب کیا اور ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہمارے خون کا عوض لیا۔ کتاب مزبور میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے فرمایا کسی زن ہاشمیہ نے نہ کنگھی کی نہ خضاب لگایا۔ جب تک کہ مختار نے جناب سید الشہدا علیہ السلام کے قاتلوں کے سر ہمارے پاس نہ بھیجے اور اسی کتاب میں عمر بن علی بن حسن سے مروی ہے جس وقت عبداللہ ابن زیاد اور عمر ابن سعد کے سروں کو حضرت سجاد علیہ السلام کی خدمت میں لائے آپ نے

سجدہ کیا اور فرمایا شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہمارا انتقام دشمنوں سے
لیا اور مختار کو جزائے خیر عطا کری۔ اصبغ بن بنانہ سے منقول ہے میں
نے دیکھا مختار کو کہ جناب امیر علیہ السلام کی ران مبارک پر بیٹھا تھا۔ حضرت
اپنے دست مبارک کو اُس کے سر پر پھیرتے تھے۔ اور فرماتے تھے یا
کیس یا کیس۔ اسی وجہ سے اُس کو کیسان کہ اور کیسانیاں اوسے منسوب ہیں
جیسا واقفیہ موسےٰ ابن جعفر علیہ السلام سے اور اسماعیلیہ آپ کے بھائی
اسماعیل سے اور دوسرے فرقوں کی بھی یہی کیفیت ہے۔ ابو حمزہ ثمالی سے
مروی ہے کہ میں ہر سال موسم حج میں جناب سید الساجدین علیہ السلام
کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک سال حضرت کی خدمت
میں حاضر ہوا دیکھا میں نے ایک لڑکا آپ کی ران مبارک پر بیٹھا ہے
ناگاہ وہ لڑکا وہاں سے اُٹھ کر چلا اور گھر کی دہلیز میں سر کے بل گرا اور
ضرب شدید پہونچی امام علیہ السلام بیتاب ہو کر دوڑے اُس کے سر کے
خون کو پونچھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ پناہ مانگتا ہوں اُس دن سے
جس دن تجھکو کناسہ میں دار پر کھینچیں گے۔ عرض کی میں نے فدا ہوں
ماں باپ میرے آپ پر کونسا کناسہ فرمایا کناسہ کوفہ پھر میں نے عرض
کی یہ امر ظہور میں آویگا۔ فرمایا ہاں قسم ہے اُس خدا کی جس نے محمد صلعم کو
براستی مبعوث کیا ہے اگر تو بعد میرے زندہ رہیگا۔ اس طفل کو دیکھیگا
نواحی کوفہ میں اعدائے دین شہید کر کے دفن کرینگے۔ اور پھر لاش کو قبر
سے نکال کر کناسہ میں دار پر آویزاں کرینگے۔ بعد اس کے جلا کر صحرا میں
پھینکیں گے۔ عرض کی میں نے یہ طفل کون ہے فرمایا زید میرا فرزند ہے
اور حضرت بہت روئے اور فرمایا اس کا حال مفصل بیان کرتا ہوں ایک
رات کو درحالیکہ میں قیام و قعود اور رکوع و سجود میں مشغول تھا۔ سو گیا
عالم رویا میں دیکھا گویا بہشت میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ

وسلم اور باقی آل عبا کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان بزرگواروں
نے ایک حور عین سے میرا عقد کیا ہے۔ میں نے اسے مقاربت کرکے
نزدیک سدرۃ المنتہیٰ کے غسل کیا اور وہاں سے پھرا ہاتف نے آواز دی
مبارک ہوا ایک فرزند زید نام اس حور سے متولد ہوگا۔ میں بیدار ہوا اور
بعد طہارت کے نماز صبح ادا کی اسی اثنا میں ایک شخص دروازے پر آیا
اور ایک جاریہ معجر اوڑھے ہوئے اس کے ہمراہ تھی اور اس جاریہ کی
آستین کا کنارہ اس شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اور کہتا تھا میں علی بن الحسین ؑ
کو ڈھونڈھتا ہوں میں نے کہا علی بن الحسین میں ہوں کہا مختار نے مجھ کو
بھیجا ہے اور بعد سلام عرض کی ہے یہ جاریہ اس اطراف میں مجھکو ملی تین
سو دینار کو خرید کیا۔ اور اس کی قیمت بھی خدمت میں مرسل ہے حضرت
اپنی خدمت میں رکھیں۔ اور مختار کا عریضہ بھی دیا میں نے اس کا جواب
لکھا اور کنیز سے پوچھا نام تیرا کیا ہے اس نے کہا حورا۔ غرض کہ اس کو میرے
واسطے آراستہ کیا شب کو اس کے ساتھ مقاربت کی وہ حاملہ ہوئی اور یہ لڑکا
پیدا ہوا۔ نام اس کا زید رکھا۔ اور جو کچھ زمانہ استقبال کا حال میں نے بیان
کیا ہے وہ سب ظہور میں آویگا۔ اور تو بچشم خود دیکھیگا۔ راوی کہتا ہے قسم ہے
خدا کی امام علیہ السلام نے زید کے قتل و صلب کا جو حال ارشاد کیا تھا وہ
سب میں نے دیکھا شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب مزار میں مختار کی زیارت
اس طرح لکھی ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ۔ سلام ہو
تجھ پر اے بندہ نیکوکار اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْوَلِیُّ النَّاصِحُ ؕ سلام ہو تجھ پر اے
دوست نصیحت کرنے والے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا اِسْحٰقَ الْمُخْتَارُ ؕ سلام ہو
تجھ پر اے ابو اسحاق مختار اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْاٰخِذُ بِالثَّارِ الْمُحَارِبُ
لِلْکَفَرَةِ الْفُجَّارِ ؕ سلام ہو تجھ پر اے طلب کرنیوالے عیوض خون امام حسین
علیہ السلام کے اور محاربہ کرنے والے کفار و فجار سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْمُخْلِصُ

لِلّٰہِ فِی طَاعَتِہٖ وَلِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ فِی مَحَبَّتِہٖ سلام ہو تجھ پر اے مخلص خدا کے اس کی اطاعت میں اور مخلص امام زین العابدین علیہ السلام کی اون کی محبت میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ رَضِیَ عَنْہُ النَّبِیُّ الْمُخْتَارُ وَقَسِیْمُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَکَاشِفُ الْکُرَبِ وَالْغُمَّۃِ وَقَائِمًا مَقَامًا لَمْ یَصِلْ عَلَیْہِ اَحَدٌ مِّنَ الْاُمَّۃِ سلام ہو تجھ پر تو وہ شخص ہے جس سے راضی ہوئے نبی مختار اور قاسم جنت و نار اور دور کرنے والے سختی و شدائد کے اور جو مرتبہ و مقام تجھکو ملا دوسرے کو نہ ملا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ بَذَلَ نَفْسَہٗ فِی رِضَی الْاَئِمَّۃِ فِی نُصْرَۃِ الْعِتْرَۃِ الطَّاھِرَۃِ وَالْاَخْذِ بِثَارِھِمْ مِنَ الْعِصَابَۃِ الْمَلْعُوْنَۃِ فَجَزَاکَ اللّٰہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ سلام ہو تجھ پر تو وہ شخص ہے جس نے صرف کیا اپنے نفس کو آئمہ کی خوشنودی میں بسبب نصرت کرنے عترت طاہرہ کے اور انتقام لینے فرقہ ملعونہ سے پس حقتعالے تجھکو جزائے خیر دے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اُن کے اہل بیت کی طرف سے ؁

بَابِ اول

بیان نسب مختار اور سبب اوس کے قید ہونے اور پھر زندان سے رہائی پانیکا

کتاب روضۃ الصفا میں مرقوم ہے مختار بیٹا ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی کا ہے جو عہد خلافت عمر میں سپہ سالار لشکر عراق کا تھا۔ اور واقعہ جسر میں زیر پائے فیل ہلاک ہوا۔ ابن نما علیہ الرحمہ کا قول ہے مختار فرزند ابو عبیدہ بن عمیر ثقفی کا تھا مرزبانی سے منقول ہے کہ وہ بیٹا عمیر بن عترہ کا تھا اور کنیت اوس کے ابو اسحٰق تھے بحار الانوار میں کشی علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ حب

اُس کا کیسان تھا بعضوں سے نے اس لقب سے مشہور ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے............................

............چونکہ اُس کے سردار لشکر ابو عمرہ کا لقب

کیسان تھا۔ مختار بھی اسی لقب سے ملقب ہوا۔ اور ابو عمرہ وہ شخص رہا ہے۔ جس نے مختار کو خون جناب سید الشہداء علیہ السلام کے انتقام لینے پر آمادہ کیا اور آپ کے قاتلوں کا نشان بتلایا۔ اور وہ مختار کا واقف اسرار اور مختار کار تھا۔ قاتلان امام علیہ السلام کا جہاں سراغ ملتا۔ وہاں جاتا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو قتل اور مکان کو خراب کرتا۔ جتنے گھر کوفہ میں ویران ہوئے اسی کے ویران کئے ہوئے ہیں۔ اہل کوفہ کی ضرب المثل ہے جب کوئی فقیر و محتاج ہوتا ہے کہتے ہیں ابو عمرہ اس کے گھر آیا ہے ایک شاعر کا قول ہے اِبْلِیْسُ بِمَافِیْہِ خَیْرٌ مِنْ اَبِیْ عُمْرَۃَ یَغْوِیْکَ وَیُطْغِیْکَ وَلَایُعْطِیْکَ کِسْرَۃً یعنے شیطان باوجود ان تمام شرارتوں کے جو اُس میں ہیں بہتر ہے ابو عمرہ سے اغوا اور گمراہ کرتا ہے تجھکو اور ایک پارہ نان بھی نہیں دیتا۔ بعضوں کا قول ہے کہ وہ کیسان غلام علی ابن طالب علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا۔ ابن نما علیہ الرحمہ نے کہا ہے مختار کا باپ ابو عبیدہ عورتوں کی خواہش میں نہایت مبالغہ کرتا تھا۔ اُس کی قوم کی اکثر عورتوں کے نام مذکور ہوئے مگر اس نے کسی کو قبول نہ کیا عالم رویا میں دیکھا ایک شخص نے آکر اس سے کہا تو عقد کر اس زن جمیلہ سے جس کا نام دومہ ہے جب بیدار ہوا اس خواب کو بیان کیا لوگوں نے کہا تجھکو حکم دومہ سے عقد کرنیکا ہے پس عقد کر دومہ دختر وہب بن عمیر بن معتب سے الحاصل ابو عبیدہ نے اس سے نکاح کیا جب وہ حاملہ ہوئی اُس نے بھی خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے اِبْشِرِیْ بالولد اشبہ شیئی بِالْاَسَدِ اِذَا الرِّجَالُ فِیْ کَبَدٍ تَقَاتَلُوْا عَلٰی بَلَدٍ کَانَ لَہُ الْحَظُّ الْاَسَدُّ یعنے بشارت ہو تجھکو ایسے فرزند کی جو سب چیزوں سے زیادہ

شیر کے مشابہ ہے۔ جس وقت لوگ حالت سختی میں ہونگے۔ اور ہر شہر میں جنگ
وجدل کرینگے اس لڑکی کو نفع کثیر حاصل ہوگا۔ جب مختار پیدا ہوا پھر خواب میں
دیکھا وہی شخص کہتا ہے اِنَّهٗ قَبْلَ اَنْ یترعرع وقبل ان یَتَشَعْشَعُ قَلِیْلُ
الْهَلَعِ کَثِیْرُ الطَّبْعِ یَدًا اَنْ بِمَا صَنَعَ ۔ یعنے اس لڑکے کی پیشانی سے لڑکپن میں
قبل اغاز شباب وبلند ہونے قد کے آثار سعادت ودلیری اور کمی جزع واضطراب
کے ہویدا ہیں اس کے پیرو اور فرمانبردار بہت ہونگے۔ اور جو کام اس سے ظہور میں
آئیں گے ان کی جزا اس کو ملیگی۔ دوہہ کو سوائے مختار کے اور چار بیٹے ابو عبیدہ سے
پیدا ہوئے۔ جبیرہ۔ ابو جبیرہ۔ ابو الحکم۔ ابو امیہ۔ ولادت مختار کی سن ہجری میں
واقعہ ہوئے۔ واقعہ قیس الناطف یعنے واقعہ جسر میں اپنے باپ کے ساتھ
تھا۔ اس وقت تیرہ برس کی عمر تھی۔ اور نہایت تیزی سے لڑائی پر امادہ
ہوتا تھا۔ مگر اُس کا چچا سعد بن مسعود منع کرتا۔ غرض کہ دلیری اور جوانمردی عقل
و دانائی ہمت وسخاوت حاضر جوابی وبدیہ گوئی میں اہل زمان سے ممتاز اور فخر
امثال واقران تھا۔ کارہائے جلیلہ کے انجام دینے اور زمانے کے اوضاع
وحالات سے تجربہ حاصل ہونے کے سبب نہایت مودب اور باتہذیب
ہوا حاصل کلام مختار فصاحت بیان وطلاقت زبان ذہن وذکا دلیری و
دانائی خوبی تدبیر ورائے میں یگانہ عصر تھا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا کیونکر سرداری
وامیری ملک گیری ولشکر کشی پر قادر ہوتا۔ جس وقت معاویہؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو
کوفہ میں بھیجا مختار مدینہ منورہ میں حضرت محمد بن حنفیہ کی خدمت میں پہونچا اور ہمیشہ
آپ کی ملازمت میں رہتا اور اخذ حدیث کرتا۔ جب پھر کوفہ کو مراجعت کی ایک
دن مغیرہ کے ہمراہ بازار کوفہ میں جاتا تھا۔ مغیرہ نے کہا یہاں کے لوگ عجب لوگ
ہیں اگر کوئی شخص اس بات کو جسے میں جانتا ہوں اُن کے روبرو بیان کرے۔
اُس کی پیروی کرینگے۔ مگر اس بات کا کہنے والا کوئی نہیں ورنہ سب اُس کی
پیروی کرتے۔ خصوصًا اہل عجم جو کچھ سنتے ہیں اُس کو یقین کرتے ہیں۔ مختار اس امر

سے چشم پوشی کر گیا مگر اس بات کو اپنے دل میں رکھا اور ہمیشہ اہلبیت کی تعریف اور
حضرت امیر و حسنین علیہم السلام کے مناقب بیان کیا کرتا تھا۔ مگر دشمنوں سے
پوشیدہ رکھتا اور بالکل علانیہ نہ کہتا۔ اس کا قول تھا بعد رسالت پناہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم کے سوائے عترت اطہار کے کوئی قابل خلافت و امارت
کی نہیں اور ان حضرات کی مصیبتوں کو یاد کر کے غمگین رہتا ایک روز معبد
بن خالد جدلی سے ملاقات ہوئی۔ مختار نے کہا اے معبد اگلی کتابوں میں
لکھا ہے ایک شخص ثقیف سے پیدا ہوگا۔ جو ظالموں کو قتل اور مظلوموں
کی دادرسی کریگا۔ ضعیفوں کا انتقام لیگا۔ جو نشان و صفات اُس کے
مذکور ہیں وہ سب مجھ میں ہیں سوائے دو صفت کے ایک یہ کہ وہ شخص
جوان ہوگا۔ اور عمر میری ساٹھ برس سے زیادہ ہے دوسری یہ کہ اُس کی
بصارت میں ضعف ہوگا۔ اور میں تیزی نظر میں عقاب سے زیادہ ہوں
معبد نے جواب دیا۔ زمانہ سابق میں ساٹھ ستر برس کا سن داخل شباب تھا
اور ممکن ہے کہ بعد اُس کے تیری بینائی کم ہو۔ مختار نے کہا شاید ایسا ہی
ہو۔ تھوڑے دن اسی طرح گذرے جب معاویہ دنیا سے اُٹھا یزید پلید جا
نشین اُس کا ہوا۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام نے مسلم بن عقیل کو جانب
کوفہ روانہ کیا مختار نے مسلم کو اپنے گھر میں رکھا اور بیعت کی جب حضرت
مسلم شہید ہوئے اور دشمنوں نے مختار کی بدگوئی ابن زیاد سے کی طلب
کیا اور پوچھا اے پسر عبید تو نے ہمارے دشمنوں کی بیعت کی ہے عمرو بن
حریث اُس وقت موجود تھا۔ گواہی دی کہ مختار سے یہ امر وقوع میں نہیں آیا
ابن زیاد نے کہا اگر عمرو گواہی نہ دیتا تجھ کو قتل کرتا بعد اس کے [illegible] تازیانہ اک
اور جو چھڑی اُس کے ہاتھ میں تھی اس کو مختار کی ایک چشم پر ایسا مارا کہ آنکھ
اُس کی پھر گئی۔ اور مختار کو قید کیا اور عبد اللہ بن حارث بن عبد المطلب کو بھی
زندان میں بھیجا۔ میثم تمار پیشتر سے محبوس تھا۔ ایک دن عبید اللہ نے قید خانہ

میں استرہ منگوایا۔ اپنے بدن کی موتراشی کرتا تھا۔ اور کہتا تھا آخر ابن زیاد مجھکو
قتل کریگا۔ بہتر ہے اپنے بدن کی موتراشی سے فارغ ہو رہتا ہوں۔ مختار نے کہا ابن
زیاد تجھکو اور مجھکو قتل نہیں کر سکتا۔ عنقریب تو حاکم بصرہ ہوگا۔ میثم نے مختار سے
کہا تو ضرور خروج کریگا۔ اور جناب سید الشہداء کے خون کا انتقام لیگا اور یہ ظالم
جو ہم کو قتل کرنا چاہتا ہے تو اس کو ہلاک اور پامال کریگا ✻۔ غرضیکہ مختار ہمیشہ ارادہ
خروج کا اپنے دل میں رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ امام حسین علیہ السلام صحرائے کربلا
میں شہید ہوئے۔ مختار نے ایک خط اپنی بہن صفیہ بنت ابو عبیدہ کو جو عبد اللہ
ابن عمر کی زوجہ تھی۔ بایں غرض لکھا کہ عبد اللہ ابن عمر مختار کی سفارش میں یزید کو
خط لکھے تا قید سے رہائی پا دے۔ عبد اللہ ابن عمر نے مختار کی سفارش یزید کو لکھی
جب وہ خط یزید کو ملا کہا میں شفاعت ابو عبد الرحمن کی قبول کرتا ہوں اور ہند دختر
ابو سفیان نے جو عبد اللہ ابن حارث کی خالہ تھی اپنی بھانجی کی سفارش کی یزید نے
ابن زیاد کو دونوں کی رہائی کا حکم لکھا اُس نے ان کو رہا کیا اور کہا اگر مختار تین دن
سے زیادہ کوفہ میں رہیگا تو قتل کیا جائیگا۔ مختار مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب واقصہ
میں پہونچا صعب بن زہیر ازدی سے ملاقات ہوئی اُس نے پوچھا اے
ابو اسحٰق تیری آنکھ پر کیا صدمہ پہونچا ؏ خدا ہلاک کرے مجھکو اگر اس کو قتل اور اس
کے بند بند کو جدا نہ کروں ٭ جس قدر یحییٰ ابن زکریا کے خون کے عوض قتل ہوئے
اور خدا ان کی ستر ہزار تھی۔ قسم ہے اس خدا کی جس نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اور
دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر کیا اور ظلم اور گناہ سے بیزار ہے میں گناہگار
۔۔۔۔۔۔ اور ظالموں کو قتل کرونگا۔ قبائل۔ عمان۔ دبحج و ہمدان و نہد۔ و خولان
و بکر۔ و ہمدان۔ و فعل و سان و عبس و ذبیان و قیس و غیلان سے عوض میں
خون فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی اور قسم کھاتا ہوں۔ اے صعب
خدائے سمیع و علیم کے نیست و نابود اور داخل دوزخ کرونگا۔ قوم بنی کندہ و بلیم
داخراف تمیم کو بعد اس کے مکہ کو روانہ ہوا۔ اور اُسی قول اور ارادہ پر قایم رہا یہاں

✻ اور خون جناب سید الشہدا علیہ السلام کے عوض میں اُسی قدر دشمنان دین کو ہلاک کرونگا۔

۲ ۔ مثنّی نے کہا کہ ابن زیاد نے میری آنکھ پر یہ صدمہ پہنچایا ہے ۔

تک کہ یزید پلید واصل جہنم ہوا صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے۔ جب حضرت
مسلم علیہ السلام مختار کے گھر سے ہانی بن عروہ کے مکان میں تشریف لے گئے اور
وہاں سے خروج کر کے شہید ہوئے مختار کوفہ کے قریوں میں سے کسی قریہ
کو گیا تھا۔ بعد شہادت حضرت مسلم علیہ السلام کے ایک روز ابن زیاد نے عمرو
بن حریث مخزومی سے کہا یزید کے بارہ میں مجھکو عبد اللہ ابن زبیر کا خوف نہیں
فرقہ ابوترابیہ کا خوف ہے۔ تو کوفہ میں کسی سے آگاہ ہے جو دوستدار علی ابن ابی
طالب اور غمخوار ان کے فرزند دلبند حسین کا ہوئے اوس سے جو اچھے زیاد
میں کسی کو نہیں جانتا تھا۔ عمارہ بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط مجلس میں حاضر تھا
ابن زیاد سے کہا مختار قبل اُس کے محبت عثمان کی رکھتا تھا۔ اب شیعیان ابو
تراب میں داخل ہوا ہے اور مسلم بن عقیل کی مددگاری میں نہایت کوشش کرتا تھا
ابن زیاد نے مختار کو طلب کیا اور کہا تو کل کے روز مسلم کے ہمراہ ہم سے جنگ
کرنے کو آمادہ تھا۔ اور آج بھی علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور ان کی اولاد کی
اولاد کی محبت کا اقرار و اظہار کرتا ہے مختار نے کہا بسبب محبت رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت رسالت کو دوست رکھتا ہوں لیکن مسلم ابن عقیل
کے معاملہ میں بے گناہ ہوں اور یہ شیخ کوفہ عمرو بن حریث آگاہ ہیں میں ان ایام
میں اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ عمرو کو ایسے موقع میں اس قسم کی گواہی
دینے سے شرم آئی جو باعث قتل مختار ہوتے۔ کہا اے امیر خدا عزیز کرے تجھ
کو مختار اس تہمت سے بری ہے اور اُس کی سزا دینے میں تعجیل نہ چاہیئے اس لئے
کہ باپ اس کا عراق و شام کی لڑائیوں میں خالد بن ولید کا ہمراہ تھا۔ بسبب گواہی عمرو بن
حریث کے ابن زیاد مختار کے قتل سے باز آیا۔ مگر قید کیا بعد شہادت امام حسین علیہ
السلام کے مختار نے زائدہ بن قدامہ کو خدمت میں عبد اللہ بن عمر کے جو شوہر صفیہ خواہر
مختار کا تھا بھیجا اور اپنے حال کی اطلاع دی اور یہ خواہش کی کہ وہ اس کی رہائی
میں کوشش کرے عبد اللہ ابن عمر نے بہ سبب بینائی صفیہ کے یزید کو اس مضمون

مکارقعہ لکھا۔ مختار مجھ سے قرابت رکھتا ہے ابن زیاد نے اُس کو بے سبب قید کیا
ہے میری خواہش یہ ہے کہ اُس کی رہائی کا حکم دیا جاوے چونکہ یزید بنظر مصلحت
وقت عبداللہ ابن عمر کے کہنے سے درگذر کرنا مناسب نہ جانتا تھا۔ ابن زیاد
کو مختار کے رہا کر دینے کا حکم بھیجا اُس نے مطابق فرمان یزید کے مختار کو قید
خانہ سے اپنے روبرو بلایا اور کہا اِنِّیْ اَجَّلْتُکَ ثَلَاثًا فَاِنْ اَصَبْتُکَ بَعْدَ
ذٰلِکَ بِالْکُوْفَۃِ ضَرَبْتُ عُنُقَکَ ط یعنے تجھے تین دن کی مُہلت دیتا ہوں
اگر بعد تین دن کے تجھکو کوفہ میں پاؤنگا قتل کرونگا۔ ابن زیاد نے جب عبداللہ
ابن عفیف علیہ الرحمہ کو شہید کیا دوسرے جمعہ کو ممبر پر گیا۔ اور خطبہ پڑھا اُس کے
آخر میں کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّ یَزِیْدَ وَجَیْشَہٗ بِالنَّصْرِ وَاَذَلَّ
الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَجَیْشَہٗ بِالْقَتْلِ ط یعنے شکر کرتا ہوں اس خدا کا
جس نے عزت دی یزید کو اور اُس کے لشکر کو بسبب فتح و نصرت کی اور ذلت
دی حسین علیہ السلام کو اور ان کے لشکر کو قتل ہونے سے اِن باتوں کے سنتے
ہی مختار اُٹھا اور ابن زیاد سے مخاطب ہوکر کہا۔ کَذَبْتَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّ
رَسُوْلِہٖ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْحُسَیْنَ وَجَیْشَہٗ بِالْجَنَّۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ وَ
اَذَلَّکَ وَاَذَلَّ یَزِیْدَ وَجَیْشَہٗ بِالنَّارِ وَالْخِزْیِ ط یعنے جھوٹ کہتا ہے
تو اے دشمن خدا اور رسول شکر ہے اس خدا کا جس نے عزت دی حسین علیہ السلام
اور ان کے لشکر کو بہ سبب دخول جنت اور مغفرت کے اور ذلیل کیا تجھکو اور یزید کو
معہ اس کے لشکر کے آتش دوزخ اور عذاب آخرت سے ابن زیاد نے جب یہ
سُنا گرز آہنی جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ مختار کی طرف پھینکا۔ پیشانی اُس کی
زخمی ہوگئی۔ اور اپنے مددگاروں کو اشارہ کیا انہوں نے مختار کو گرفتار کرلیا
اس وقت کوفہ کے اشراف اور رئیسوں نے کہا اے امیر اس شخص کا نام مختار اور صاحب
حسب و نسب ہے ایک داماد اس کا عبداللہ ابن عمر ہے اور دوسرا داماد عمر ابن سعد ابن ابی
وقاص ہے ان کلمات سے ابن زیاد کو خوف پیدا ہوا مختار کے قتل سے درگذرا

اور اس کو مقید کیا۔ مختار نے عبداللہ ابن عمر کو اپنے حال سے اطلاع دی اُس
نے یزید کو رقعہ لکھا مضمون اُس کا یہ تھا۔ اے یزید تو نے اہلبیت کے قتل پر
اکتفا نہ کی اور مسلمانوں پر ایسے شخص کو حاکم مقرر کیا جو عترت طاہرہ کو ناسزا کہتا ہے
اور حرکات ناشائستہ اوس سے وقوع میں آتی ہیں۔ منجملہ اس کے برے کاموں
کے عبداللہ بن عفیف کا قتل کرنا اور مختار کا مقید رکھنا ہے۔ جب یہ رقعہ میرا تجھ
کو ملے ابن زیاد کو اس کی رہائی کا حکم دے۔ اگر ایسا نہ کریگا یہاں سے وہ لشکر
جرار روانہ کرونگا جس کے مقابلہ کی طاقت اس میں نہ ہو۔ یزید نے جب عبداللہ
ابن عمر کا خط پڑھا ابن زیاد پر عتاب کیا اور خط میں مضمون اس کو لکھا۔ جس
وقت یہ خط پہونچے مختار کو رہا کر اور بیہودہ گفتگو سے اپنی زبان روک
ورنہ ایسے شخص کو تیری تنبیہ کے واسطے مقرر کرونگا۔ جو تیری آنکھیں حلقہ
چشم سے نکال لیگا۔ مطابق حکم یزید کے ابن زیاد نے مشایخ کوفہ کو جمع کیا
اور مختار کو قید خانہ سے طلب کر کے صحیح و سالم اُن کے سپرد کیا۔ ابو مخنف
لوط بن یحییٰ ازدی کتاب اخذ الثار و انتصار المختار میں لکھتے ہیں
جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اولاد رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو
باقی رہ گئے تھے ان پر بنی امیہ مسلط ہو گئے اور بسبب اُن کے ظلم و جور
کے وہ سب مشرق و مغرب میں متفرق و پریشان ہو گئے ابن زیاد نے منادی
کو حکم دیا کوفہ اور بصرہ کے راہوں اور گذرگاہوں میں ندا کرے جو شخص علیؑ
ابن ابیطالب اور ان کی اولاد امجد علیہ السلام بہ خیر و نیکی کریگا قتل کیا جائیگا کوفہ
میں ایک شخص تھا جس کا نام مختار بن عبیدہ ثقفی تھا۔ ہر روز تین مرتبہ تلوار
میان سے باہر نکالتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ خداوندا مجھے دولت اور حکومت اور لشکر
آراستہ عنایت کر تاکہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا عوض ان کے دشمنوں
سے لوں ابن زیاد کو جب اس کی خبر ہوئی نہایت غضبناک ہوا۔ اور حکم دیا مختار
کے گھر جا کر اس کے مال و اسباب پر قبضہ کریں اور اس کی تلوار اس کی گردن

میں ٹکا کر کشاں کشاں لائیں۔ جب اس کے روبرو لائے مختار کے قبیلہ کے
تین ہزار سے زیادہ سوار و پیادہ اس کے ہمراہ تھے۔ ابن زیاد نے کہا آ
مختار تو بنی امیہ کو برا کہتا ہے اور ان کی ہلاکت کی آرزو رکھتا ہے باوجودیکہ
بنی امیہ نے تیرے ساتھ بہت احسان کیے ہیں مختار نے انکار کیا اور کہا کیونکر
ایسے کلمات کہہ سکتا ہوں میں خود بنی امیہ سے ہوں اس نے کہا تو جھوٹ
کہتا ہے جس شخص نے مجھکو یہ خبر دی ہے وہ تجھ سے زیادہ راست گو ہے۔
بعد اس کے مختار کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے مونہہ پر مارا دربان جب
دارالامارہ میں گئے دیکھا تین ہزار سوار و پیادہ سے زیادہ روبرو دروازہ قصر
کے جمع ہیں ابن زیاد سے کہا اے امیر مختار کے قتل میں تعجیل مت کر اس نے
کہا واسطے ہو تجھ پر دروازہ قصر پر کون ہے بیان کیا اس قدر رعایا اور قرابت
دار مختار کے جمع ہیں ابن زیاد نے ایک زندان کو جو نہایت سنگدل اور تیرہ
باطن تھا بولایا اور کہا مختار کو ایسے قید خانہ تاریک میں قید رکھنا جہاں دن
اور رات میں فرق نہ کر سکے اور نہایت تنگی و سختی کرنا اور سوائے قطران
کے جس میں نفط سفید ملی ہو کوئی چیز نہ دینا تا کہ اس کا جگر شق ہو جائے
اور آنکھوں سے پانی جاری رہے۔ قطران سے وہ دوائی سیاہ رنگ
مراد ہے جس میں نہایت حدت و حرارت ہے اور اس دوا کو جسم شتر پر
ملتے ہیں زندان بان نے موافق حکم ابن زیاد کے اس کو ایک تیرہ و تاریک
ہتھ خانہ میں زنجیر و طوق پہنا کر قید کیا۔ اور اس کے دروازہ پر چار قفل
لگائے اور کنجیوں کو اپنے پاس رکھا۔ راوی کہتا ہے کوفہ میں ایک معلم
عمیر بن عامر ہمدانی نام دوست اور غمخوار امام حسین علیہ السلام کا تھا بسبب
تقیہ کے اپنے اعتقاد کو مخفی رکھتا۔ اور شب و روز آپ کی مصیبت پر روتا
تھا۔ اور ہمیشہ دعا کرتا اور کہتا خداوندا بحرمت محمد و بحق علی و فاطمہ و حسن
و حسین علیہ السلام جو شخص امام شہید کے خون کا عوض اپنے ظالموں سے

لے مجھ کو اُس کے ہمرکاب حضرت کے انصار ہیں محسوب کرے جب مختار کے
قید ہونے سے آگاہ ہوا۔ یہ امر اس پر نہایت ناگوار گذرا۔ اور وہ معلم بد آئین بد کار
اور صاحب عفت تھا۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں
کو لکھتا اور یاد رکھتا تھا۔ کوفہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی اولاد واسطے
تحصیل علم کے اوس کے پاس نہ حاضر ہوا ایک دن وہ معلم اپنے مکتب میں
بیٹھا تھا اور لڑکے سب اوس کی خدمت میں حاضر تھے ایک سقہ جو لڑکوں
کو پانی پلاتا تھا اس کا گذر اس طرف سے ہوا۔ معلم نے اس کو بلایا اور پانی
کا کوزہ اوس سے لیکر پیا پانی کی سردی اور خنکی سے جب اس کے دل کو
راحت پہونچی کہا خدا لعنت کرے قاتلان امام حسین علیہ السلام پر اور
اون لوگوں پر جنہوں نے حضرت پہ پانی بند کیا تھا بعد اس کے کوزہ اور
اور ایک درہم سقہ کو دیا اور باواز بلند رویا۔ راوی کہتا ہے اس مکتب میں سنان
ابن انس نخعی کا لڑکا بھی موجود تھا۔ اوس شقی نے جب معلم کا یہ کلام سُنا اپنے مقام
سے اُٹھا اور کہا اے معلم کیا تو مجھ سے اور میرے باپ سے آگاہ نہیں ہے۔ معلم نے
کہا بیٹھ جا تیرے اُٹھنے کا سبب کیا ہے اُس نے کہا کیوں کر اس مکتب میں بیٹھوں
میرے روبرو تو لعنت کرتا ہے قاتلان حسین علیہ السلام پر کیا تم کو معلوم نہیں کہ
حاکم وقت عبید اللہ بن زیاد قاتل امام حسین علیہ السلام ہے اور امیر عمر ابن سعد
حضرت سے لڑنے گیا تھا۔ اور میرے باپ سنان ابن انس نخعی نے حضرت
کی سر کو بعد شہادت اپنے نیزہ پر رکھا تھا۔ اور یہ لوگ سب فرمانبردار یزید کے
ہیں آیا ممکن ہے کہ تو ان سب پر میرے روبرو لعنت کرے اور میں سنوں جب
معلم نے یہ کلام اس لڑکے کا سُنا گویا خواب غفلت سے بیدار ہوا یا بیہوشی
سے ہوش میں آیا۔ اور کہا اے دشمن خدا جو تو بیان کرتا ہے میرا مقصد یہ نہ تھا
اور نہ میں نے اُن لوگوں پر لعنت کی ہے اور اس لڑکے سے معذرت کی
اور کہا اس حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا میں کبھی ان لوگوں کو اور ان کے مزار کو

برا نہ کہونگا - وہ لڑکا بیٹھ گیا اور جب اس کو یقین ہوا کہ معلم کے دل سے اس بات کا خیال جاتا رہا اور مکتب بند ہوگیا اور ایک ویران میں جو مکتب کے قریب تھا جاکر اپنا لباس چاک کیا اور عمامہ کے گوشہ میں پتھر باندھکر اپنے پہلو اور سینہ اور بدن کو زخمی کیا اور اپنے جسم کے خون سے سُرخ و رنگین ہوکر دارالامارہ کی طرف گیا اور استغاثہ شروع کیا اُس کے باپ نے اس کو اُٹھالیا اور حال پوچھا اوس نے بیان کیا آج معلم نے ایک سقہ سے پانی لے کر پیا اور کہا خدا لعنت کرے اُس پر جس نے پانی بند کیا حسین علیہ السلام پر اور خدا لعنت کرے اُن کے قاتلوں پر اور محروم رکھنے والوں پر اُن حضرت کو اپنے حق سے میں نے کہا اے معلم کیا کہتا ہے کہا بیٹھ جا تجھ کو بیٹھنا نصیب نہ ہوئے خدا لعنت کرے تیرے باپ اور یزید اور عبداللہ ابن زیاد پر اور اُن سب کے ساتھ تجھ پر بھی لعنت کرے میں نے پوچھا سردار خلافت کے حسین ابن علیؑ تھے - یا یزید - اس بات کو سنتے ہی مجھکو حجرہ تاریک میں لیجاکر رسے سے باندھا اور خوب مارا - اور اذیت پہونچائی - اگر رسی ٹوٹ نہ جاتی اور وہ دوسری رسی لینے نہ جاتا میں ضرور ہلاک ہو جاتا اور میں بخوف قتل وہاں سے بھاگ کر یہاں آیا ہوں جب اُس کے باپ نے یہ سب حال سنا نہایت غضبناک ہوا - اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور آپ کے شیعوں کے حق میں کلمات ناسزا کہے اور اپنے لباس کو پارہ پارہ کیا اور لڑکے کا ہاتھ تھام کر عبداللہ ابن زیاد کے روبرو لے گیا - اس کو پیٹھ دکھلائی اور بیان کیا اے امیر عمیر بن عامر نے آج سقہ کو بلایا اس سے پانی کا کوزہ لے کر پیا اور لعنت کی قاتلان حسین علیہ السلام پر اور ان لوگوں پر جنھوں نے پانی بند کیا یا ظلم کیا ان پر یا ان کے حق کو غصب کیا جب اس لڑکے کو اس کا کلام ناگوار گذرا یہ سزا لئے سخت دی جو تو دیکھ رہا ہے ابن زیاد یہ حال سنکر برہم ہوا - اور بہ سبب غیظ و غضب کے گردن کی

رگیں ظاہر ہوئیں اور آنکھیں اُن کی سُرخ ہو گئیں اور اس کو یقین ہوا کہ یہ لڑکا
سچ کہتا ہے دربان کو طلب کیا اور حکم دیا بہت جلد عمیر بن عامر معلم کو میرے
روبرو لا اور جو شخص اُس کا حال دریافت کرے اس کو قتل اور اس کے گھر کو
ویران اور مال و اسباب کو غارت کرو۔ دربان اپنے گروہ کو ساتھ لے کر سوار ہوا
اور معلم کے گھر پہونچا وہ بیچارہ آگاہ نہ تھا۔ یہ لوگ کون ہیں اور کس لئے آئے
ہیں یکایک اس کو گھیر لیا۔ اور عمامہ اُس کا گردن میں ڈال کر کھینچتے ہوئے اور
مونھہ پر طمانچے مارتے ہوئے ابن زیاد کے سامنے لائے۔ جب اُس نے
معلم کو دیکھا کہا وائے ہو تجھ پر تو ہے لعنت کرنے والا یزید اور اُس کے
مددگاروں کا اور رحم کرنے والا حسین ابن علی علیہ السلام پر بعد اُس کے
غلاموں کو معلم کے مارنے کا حکم دیا۔ غلاموں نے اس قدر مارا کہ تمام دانت
اس کے گر گئے اس وقت معلم کو سبب اپنی گرفتاری کا معلوم ہوا۔ ابن زیاد
سے کہا اے امیر تھوڑی دیر صبر کر اور میرے حق میں بہ تعجیل حکم نہ دے۔ یہ
لڑکا جو بیان کرتا ہے وہ کلمات میں نے نہیں کہے۔ اور نہ اُس لڑکے کو کسی طرح
کی اذیت پہونچائی اس نے مجھ پر تہمت لگائی ہے تجھکو قسم ہے خدائے عز و جل
کے میرے معاملہ میں تعجیل مت کر اور راست و درست نہ سمجھ ان کلمات کو جو میں
نے کبھی نہیں کہی اگر کوئی شخص اس امر کی گواہی دے میرا خون اور مال تجھ
کو حلال ہے ان باتوں سے ابن زیاد کا غصہ کم ہوا۔ اور اس کے قید کرنے کا
حکم دیا۔ جس قید خانہ میں شیعیان ابو تراب علیہ السلام قید ہوئے تھے اسی
میں یہ معلم بھی مقید ہوا۔ پھر اُس کو ایک تنگ مکان میں لے گئے۔ جس کا
سقف چوب ساج کا تھا۔ وہاں دربان نے گلے سے رسی کھول کر ہاتھ
اور پاؤں کو اس کے مضبوط باندھا۔ معلم بیان کرتا ہے بعد اُس کے مجھ کو
اس تہ خانے میں لے گئے۔ جس کے دروازے پر کئی قفل لگے تھے
اور بہت سے نگہبان وہاں مقرر تھے۔ بہ سبب زخم کے درد اور رات

میں تمیز کرنا دشوار تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا گویا مجھکو زمین کی ساتویں طبقہ میں
گرا دیا ہے۔ جب زمین کے نیچے پچاس سیڑھی اتر کر تہہ خانہ میں پہونچا بوجہ
تاریکی کے اپنی ہتھیلی نظر نہیں آتی تھی۔ تھوڑی دیر تک متحیر گیلی زمین
پر پڑا رہا پھر سر اپنا اٹھا کر بغور و تامل چاروں طرف دیکھا۔ قید خانہ کے آخر
سے زنجیر کی صدا اور کسی آدمی کی آواز سنائی دی جب نہایت تامل کے ساتھ
نظر کی دیکھا میں نے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے دونوں پاؤں میں بھاری
زنجیریں اور دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں اور اس طرح
زنجیریں اس پر لپٹی ہیں کہ چپ و راست حرکت کرنا دشوار ہے اور ایک
زخم سے اس کے خون جاری ہے۔ میں نے کسی شخص کو مثل اُس کے
سختی اور مصیبت میں مبتلا نہیں دیکھا۔ دوسری روایت میں اِس طرح مرقوم
ہے معلے نے بیان کیا جب میں نیچے اترا اس قید خانہ میں بسبب تاریکی
کے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ تھوڑی دیر تامل کیا جب کچھ نظر آنے لگا ایک
گروہ کو دیکھا فریاد و زاری کرتے ہیں اور کوئی ان کی فریاد رسی نہیں کرتا۔
بعضوں کے پاؤں میں زنجیریں اور بعضوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے۔
قید خانہ کے اس کنارہ سے ایک آواز دردناک آتی تھی۔ میں نے چاہا وہاں
جا کر اس کا حال دریافت کروں۔ چونکہ قیدیوں سے تمام قید خانہ بھرا ہوا تھا
قیدیوں کی گردن پر قدم رکھتا ہوا وہاں تک پہونچا۔ ایک شخص کو دیکھا
مقید اور اس کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے۔ مجھکو دیکھکر آہ سرد
کھینچی اور میری طرف متوجہ ہوا۔ اُس کے سر کے بال آنکھوں پر لٹکے ہوئے
تھے میں نے سلام کیا سلام کا جواب دیا۔ جب اُس کے قریب پہونچا اُسنے
سوال کیا کون سی سزا تجھ سے سرزد ہوئی جو ایسی بلائے سخت میں مبتلا ہوا
کہا اے شیخ قسم خدا کی سوائے محبت اہل بیت علیہم السلام کے اور کوئی
گناہ میں نے نہیں کیا۔ نام اُس کا پوچھا بولا۔ زیا میں مختار ابن ابی عبیدہ

ثقفی ہوں جب اس کا نام مجھے معلوم ہوا۔ اس کے قدموں پر گرا اور بوسہ
دینے لگا۔ مجھ سے کہا خدا اپنی رحمت نازل کرے تجھ پر تیرا کیا نام ہے میں
نے بیان کیا میں عمیر بن عامر ہمدانی معلم اولاد کوفہ ہوں۔ اس نے کہا سبحان
اللہ تو یہاں تک کیونکر پہونچا تو ہمیشہ بزرگان بنی امیہ کی صحبت میں رہتا
اور ان کے اطفال کی تعلیم و تربیت کرتا تھا۔ یہ قید خانہ تیرے واسطے
نہیں بلکہ مخصوص ان لوگوں کے واسطے ہے جو بنی امیہ کی سلطنت کا
زوال اور امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا چاہتے ہیں معلم
بیان کرتا ہے میں چند روز مختار کے ساتھ قید رہا۔ ہم دونوں باہم گفتگو کیا کرتے
تھے ایک دن مختار نے مجھ سے کہا بشارت ہو تجھکو عنقریب تو اس قید سے رہا
ہوگا۔ ابو مخنف کہتا ہے اس معلم کی بھتیجی دختر ابن زیاد کی دایہ تھی۔ جب اس
نے اپنے چچا کے قید ہونے کا حال سنا اپنے لباس کو پارہ پارہ اور بالوں کو
پریشان کر کے دختر ابن زیاد کے پاس گئی۔ اور ابن زیاد اس لڑکی سے
بہت محبت رکھتا تھا جب اس نے اپنی دایہ کو اس طرح مضطر اور پریشان
دیکھا سبب اس کا دریافت کیا اس نے کہا میرے چچا عمیر بن عامر ہمدانی معلم
اولاد کوفہ پر ایک لڑکے نے تہمت لگائی اور ابن زیاد نے اس کو قید کیا
باوجودیکہ اس نے ہمیشہ خدمت گذاری کی اور اس کا حق اس خاندان پر
ہے اگر اور چند روز قید رہیگا۔ ہلاک ہو جائیگا۔ میرا حق جو تجھ پر ہے آج
اس کو ادا کر اور اپنے باپ سے سفارش کر کے میرے چچا کو قید سے رہائی
دے اس نے اس امر کو قبول کیا اور اسی وقت اپنے باپ کے پاس گئی
اور کہا اے سید و سرور میرے عمیر بن عامر ہمدانی مرد سن رسیدہ اور معلم اطفال
کوفہ کا ہے ایک لڑکے نے اس پر تہمت لگائی اور تو نے اس کو قید کیا
اس کی خدمت گذاریوں کا حق ہم پر ہے اگر اس عالم پیری میں اور چند
روز قید رہیگا۔ ہلاک ہو جائیگا۔ اس کے گناہ کو میری خاطر سے بخش کر اور

اور رہائی کا حکم دے ابن زیاد اس وقت شراب پیتا تھا۔ کہا اس کو محض
تیری خوشنودی کے لئے رہا کرتا ہوں۔ اپنے دربان خاص کو طلب کیا اور
حکم دیا قیدخانہ میں جاکر زندان بان کو عمیر بن عامر ہمدانی کے رہا کرنے
کی اجازت دے دربان قیدخانہ کی جانب روانہ ہوا۔ مختار نے جب
قفلوں کے کھلنے کی آواز سنی معلم سے کہا بشارت ہو تجھکو تیری رہائی
کا وقت قریب آیا۔ معلم اُٹھا مختار سے معانقہ کیا اور کہا قسم خدا کی میری
آرزو یہ تھی۔ کہ میں اس مکان کو کبھی نہ دیکھوں مگر اب بسبب تیری محبت
کی مفارقت گوارا نہیں مجھکو منظور ہے ابھی قیدخانہ میں رہوں اور تجھ
سے جدا نہ ہوں مختار نے کہا خدائے تعالےٰ تجھکو جزائے خیر دے
میں تجھ سے ایک حاجت روائی کا امیدوار ہوں اگر میں اس کا عیوض
ادا نہ کر سکونگا۔ خدائے عزوجل اس کی جزا دیگا۔ اور جو میری مراد بر آئیگی
تو ضرور اس کا عیوض ادا کرونگا۔ معلم نے پوچھا وہ حاجت کیا ہے مختار
نے کہا جب تو صحیح و سالم اپنے گھر پہونچے اگر ممکن ہو سکے کسی حیلہ سے تھوڑا
کاغذ گو بقدر ایک نمبر کے ہو روٹی میں رکھکر اور ایک قلم اگرچہ بقدر ایک
انگشت اور سیاہی اگرچہ پوست جو میں رکھی ہو میرے پاس روانہ
کر معلم نے کہا بسرو چشم اس امر کی تعمیل کرونگا۔ ابھی یہ گفتگو باہم ہوتی تھی
کہ دروازہ قیدخانہ کا کھلا اور دربان نے آواز دی اے معلم باہر آ ابن زیاد
تجھسے رضامند ہوا اور تیری رہائی کا حکم دیا ہے معلم اُٹھا مختار سے
معانقہ کرکے رخصت ہوا اور بہت رویا۔ غرضیکہ معلم دربان کے ہمراہ قیدخانہ
سے نکلکر ابن زیاد کے روبرو حاضر ہوا اس نے کہا اے عمیر فدائے ہو تجھ پر میں نے
تیرا گناہ بخشا اور تیرے جرم سے درگذر کیا بسبب خوشنودی اپنی دختر کے جس نے
تیری سفارش مجھ سے کی اب اپنی جان کی نگہبانی کر اور پھر ایسے جرم عظیم کا مرتکب
نہ ہو معلم نے کہا توبہ کرتا ہوں درگاہ خدائے عزوجل میں اب کسی لڑکے کی تعلیم تربیت

نہ کرونگا اور کسی مجلس و مکتب میں نہ بیٹھوں گا۔ ابن زیاد نے اس کو رہا کیا عمیر ابن
عامر جب اپنے گھر پہونچا اُس کو اپنی زوجہ سے افشائے راز کا خوف تھا اس لئے
اُس کو طلب کر کے مہر اس کا دیا اور رخصت کیا۔ دوسری روایت میں وارد
ہوا ہے اُس نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دیا اور اُس سے یہ کہا کہ اگر تجھکو
منظور ہو میرے ساتھ بسر کر اور اگر منظور نہ ہو میں طلاق دیتا ہوں اپنی قوم و
قبیلہ میں چلی جا۔ معلم کا ارادہ تھا کہ مختار کے معاملہ میں کوشش کرنے کے لئے
اور سب امور میں فارغ ہو رہے۔ غرضیکہ معلم نے مندیل و بقچی کے ایک کنارہ
میں پچاس اشرفی اور دوسرے کنارہ میں پانسو درہم اور مطابق روایت دیگر
کے ہزار درہم باندھے یہ معلم مالدار اور بزرگان کوفہ سے تھا۔ بعد اُس کے
ایک گوسفند فربہ کو کباب کیا اور کئی قسم کی روٹی اور شیرینی اور میوہ جمع
کیا جب رات ہوئی کسی کو اس حال سے آگاہ نہ کیا اور یہ سب چیزیں اپنے
سر پر اٹھا کر زندان بان کے گھر گیا دستک دی وہ گھر میں نہ تھا سب چیزیں
اُس کی زوجہ کے حوالہ کیں اور کہا جب شوہر تیرا آوے میری جانب سے
بعد سلام کے کہنا معلم نے ایک نذر کی تھی اُس کو ادا کیا ہے یہ کہہ کر اُس کے
گھر سے پھر آیا جب صبح کو زندان بان اپنے گھر آیا اُن چیزوں کو دیکھکر اپنی زوجہ
سے حال دریافت کیا جو کچھ معلم نے کہا تھا اُس نے بیان کیا۔ زندان بان نے
کہا قسم ہے خدائے عز و جل کی اُس نے کوئی نذر نہیں کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے
کوئی حاجت اس کی میرے متعلق ہے اور یہ زندان بان موالیان جناب امام
حسین علیہ السلام سے تھا اور آپ کی شہادت و مصیبت اس پر نہایت درجہ
شاق تھی۔ غرضیکہ زندان بان نے اپنی زوجہ سے یہ گفتگو کی معلم اُس سے
بیخبر تھا۔ دوسرے دن بھی وہی سامان بلکہ اُس سے زیادہ فراہم کر کے
وقت شب زندان بان کے دروازہ پر آیا۔ چونکہ وہ گھر میں موجود نہ تھا
پھر اُس کی زوجہ کو وہ سب سامان دیا اور وہی کلمات کہے جو روز اول کہہ

تھے۔ جب صبح کو زندان بان قید خانہ سے اپنے گھر آیا۔ وہی چیزیں نظر آئیں
حال دریافت کیا اس کی زوجہ نے سب کیفیت بیان کی نہایت مسرور ہوا
اور کہا وائے ہو تجھ پر اُس نے بہ سبب اُس کی بزرگی کے مجھکو بزرگ و محترم
کیا کوئی نذر اُس نے نہیں کی بلکہ اُس کی کوئی حاجت ہے قسم ہے خدا کی
اگر اوس کی حاجت ایسی ہوگی۔ جس میں میرے ہلاک ہونیکا خوف ہوگا تب
بھی سعی و کوشش کرونگا۔ اور اگر اس کا ارادہ مختار کی رہائی کا ہوگا۔ اُس کو
قید سے رہا کر دونگا۔ وہ معلم آج کی رات بھی ضرور آئیگا۔ اور سب چیزیں
پھر اپنے ساتھ لائیگا۔ جیسا کہ دوبار لایا تھا۔ آج رات کو میں اپنے گھر رہونگا
اور قید خانہ میں عیوض اپنے دوسرے شخص کو مقرر کرونگا۔ جب معلم آئیگا اس
کی حاجت دریافت کرونگا۔ اگر درحقیقت اس کا کوئی مطلب ہوگا۔ اور اُس کو
برلاونگا۔ غرض کہ اس رات زندان بان نے اپنے بھائی کو اپنے عیوض قید خانہ
میں بھیجا اور خود گھر میں آکر معلم کے آنیکا منتظر رہا۔ ناگاہ معلم آیا۔ اور مثل
سابق کی سب چیزیں ہمراہ لایا۔ جب دستک دی زندان بان نے اوٹھ
کر دروازہ کھولا اور معلم کی تعظیم و توقیر کر کے گھر کے اندر لایا نہایت عزت
سے بٹھایا۔ اور کہا اگر تیری کوئی حاجت ہے اُس کو مجھ سے راست راست
بیان کر میں قسم کھاتا ہوں پروردگار عظیم کی اور حق رسول کریم اور ولایت
علی ابی طالب علیہم السلام کی اگر تو ایسی حاجت ظاہر کریگا۔ جس میں جان
و مال کا زوال اور میری ہلاکت کا معہ اہل و عیال کے خوف ہوگا۔ تب بھی
ضرور اُس کے انجام دینے میں سعی و کوشش کرونگا اگر مختار کا رہا ہونا تجھکو
منظور ہے اُس کو رہا کر دونگا۔ معلم نے جس وقت زندان بان کی گفتگو اور
اُس کی قسم بحق ولایت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سنی ابو عبیدہ کو انہی قید خانہ
میں مبتلائے بلائے عظیم پایا اور اُس نے یہ خواہش کی ہے کہ میں کسی حیلہ سے
کاغذ و قلم اگر بقدر ایک انگشت اور سیاہی اگرچہ پوست جوز میں ہو اس کے پاس

اُس کے قول کا یقین آیا۔ کہا اے برادر جب ابن زیاد نے مجھ کو قید کیا میں نے مختار ابن

پہونچاؤں اگر تو اس امر میں مدد کریگا۔ البتہ میری حاجت برآئیگی زندان بان نے کہا اے معلم تو خوب جانتا ہے اس قید خانہ کی حفاظت کے لیے چار سو آدمی مقرر ہیں وہ سب ابن زیاد کو قید خانہ کے حالات کی خبر دیتے ہیں۔ اور اپنی باری پر حاضر رہتے ہیں۔ میرے ہمراہ تیس آدمی ہیں جو شب و روز وہاں رہتے ہیں اور کسی وقت مجھ سے جدا نہیں ہوتے لیکن میں جو تجویز تجھکو بتاتا ہوں موافق اس کے عمل کر شاید اُس تدبیر سے تیری مراد حاصل ہو جائے انشاء اللہ تعالےٰ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ وقت صبح سکباج کو طیار کر اور بہت سی روٹیاں جن کے کنارے ناہموار ہوں اور خیار اور جوز اور خرمائے تازہ خرید کر کے ایک چھوٹی قلم کو خیار میں رکھ اور اُس پر کچھ نشان بنادے اور ایک جوز میں سیاہی بھر اور گوند سے خوب اُس کو بند کر بعد اس کے ان سب چیزوں کو مزدور کے سر پر رکھ کر قید خانہ میں میرے پاس لا جب مزدو میرے پاس آئیگا میں اُس کو اور تجھ کو ممانعت اور سرزنش کرونگا۔ اور کلمات ناسزا کہونگا۔ اور تیرے لباس کو پارہ پارہ کرونگا۔ اور تجھ کو بہت اذیت پہونچاؤنگا۔ تو ان سب کو برداشت کرنا۔ جو لوگ موجود ہونگے تجھ پر رحم اور تیری سفارش مجھ سے کرینگے۔ اور کہیں کے اس پیر مرد کو کیوں تکلیف دیتا ہے یہ کام تیرے سزاوار نہیں اس کے ساتھ بہ نرمی و ملائمت پیش آ، کوئی قصور اس سے سرزد نہیں ہوا۔ جو ایسی سزا کا مستحق ہو اُس وقت تو باواز بلند گریہ وزاری کر اور مجھ سے کہہ ای شیخ تو خدا سے شرم اور میری معرفت کا حق جو تجھ پر ہے اُس کی رعایت نہیں کرتا جو اس عالم پیری میں مجھکو اذیت دیتا ہے اور میرے معاملہ میں تو خدائے عزوجل سے نہیں ڈرتا۔ قسم ہے خدا کی جب میں اس قید خانہ میں تمہارے یہاں مقید تھا ایک شخص کو زنجیرہائے آہنی سے بندھا ہوا دیکھا اس کو عجب مصیبت و بلا میں گرفتار پایا۔ مجھکو اُس کے حال پر رحم آیا

اور اس سے کہا اگر تیری کوئی حاجت ہو بیان کر اُس نے جواب دیا میری
تمنا یہ ہے کہ روٹی اور خیار اور جوز تناول کروں اگر ایک ساعت قبل موت
کے نصیب ہووے میں نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر حق تعالےٰ مجھکو اس
قید سے نجات دیگا۔ تیری خواہش بر لاؤنگا اور ان چیزوں کو تیرے پاس
پہونچاؤنگا۔ پھر اس نے کہا میری آرزو یہ ہے کہ قبل مرگ سکباج اور نان
گرم اور جوز اور خرمائے سبز اور خیار اور شیرینی بقدر اپنی خواہش کے کھاؤں
میں نے بہ شرط نجات ان سب چیزوں کے کھلانے کا وعدہ اس سے کیا۔
قسم ہے خدا کی ابھی یہ باتیں ختم نہ ہوئیں تھیں کہ قید خانہ کا دروازہ میری
رہائی کے واسطے کھلا اور بعد رہا ہونے کے چاہتا ہوں اس نذر کے بار
سے سبکدوش ہوں اور اپنے عہد کو وفا کروں اور چونکہ مرد پیر ہوں ڈرتا
ہوں مبادا موت آجائے اور اس امر واجب کا بار مجھ پر باقی رہے اور ان
سب چیزوں میں سے تھوڑا تھوڑا تم لوگوں کے واسطے بھی بہ طریق ہدیہ
لایا ہوں جب تو یہ کیفیت بیان کریگا۔ یقین ہے وہ لوگ تیرے بارہ میں
مجھ سے سفارش کرینگے۔ اُن کو جواب دونگا۔ کہ میں تم لوگوں سے خوف
کرتا ہوں اگر تم سے مطمئن ہوتا ضرور اُس کو اجازت دیتا کہ یہ سب چیزیں
مختار کے پاس بھیجے وہ سب کہیں گے ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس خبر کو
ابن زیاد تک پہونچائے۔ یا اس راز کو افشا کرے اس وقت ان سب چیزوں
کو مختار کے پاس بھیجنے کی اجازت دونگا۔ اور مختار نہایت دانشمند ہے
وہ پوشیدہ کچھ لکھیگا۔ دوسرے دن اس کے پاس جاکر اور وہ نوشتہ لیکر
تجھکو دونگا۔ معلم نے جب یہ کلام اُس کا سُنا اُس کے قدموں کو بوسہ دیا
اور اُسی وقت وہاں سے پھرا۔ گوشت اور روٹی اور خیار اور جوز وغیرہ
تمام اسباب کو خرید کیا اور سکباج کو تیار کر کے ان سب اشیاء کو مزدور کے
سر پر رکھ کر قید خانہ کے دروازہ پر لایا۔ زندان بان نے پوچھا اے معلم تو

کیا چیز لایا ہے۔ معلم نے جواب دیا خدا رحم کرے تجھ پر جس وقت ابن زیادؔ
بسبب ایذا ایک لڑکے کے غضبناک ہوا۔ اور مجھکو اس قید خانہ میں قید کیا
ایک شخص کو میں نے دیکھا جس کی مانند کسی کو سختی اور بلاؤں میں مبتلا نہ
دیکھا تھا۔ جب اوس سے شناسائی ہوئی اُس نے کہا تو عنقریب رہا ہوگا
اگر حق تعالے تجھکو قید سے نجات دے میری خواہش یہ ہے کہ جن چیزوں
کو میرا جی چاہتا ہے جس طرح ممکن ہو مجھکو کھلا میں نے پوچھا ان چیزوں
کی تجھے خواہش ہے جواب دیا سکباج اور روٹی اور خیار اور جوز اور شیرینی
میں نے کہا میں نذر کرتا ہوں اگر خدا مجھکو اس قید سے نجات دیگا محض
بنظر خوشنودی خدائے عزوجل تیری مراد برلاونگا۔ یہ بات ختم نہ ہوئی
تھی کہ دروازہ قیدخانہ کا کھلا اور حکم رہائی کا مجھے ملا اور میں قیدخانہ سے
باہر نکلا اب جن چیزوں کو اس نے مجھ سے کہا تھا۔ اس کے واسطے
لایا ہوں اور چونکہ مرد پیر اور سن رسیدہ ہوں ڈرتا ہوں مبادا موت
میری آجائے۔ اور اس نذر کا بار مجھ پر باقی رہے حق تعالے قرآن کریم
میں فرماتا ہے یُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُونَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ
مُسْتَطِیْرًا ۝ یعنے وفا کرتے ہیں اپنی نذر کو اور ڈرتے ہیں اُس دن سے
جس کا شر سب جگہ پہونچا ہے یعنے روز قیامت جب زندان بان نے
اس کا یہ کلام سُنا اوٹھکر روٹیوں کو پھینکا اور سکباج کی دیگ کو گرا دیا معلم
کے لباس کو پارہ پارہ کیا اور اس کے عمامہ کو اُس کی گردن میں ڈال کر کھینچا
اور نہایت سختی سے کہا اے دشمن خدا تجھکو ابن زیاد کے پاس لیجاتا ہوں
جو کچھ مختار کے واسطے لایا ہے کیا ابن زیاد کو ان چیزوں کے کھلانے
کی قدرت نہ تھی۔ مگر اس کو سختی و تنگی منظور ہے جتنے لوگ وہاں موجود تھے
جب انہوں نے زندان بان کی زیادتی و سختی کو دیکھا کہا یہ مرد غریب سزاوار
او مستحق اس کا نہیں بلکہ اُس کا حق ہم پہ ہے اور ہم میں سے کوئی شخص ایسا

ہنیں جس کی اولاد نے اس سے علم حاصل نہ کیا ہو یا تو اس کی حاجت روائی کر یا بہ نرمی و ملایمت اس کو یہاں سے پھیر دے زندان بان نے جب یہ سُنا کہا تم لوگوں کے سوا اور کسی کا ڈر ہنیں ہے اگر تمہاری جانب سے اطمینان ہوتا اُس کو منع نہ کرتا سبھوں نے کہا قسم ہے خلیفہ وقت یزید بن معاویہ کی بیعت کی ہم میں سے کوئی ایسا ہنیں ہے جو اس کیفیت کو بیان کرے زندان بان نے جب یہ سُنا معلم جو کچھ لایا تھا اُس کو مختار کے پاس پہونچایا۔ مختار نہایت خوش ہوا۔ خدا کا شکر بجا لایا۔ اور کاغذ کے دو حصہ کرکے ایک پر اپنی بہن عاتقہ اور دوسرے پر عبداللہ ابن عمر کے نام خط لکھکر زندان بان کو دیا۔ اور کہا یہ دونوں خط معلم کو دیدے۔ جب معلم نے ان دونوں خطوں کو پایا۔ نہایت خوشحال ہوا۔ ابو مخنف نے یہ روایت بھی لکھی ہے کہ اوس زندان بان کے پاس ایک لڑکا تھا۔ اس لڑکے کو کہیں اس نے پڑا پایا تھا۔ بعد پرورش کے جب حد بلوغ کو پہونچا زندان بان نے اپنی زوجہ سے کہا یہ لڑکا اب جوان ہوا ہے اس سے علیحدہ رہا کر اس نے اس امر کو قبول نہ کیا اور کہا میں نے اس کی تربیت کی ہے اور یہ میرا فرزند ہے اور وہ لڑکا اس روز سے زندان بان کا دشمن ہو گیا اور جب معلم اور زندان بان میں یہ مشورہ ہوتا تھا وہ موجود تھا اور سب باتیں سنتا تھا۔ جس وقت معلم سکباج وغیرہ قید خانہ کو لے گیا یہ ابن زیاد کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ اور باآواز بلند کہا جو لوگ خبر پہنچانے والے ہیں ابن زیاد کو اطلاع دیں میں ایک نصیحت کیا چاہتا ہوں اگر ابن زیاد اُس سے غفلت کریگا دولت اُس کی زائل ہو جائیگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ لوگ اس کو ابن زیاد کے روبرو لے گئے اُس نے بنظر تامل اس لڑکے کو دیکھا اور پوچھا واسطے ہو تجھ پر کیا نصیحت کرتا ہے اُس نے کہا اے امیر عمیر بن عامر ہمدانی جس کو تو نے قید کیا تھا مختار کے واسطے یہ تدبیر کی

ہے اور جو کچھ سُنا تھا سب بیان کیا - ابن زیاد نے جب یہ کیفیت سُنی
نہایت غضبناک ہوا اور فوراً گھوڑا منگوا کر سوار ہوا - اور بیس آدمیوں
کو اہل لشکر اور خدام سے ہمراہ لے کر قید خانہ کی طرف چلا اُس
وقت اُس کے دوش پر ردائے دیبا اور سر پر ردائی عدنی تھی جس کے
بند کھلے ہوئے تھے - جب قریب قید خانہ کے پہونچا - پاسبان اور دربان
اور جاسوسوں نے جو اُس کو اِس ہیئت سے دیکھا سب بہ سبب اُس کے
ہیبت و دہشت کے کھڑے ہو گئے ابن زیاد زندان بان کی طرف
متوجہ ہوا - اور اتنے تازیانے مارے کہ پشت اُس کی زخمی ہوئی اور
حکم دیا اُس کو خوب مارو اور قتل کرو غلاموں نے اُس کو کھینچا اور ایسا
مارا کہ اپنے خون سے رنگین ہو گیا - بعد اُس کے معلم کو بلوایا اور اُس کو بھی
نہایت اذیت دی - دوسری روایت میں وارد ہوا ہے - معلم اور زندان بان
اور اُس کے تابعین کو پانسو کوڑے مارے اور ابن زیاد نے معلم اور زندان بان
کے قتل کا حکم دیا - زندان بان نے پوچھا اے امیر مجھ سے کون قصور سرزد ہوا
ہے جو میرے قتل کا حکم دیتا ہے اُس نے کہا تجھکو یہ خیال ہے کہ جو کام تو کرتا
ہے مجھ سے پوشیدہ رہیگا - زندان بان نے کہا وہ کونسا کام ہے ابن زیاد
نے جواب دیا تو جانتا ہے مختار کے پاس خیار میں قلم اور پوست جوز میں سیاہی
اور روٹی میں کاغذ رکھکر پہونچاتی - اور تجھکو میرے ملک و دولت کا زوال
منظور ہے زندان بان نے کہا اے امیر میں اور مختار اور معلم سب تیرے روبرو
حاضر ہیں اور معلم سوائے اِس وقت کے میرے پاس کبھی نہیں آیا - اور اُس کو
یہاں آئے ہوئے عرصہ نہیں گذرا اور یقین نہیں کہ مختار بھی اِن چیزوں کو
کھایا ہو - تجسس و تلاش کر جن چیزوں کو تو نے سُنا ہے اگر اُن کا سراغ ملا
میرا خون تجھکو حلال ہے ابن زیاد نے غلاموں کو قید خانہ میں جا کر تلاش کرنیکا
حکم دیا - وہ سب شمع روشن کر کے زندان میں داخل ہوئے تمام جوز اور خیار

اور روٹیوں کو تلاش کیا مگر قلم اور سیاہی اور کاغذ کا نشان نہ ملا ابن زیاد
پشیمان ہوا اور تھوڑی دیر تک ساکت رہا۔ بعد اس کے اس لڑکے کے حاضر
ہونیکا حکم دیا۔ جب اس کو روبرو لائے کہا اے لعین تیرا قول دروغ ہے جو کچھ
تونے بیان کیا تھا وہ راست نہ ہوا اور حکم دیا اول اس لڑکے کو تیرباران
اور بعد اس کے قتل کریں اس وقت زندان بان ابن زیاد کے قدموں
پر گرا اور اس کے ہاتھوں کو چوما اور کہا اے آقا میرے اس لڑکے کو میں
پڑھایا تھا اس کی پرورش و تربیت کے آب و طعام کا
کفیل رہا اور اپنا فرزند کہا۔ بعد جوان ہونے کے میری زوجہ پر فریفتہ ہوا
جب مطلب اس کا حاصل نہ ہوا اس مکر و حیلہ سے مجھے ہلاک کرنا چاہا
مگر خدا نے اس کے عمل کی سزا اس کو دی ابن زیاد نے معلم اور زندان بان
کو رہا کرنیکا حکم دیا دوسری روایت میں ہے جب ابن زیاد نے زندان بان
کا کلام سنا اس سے اور معلم سے عذر خواہی کی اور دونوں کو خلعت دی
اور حکم دیا مختار کی قید اور اذیت میں تخفیف کریں اور اس لڑکے کو قتل کیا
یہ کیفیت ابن زیاد کے آنے کی تھی جو بیان ہوئی۔ مختار کا حال اس طرح ہے
جب اس کو معلوم ہوا کہ لوگ واسطے تلاش کے قیدخانہ میں آتے ہیں جس پوست
جوز میں سیاہی تھی۔ جہاں خود تھا زمین میں دفن کیا اور قلم کو دوسری جگہ۔
اس لئے جو لوگ تلاش کرنے آئے تھے ان کو یہ چیزیں نہ ملیں۔ ابو مخنف
کہتا ہے بعد اس کے زندان بان مختار کے پاس گیا اس نے دو خط عبداللہ
بن عمر اور دوسرا اپنی بہن عاتکہ کے نام لکھا تھا وہ دونوں خط زندان بان
کو دیئے معلم اپنے گھر جا چکا تھا۔ زندان بان بعد دو دن کے اس سے
ملا کہا میں تیری تلاش میں تھا یہ امانت مختار کی حاضر ہے معلم نے دونوں
خط لئے اور بخیال امانت ان کو نہ پڑھا مختار نے لفافہ پر لکھا تھا کہ یہ خط
مختار بن ابو عبیدہ کا ہے بنام عبداللہ بن عمر اور اس کی زوجہ عاتکہ بنت عبداللہ

بن عمیر ثقفی کے بجانب مدینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلم نے بعد لینے خط کے
اُسی وقت حمام میں جا کر غسل کیا حجامت بنوائی اور احرام باندھکر ابن زیاد
کے دروازہ قصر پر گیا اور تلبیہ کہا ابن زیاد قصر امارت میں بیٹھا تھا جب آواز
تلبیہ کی سنی پوچھا کون شخص تلبیہ کہہ رہا ہے لوگوں نے کہا وہی معلم ہے جس کو
تو نے قید سے رہا کیا ہے اُس نے نذر کی تھی جب قید سے چھوٹونگا حج کو جاونگا
اُس کو اپنے روبرو بلوایا۔ اور پوچھا تو مکہ کو قبل مدینہ کے جائیگا۔ یا مدینہ کو
قبل مکہ کے۔ معلم نے کہا اے امیر میں نے حج کامل کی نذر کی ہے ابن زیاد نے
ہزار درہم اُس کو دیئے معلم نے اُس کو لیا اور سواری اپنے واسطے کرایہ کیا دوسری
روایت میں ہے ہزار درہم اور ہزار دینار معلم کو دیئے اُن کو لے کر جب قصر
سے باہر نکلا مومنین و فقرا کو سب تقسیم کر دیا۔ اور مدینہ جانے کو سوار ہو اپنے
مال سے لے اور بتعجیل تمام منزلیں طے کرتا ہوا عبداللہ بن عمر کے گھر اس وقت
پہنچا۔ جب وہ دسترخوان پر بیٹھا تھا۔ اور اس دن عبداللہ کے واسطے کئی
قسم کے عمدہ کھانے طیار ہوئے تھے۔ اور وہ اپنی زوجہ سے کہتا تھا میری
سانف ان کھانوں کو کہا وہ کہتے تھے۔ قسم ہے خدا کی طعام لذیذ نہ کھاونگی
جب تک میرے بھائی کی خیر و عافیت کا حال مجھکو معلوم نہ ہوگا۔ خدا جانے
وہ زندہ ہے یا نہیں وہ دونوں باہم یہ گفتگو کرتے تھے ناگاہ عمیر بن عامر
نے دستک دی عبداللہ نے پوچھا دروازہ پر کون ہے عمیر نے جواب دیا میں
ایک شخص اہل کوفہ سے ہوں اور بسبب ایک غرض کے تمہارے پاس آیا
ہوں۔ تمہاری بہن نے کوفہ کا نام سنتے ہی ایک فریاد کی اور بیہوش ہوگئی جب
بیہوشی رفع ہوئی کہا افسوس اے بھائی میرے تمہاری کس قدر تیرے
دیدار کی آرزومند ہوں بعد اس کے اپنے شوہر سے کہا اس شخص کو
جو دروازہ پر کھڑا ہے دیکھ کون ہے اور اس کی حاجت کیا ہے شاید یہ میری
مشکل کو آسان اور میری تنگی دل کو دور کرے عبداللہ نے اوٹھ کر دروازہ

دیکھا ایک شخص سن رسیدہ خوش رو عمدہ لباس پہنے ہوئے دروازہ پر
کھڑا ہے عبداللہ نے سلام کیا اُس نے جواب سلام دیا - اور بعد حصول
اذن کے عبداللہ کے گھر میں آیا عبداللہ نے نہایت تعظیم کی اور کھانا حاضر
کیا جب معلم کھانا کھاچکا وہ دونوں خط عبداللہ کو دیئے خطوں کو پڑھ کر
رو دیا - اور اپنی زوجہ کے پاس گیا - اور کہا یہ خط تیرے بھائی کا تیرے نام ہے
اور یہ خط میرے نام ہے وہ بہت روئے اور عبداللہ کو خدائے عزوجل کی قسم
دی ۴ اور وہ چادر اوڑھ کر عمیر ابن عامر کے سامنے بیٹھی سلام کیا اور کہا اے
شیخ والدمیں خوب جانتی ہوں یہ سب تیری کوشش اور تکلیف گوارا کرنا محض
واسطے حاجت روائی مختار اور محبت جناب امام حسین علیہ السلام کی ہے قسم دیتی
ہوں تجھکو اسی حضرت کی کوئی حال میرے بھائی کا مجھ سے مت چھپا معلم
نے تمام حال اُس کا کہا اور جب یہ بیان کیا کہ وہ زنجیر و ہتھکڑی پہنے ہوئے
ہے اور ریم و خون اس کے بدن سے جاری رہتا ہے صبر نہ کر سکی اور ضبط
گریہ وزاری دشوار ہوا وہاں سے اُٹھ کر گھر کے اندر آئی اور اپنی لڑکیوں
کے اور اپنے سر کے بالوں کو کاٹ کر اپنے سامنے جمع کیا اور بآواز بلند فریاد
کی عبداللہ نے آکر جب یہ کیفیت دیکھی کہا وائے ہو تجھ پر تو نے یہ کیا کام
کیا اُس نے کہا قسم ہے خدا کی جب تک میرا بھائی اس بلا میں مبتلا ہے -
میں گھر میں تیرے ساتھ نہ بیٹھوں گی کہاں ہے وہ دبدبہ تیرے باپ کا
جو دشمنوں پر رہتا تھا - کہاں ہے وہ رحم اس کا جو دوستوں کے واسطے
مخصوص تھا - اے فرزند عمر کیا ہو گئی - وہ اخلاق تیرے باپ کی آیا تجھ میں
کوئی خصلت اپنے باپ کی نہیں تجھ کو ایسے امور سے شرم نہیں آتی یزید
ابن معاویہ کیا تجھ سے بہتر ہے یا تجھ میں غیرت و حمیت نہیں ہے عبداللہ
نے کہا قسم ہے پروردگار عظیم کی اگر کوئی شخص ایسا ملے جو میرا خط بہت جلد
یزید کے پاس لے جائے تیرا بھائی ضرور قید سے رہا ہو گا - اور جتنے زن میں

۴ کہ مجھ کو اجازت دے کہ تا میں چادر اوڑھ کر اُس شخص کو دیکھوں - جس نے میرے بھائی کو دیکھا ہے - اور اپنے بھائی کا حال اُس سے پوچھوں - عبداللہ نے اسکو اجازت دی -

یزید کا خط ابن زیاد کو پہونچیگا اوس سے زیادہ رہائی میں تاخیر نہ ہوگی معلم نے کہا قسم ہے خدائے پاک بیں تیرا خط یزید کے پاس پہونچاؤنگا۔ عبداللہ ابن عمر نے پوچھا تو خط میرا یزید کے پاس پہونچائیگا اور اُس کا جواب لائیگا معلم نے کہا ہاں ابن عمر خوش ہوا۔ اور کاغذ اور قلم و دوات منگاکر یزید کے نام خط لکھا پہلے نصیحت و پند اور خوف و عذاب الٰہی تحریر کیا بعد اُس کے لکھا کر حاکم کوفہ عبداللہ ابن زیاد کے پاس مختار کی رہائی کا حکم بھیج۔ جب خط تمام ہُوا۔ لفافہ میں رکھکر مہر کی اور یہ عبارت لفافہ پر لکھی یہ خط عبداللہ ابن عمر ابن الخطاب کا ہے بنام یزید بن معاویہ بن ابوسفیان کے بعد اُس کے اس خط اور اپنی زوجہ اور لڑکیوں کے سر کے بالوں کو ایک پارچہ دیبائے سیاہ میں لپیٹ کر مضبوط باندھا معلم کی سواری کے لئے ناقہ منگوایا۔ اور زادراہ اس کو دیا۔ غرضیکہ معلم بہ تعجیل تھوڑے دن میں دمشق پہونچا اور دروازہ دارالامارہ پر گیا اور یزید کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ معلم بیان کرتا ہے میں گیا روبرو ایسے جابر سرکش کے جس کی نشست مانند ظالموں کے تھی۔ صحن خانہ میں قبہ سبز کی نیچے کرسی طلا پر بیٹھا تھا۔ گردن میں گردن بند و ہیکل اور سر پر دوائے طرسی تھی جس میں سونہرا کام تھا۔ نعلین طلائی پیر میں تھی جس کے اندر پارچہ حریر لگا تھا۔ اور بند نعل موتی کے تھے جب میں نے اُس کو باین حشمت و زینت دیکھا جناب امام حسین علیہ السلام کے مصائب مجھے یاد آئے۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے جب میں اُس کے روبرو کھڑا ہوا۔ دیکھا میں نے رنگ اُس کا سرخ جیسے بزرگ آنکھیں لال ہیں پس پشت پانسو غلامان امرد جنکی عمر پندرہ برس کی تھی صف باندھے کھڑے تھے۔ اُن کی قبائیں دیبا کی اور کمر بند سونے کے تھے اور گرزہائے جواہر نگار ہاتھوں میں لئے تھے۔ ان میں سے ایک غلام نے کہا امیر دریافت کرتا ہے تو کہاں سے آیا ہے میں نے جواب دیا مجھکو عبداللہ ابن عمر

م اور یزید کا خط ابن زیاد کے پاس لیجاوئیگا۔

بن الخطاب نے بھیجا ہے اور امیر کے نام خط دیا ہے اور وہ خط اس کو دیا
خط کھول کر پڑھا اور خط کے مضمون سے آگاہ ہوکر کہا سفارش ابوعبداللہ
کی بسر و چشم قبول کرتا ہوں اور اسی وقت قلم دوات اور کاغذ منگوایا۔ اور
ابن زیاد کو اپنے ہاتھ سے خط باین مضمون لکھا کہ مختار کو قید سے رہا اور نہایت
عزت کے ساتھ ناقہ پر سوار کرکے عبداللہ ابن عمر کے پاس روانہ کر اور اُس
کو اور معلم کو پانچہزار درہم اور علاوہ اُس کے مختار کو ایک خلعت دی دوسری
روایت میں وارد ہوا ہے جب معلم نے یزید کے دربار میں داخل ہونے کا
ارادہ کیا خادموں نے منع کیا اور یزید کے روبرو جانے نہ دیا سا ایک گھر
متصل مسجد کے جس میں اہل محلہ نماز پڑھتے تھے بکرایہ لیا ہر روز مسجد میں جاتا
اور جو لوگ وہاں موجود ہوتے اُن کے ساتھ نماز پڑھتا اور بعد فراغت نماز
کے کہتا خدا رحم کرے اُس شخص کے ماں باپ پر جو میری حاجت برآنے کے
لیے دعا کرے۔ سب کہتے خداوندا اس کا مطلب برآئے۔ بعد اس کے مسجد سے
نکل کر قصر یزید کی طرف جاتا اور چونکہ قصر میں داخل ہونا دشوار تھا ناچار
اپنے گھر پھر آتا۔ ایک مدت اسی طرح گذری ایک دن اُسی مسجد کے امام
جماعت نے اپنے مقتدیوں سے کہا لوگ جو کہتے ہیں اہل کوفہ ظالم اور بیوفا
ہیں محض دروغ ہے۔ قسم ہے خدا کی اس شخص سے کوئی امر سوائے نیکی
اور عمل خیر کے سرزد نہیں ہوا۔ میں سنتا ہوں بعد ہر نماز کے کہتا ہے۔ خدا
رحم کرے اس کے ماںباپ پر جو میری حاجت برآنے کے لیے کوشش اور
دعا کرے مگر آج تک کسی نے اُس کی حاجت دریافت نہیں کی۔ اُن لوگوں
نے کہا ہم سب میں کوئی شخص تجھ سے بہتر نہیں ہے اور اس حال کا دریافت
کرنا سب سے زیادہ تجھ کو سزاوار ہے راوی کہتا ہے جب دوسرے
دن معلم موافق اپنی عادت کے آیا اور ان سب کے ساتھ نماز پڑھی اور
بعد فراغ نماز مطابق معمول کے دعا کی مقتدیوں نے امام سے کہا جب

شخص اپنے گھر جائے تو اپنی اولاد کو ہمراہ لے کر اس کے گھر جا اور حاجت
اُس کی دریافت کر امام جماعت معہ اپنے فرزندوں کے اُس کے پیچھے
چلا جب یہ لوگ اُس کے گھر میں آئے معلّم نے نہایت عزت و توقیر کی اور
اپنے پاس بٹھایا۔ اون سبھوں نے پوچھا اے شخص جب تو نماز سے
فارغ ہوتا ہے کہتا ہے خدا رحم کرے اُس کے ماں باپ پر جو میرے واسطے
دعا کرے مگر تیری حاجت سے ہم لوگ آگاہ نہیں اگر تو قرضدار ہے تیرا
قرض ادا کریں اور اگر ہم سے احسان کا امیدوار ہے احسان کرنے کو
موجود ہیں اگر کسی سے خائف ہے حفاظت کو حاضر ہیں اور اگر سوائے
ان سوائے اُن سب امور کے اور کوئی حاجت رکھتا ہے تیری مدد کرینگے
اگرچہ تمام مال ہمارا صرف اور جانیں ہماری تلف ہو جائیں معلم نے کہا
ہیں ایک مدت دراز سے اسی طرح کہا کرتا ہوں اون لوگوں نے قسم
دی اس کو خدا اور رسول خدا اور حضرت دو حسین علیہ السلام کی واسطے
بیان کرنے حاجت کے اور کہا قسم ہے حق رسول خدا اور ولایت علیؑ
مرتضےٰ علیہ السلام کے اگر تو اپنی حاجت راست راست بیان کرے گا
ضرور سعی و کوشش حاجت برآری میں کرینگے جب معلم نے اون کا
یہ کلام سنا اور اون کے قول پر اس کو اعتماد ہوا۔ تمام ماجرا اپنا ابتدا سے
انتہا تک بیان کیا اور مختار کے قید ہونیکا حال اور جو کیفیت ابن عمر کے
گھر میں گذری تھی وہ سب مفصل کہی امام جماعت نے کہا وقت صبح جو
لباس تیرے پاس نہایت عمدہ اور بیش قیمت ہو اس کو پہن اور بخوبی
معطر کر اور آستین پر وہ علامت و نشان جو مخصوص واسطے عمال کے
ہے لگا۔ دوسری روایت میں ہے جب معلم نے پیش نماز کا کلام سنا اور بسبب
قسم کھانے کے اُس کے قول پر اعتماد کیا تمام ماجرا اپنا اوسے کہا اور بیان کیا
میں عبداللہ ابن عمر کا خط اور اُس کی زوجہ اور لڑکیوں کے سر کے بال لایا ہوں

اور ہرچند یزید کے دربار میں پہونچنے کی کوشش کرتا ہوں دربان مانع
ہوتے ہیں۔ پیش نماز نے کہا جس طرح میں کہوں اپنی تبدیل ہیئت کر
اگر وہ لوگ تیری وضع اور ہیئت میں شک کریں مگر میرے کہنے پر عمل
کرنا ضرور ہے جامہ و عمامہ سفید و بیقی اور نعلین سفید کو پہن کر قصر یزید
کی طرف جا جب پہلے جلوخانہ میں پہونچیگا۔ ہزار آدمی مصلح جس کے
ہاتھوں میں تلوار ہوگی نسرآئیگی وہاں سے آگے چلا جا اُن کی
طرف متوجہ ہونا ان پر سلام کر جب دوسرے جلوخانہ میں پہونچیگا
وہاں جلوخانہ اول سے لشکر زیادہ ہوگا تو کچھ پرواہ نہ کر اور ان کی
طرف بالکل متوجہ نہ ہو اور آگے جا۔ تیسرے جلوخانہ میں کثرت فوج
کی دوسرے جلوخانہ سے زیادہ ہوگی وہاں سے بھی آگے جا اور اُن
کی جانب التفات نہ کر چوتھے جلوخانہ میں پانسو سوار سے زیادہ ہونگے
اور وہ دیوانخانہ یزید کے عمال ہیں کچھ خوف نہ کر اور آگے جا۔ پانچویں
جلوخانہ میں سوار چوتھے جلوخانہ سے زیادہ ہونگے۔ وہ یزید کے
انصار ہیں ان سے مت ڈر اور آگے جا۔ چھٹے جلوخانہ میں کثرت سواروں
کی سب جگہ سے زیادہ دیکھیگا ہاتھوں میں قلمدوات لئے ہونگے وہ
لوگ اخبار نویس ہیں نہ اُن سے خائف ہو نہ اُن کی جانب توجہ کر اور
آگے چلا جا جب ساتویں جلوخانہ میں پہونچیگا وہ چبوترے بہت
عریض دیکھیگا اُن پر فرش بچھا ہوگا۔ جس میں موتی جڑے ہونگے ہر ایک
چبوترے پر تین شخص نظر آئینگے جو بازیٔ شطرنج میں مشغول ہونگے
اون کا لقب طشتیہ ہے اس لئے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے سر کو
یہ لوگ طشت میں رکھ کر یزید کے پاس لائے تھے۔ اُن کی طرف متوجہ نہ ہو اور
وہاں سے آگے جا۔ آٹھویں جلوخانہ میں دو چبوترے پہلے سے زیادہ وسیع
دیکھیگا اور اُن پر فرش بھی سابق سے عمدہ اور بہتر ہوگا۔ گر کوئی شخص وہاں نہ ہوگا

ہرگز ان چبوتروں کی طرف نظر نہ کرنا تاکہ یزید کے خادم تجھکو اجنبی جان کر مانع نہ
ہوں۔ جب تو نویں جلوخانہ میں داخل ہوگا۔ چھ شخص نظر آئیں گے ہر شخص اُن
میں سے کرسی طلا پر بیٹھا ہوگا۔ یہ سب یزید ابن معاویہ کے وزیر ہیں اُن
کے روبرو زیادہ ہزار نفر سے شمشیر باز صف بستہ کھڑے ہونگے۔ جب
دسویں جلوخانہ پہونچیگا ایک جوان خوش رو کو دیکھیگا۔ جو لباس سیاہ
پہنے ہوگا۔ اور وہ جوان یزید کا غلام اور شیعیان جناب امام حسین علیہ السلام
سے ہے۔ اور جس دن سے حضرت شہید ہوئے لباس سیاہ پہنتا ہے جب
تو اس کے پاس پہونچیگا تیرا مطلب اُس کے ذریعہ سے حاصل ہوگا اور
وہ جوان یزید سے کچھ نہیں لیتا اور نہ اُس کے مال سے کچھ کھاتا ہے ہر روز
ایک ازار بند اپنے ہاتھ سے طیار کر کے بیچتا ہے اور اُس کی قیمت اپنے
صرف میں لاتا ہے اور یزید اُس کے حال سے خوب آگاہ ہے۔ معلم نے
جب یہ تدبیر امام جماعت سے سنی کہا خدا تجھ پر رحم کرے اور جزائے خیر دے
بعد اُس کے امام جماعت عمیر سے رخصت ہو کر اپنے گھر گیا۔ جب صبح ہوئی
عمیر نے نماز سے فارغ ہو کر صندوق اپنے لباس کا کھولا۔ اور جامہ دیبقی اور
لباس رومی نکالا۔ جامہ خز کو ان کپڑوں کے اوپر پہنا عمامہ خز کوفی سر پر رکھا
بعد اُس کے دو موزے چرم سیاہ کے پہنے عطر لگایا اور عبداللہ ابن عمر کا خط
لے کر باہر نکلا۔ جس کپڑے میں بال بندھے ہوئے تھے اُس کو زیر بغل چھپایا
اور یزید کے دروازہ قصر پر آیا۔ معلم کہتا ہے جو کچھ امام جماعت نے بیان
کیا تھا وہ سب میں نے دیکھا اُس کے بیان میں کسی طرح کا خلاف نہ پایا
میں ایک جلوخانہ سے دوسرے جلوخانہ میں جاتا تھا۔ جس فرش کا ذکر
پیش نماز نے کیا تھا۔ جب وہاں پہونچا اور اُس کو دیکھا متفکر ہوا۔ مگر
پیش نماز کی نصیحت یاد آئی۔ جلد وہاں سے روانہ ہوا۔ جب دسویں
جلوخانہ میں پہونچا وہ جوان نظر آیا۔ اور مجھکو دیکھتے ہی باواز بلند کہا

لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر والے عمیر تو کہاں تھا میں سترہ دن سے بڑا
منتظر ہوں۔ میں نے کہا اے سید و سردار میرے دربان و خادم مانع حضور بھی
تھے میں بہ قسم تجھ سے پوچھتا ہوں میرا نام تجھکو کیونکر معلوم ہوا تو مجھکو نہیں
پہچانتا اور نہ کبھی تو نے مجھکو دیکھا۔ جواب دیا بیس دن ہوئے دمشق میں داخل
ہوا میں نے خواب میں اپنے آقا جناب امام حسین علیہ السلام کو دیکھا اور حضرت
نے مجھ سے ارشاد کیا جب عمیر بن عامر ہمدانی تیرے پاس آوے اُس کی حاجت
بر لا۔ معلم بیان کرتے ہیں بعد اُس کے اس جوان نے مجھ کو اپنے پاس بلایا اور
میرا ہاتھ تھام کر اپنے پہلو میں بٹھایا۔ بعد میرے بیٹھنے کے سو آدمی سے
زیادہ جن کے ہاتھوں میں گلاب پاش اور عود دان طلائی تھے آئے اور
میرے روبرو سے گذرے میں نے اس جوان سے پوچھا یہ لوگ کون ہیں
کہا یہ سب یزید کے غلام ہیں۔ جب یزید ارادہ حمام کا کرتا ہے حمام کو گلاب
سے دھوتے ہیں اور بخور عود و عنبر سے معطر کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد
پانسو غلام جن کی عمر سات سال سے دس سال تک تھی آئے اور یزید بد زیبا (ن)
ان کے ساتھ تھا دوسری روایت میں ہے۔ جس وقت عبداللہ ابن عمر نے معلم
کو رخصت کیا کہا اے عمیر بن عامر میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں۔ جب تو دمشق
میں پہنچے تین روز وہاں توقف کر بعد اس کے حمام میں جا اور اپنے
جسم کی کثافت کو دور کر عطر لگا اور جامہ زیبتی کو پہن کمر بند زیبتی سے اپنی
کمر باندھ اور جس کپڑے میں بال بندھے ہیں اُس کو زیر بغل چھپا اور ایک چادر
اپنے شانوں پر ڈال جب تو پہلے دروازہ میں قصر یزید کے داخل ہوگا۔
ایک جلو خانہ بہت بڑا تجھکو ملیگا۔ اور اُس کے داہنے بائیں دو چبوترے
ہونگے جن پر دیبائے سرخ کا فرش بچھا ہوگا۔ اور ہر ایک چبوترے پر سو حاجب
و دربان ہونگے اور دروازے پر تجھکو تین سو دربان ملیں گے ان پر سلام
مت کر اور اندر چلا جا تاکہ وہ لوگ تصور کریں تو بھی غلامان یزید سے ہے

جو آتے جاتے ہیں اور بہ سبب اُن کے کثرت کے کوئی شخص تجھکو پہچان نہ سکیگا
اور تیرے حال سے تعرض نہ کریگا۔ جب تو دوسرے دروازہ میں داخل ہوگا
ایک مکان بلند اور بنائے عالی کو دیکھیگا اس کی دونوں جانب دو چبوترے
ہونگے ان پر فرش دیبا و حریر کا ہوگا اور ہر چبوترے پر سو غلام ہونگے۔
اور ہر ایک غلام کے مروحہ جنبانی کے لئے ایک خادم مقرر ہوگا۔ اور
دیوار سے سپر اور تلواریں آویزاں ہونگی تو اندر چلا جا اور کسی پر سلام مت
کر بعد اس کے تو ایک قصر عالی میں پہونچیگا۔ جس کا جلوخانہ بہت وسیع ہوگا
اور وہاں دو چبوترے ہونگے جن پر ابریشم زردہ کا فرش ہوگا اور ہر چبوترے
پر قریب دو سو غلامان امرد کے ہونگے۔ جن کی ریش و بروت ابھی نہیں
نکلی۔ اور دو سو غلام مسند دیبا پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے اور ہر غلام کی مروحہ
جنبانی کے لئے پانچ خادم جن کی عمر نو برس کی ہے طلائی پہنکی ہاتھوں میں
لئے ہونگے تو وہاں سے آگے جا اور کچھ خوف نہ کر جب چوتھے جلوخانہ میں
پہونچیگا۔ دو چبوترے دیکھیگا جنپر فرش زرد بچھا ہوگا اور قریب تین سو کے
امرد جلیشی ہر چبوترے پر ہونگے اور ہر غلام کی مروحہ جنبانی کے واسطے ایک
خادم مقرر ہوگا۔ تو وہاں سے بھی آگے جا۔ اور کسی کی طرف ملتفت نہ ہو۔ جب
پانچویں جلوخانہ میں تیرا گذر ہوگا۔ وہاں بھی دو چبوترے ہونگے۔ جن پر
دیبا کا فرش ہوگا اور ان چبوتروں پر وہ لوگ ہونگے جنکا لقب طشتیہ
ہے اس لئے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یہ لوگ طشت
میں رکھکر یزید کے سامنے لائے تھے۔ اور یہ لوگ قریب پانسو آدمی کے
ہیں ملح اور سوائے لہو و لعب کے دوسرا شغل ان کو نہیں ہے تو کچھ
پروا مت کر اور آگے چلا جا چھٹے جلوخانہ میں دو چبوترے بہت وسیع دیکھیگا
اونپر نہایت نفیس فرش بچھا ہوگا۔ اور قریب پانسو غلام کے ان چبوتروں
پر ہونگے و سب یزید کے مشیر ہیں اُن کی جانب التفات نہ کر وہاں سے

آگے جا جب تو ساتویں جلوخانہ میں داخل ہوگا ایک گروہ کو دیکھیگا جو وہاں
بیٹھے ہونگے اور اُس مقام پر کاریگروں نے نہایت محنت و مشقت سے
عجیب و غریب صنعتیں ظاہر کیں ہیں اور حقتعالے نے جننی وحوش و طیور
پیدا کئے ہیں اُن کی تصویریں وہاں کھینچی ہیں اُس طرف نگاہ نہ کر اور ملتفت
نہ ہو ورنہ تجھکو اجنبی جانیں گے تو وہاں سے آگے جا اور کچھ پرواہ مت کر
آٹھویں جلوخانہ میں تجھکو کوئی نہ ملیگا وہاں طرح طرح کی تصویریں ہونگی اور
اُس کی چھت آب طلا سے مطلا ہوگی۔ بعد اُس کے ایک قصر عالی میں پہونچیگا
جس کی بلندی چالیس گز ہوگی۔ اور بقدر اُس کے طول و عرض کے ایک فرش
اُس میں بچھا ہوگا جس میں نرم پر شتر مرغ کے بھرے ہونگے اور استر
حریر کا ہوگا۔ اور یہ فرش صدر مکان سے حمام تک بچھا ہے تاکہ یزید اپنا
قدم زمین پر نہ رکھے تو اس قصر کے کنارے تھوڑی دیر توقف کو جب
آفتاب بلند ہوگا۔ ایک غلام خوش رو وہاں آئے گا قبا اُس کی دیبائے
سُرخ کی عمامہ خز کا موزے چرم سیاہ کے ہونگے۔ اور دونوں ہاتھوں میں
بخوردان لیے ہوگا جن میں عود و عنبر بھرا ہوگا تاکہ یزید جب حمام سے
باہر نکلے۔ اس کو بخار عود و عنبر سے معطر کرے بعد اُس کے دوسرا غلام آئیگا
جس کا لباس مثل غلام اول کے اور اس کے ہاتھ میں ایک کوزہ گلاب اور
آب مشک و عنبر سے بھرا ہوا ہوگا۔ اس لیے کہ جب یزید حمام سے نکلے اس
کے اوپر چھڑکے بعد اُس کے تیسرا غلام آئیگا۔ جس کا چہرہ مثل مہتاب کے
منور ہوگا۔ اُس کے بدن میں دیبائے سیاہ کی قبا ہوگی۔ جس کے مہر کھلے
ہونگے۔ سر پر عمامہ سیاہ دونوں پاؤں میں جراب دیبائے سیاہ کی ہونگی
جب وہ تجھکو دیکھیگا تیرے پاس آئیگا۔ اور تیرا حال دریافت کریگا اور
تیری حاجت بر لائیگا۔ کس لئے کہ وہ دوستدار جناب امام حسین علیہ السلام
کا ہے اور جس دن سے حضرت شہید ہوئے لباس سیاہ پہنتا ہے اور اُس

نے حضرت کے سر مبارک کو بعوض ایک لاکھ دینار کے خرید کیا اور کربلا میں
بھیجا۔ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات عبادت خدا میں بسر کرتا ہے
اور جو کی روٹی سے روزہ افطار کیا کرتا ہے جو کچھ اپنے ہاتھ کی محنت و
مشقت سے حاصل ہوتا ہے اس کو اپنے عیال کے مصرف میں لاتا ہے
اور اس میں سے جو باقی رہتا ہے فقرائے شیعہ کو دیتا ہے اور یزید کے مال
سے کبھی کچھ نہیں لیتا اور یزید کا مملوک نہیں ہے فقط اُس کی خدمت کرتا
ہے یزید کو اس کے ساتھ نہایت محبت ہے اور ایک ساعت اُس کو اپنے
پاس سے جدا نہیں کر سکتا اور کبھی اُس پر غضبناک نہیں ہوا۔ اور بسبب
محبت و تقرب یزید کے تمام اہل مملکت اُس کے فرمان بردار ہیں رومال
دیبقی اور سندیل ابریشم اُس کے ہاتھ میں ہو گی۔ جب وہ تجھکو نظر آئے جلد
اس کے روبرو جا اور اس کے ہاتھوں کا بوسہ لے اور میرا خط اُس کو دے
اور اس سے بیان کر کہ میں شیعان جناب امام حسین علیہ السلام سے ہوں
وہ بزرگ تمام مقصدوں کو روا کریگا اور تیری مراد اس سے حاصل ہو گی
عمیر کہتا ہے عبد اللہ ابن عمر نے جیسا جیسا کہا تھا اسی کے مطابق عمل
کیا اور جو حالات اُس نے بیان کئے تھے وہ سب صحیح پائے جب سرائے
جلو خانہ میں پہونچا میں نے سنا کوئی شخص کہتا ہے آج لوگ اس قدر بکثرت
داخل ہوتے ہیں دوسرے نے جواب دیا وائے ہو تجھ پر جس قصر میں دس
ہزار حاجب و نگہبان علا و خادموں کے ہوں کثرت آمد و رفت پر کیوں
تعجب کرتا ہے غرضیکہ میں وہاں سے بھی آگے گیا آخر کو اس جوان تک
پہونچا میں کی تعریف پیشتر سن چکا تھا۔ جب اُس نے مجھکو دیکھا کہا اے
اے عمیر تو کہاں تھا میں سترہ دن سے تیرا منتظر ہوں میں نے پوچھا تو نے
کس طرح مجھکو پہچانا اور کیونکر تجھکو معلوم ہوا کہ نام میرا عمیر ہے گو سترہ
دن سے دمشق میں آیا ہوں مگر سوائے اس وقت کے کبھی تو نے مجھکو نہیں

دیکھا اور نہ میں نے تجھکو جواب دیا سترہ دن کا عرصہ گذرا کہ میں خواب میں اپنے
آقا جناب امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا حضرت نے تیری
سفارش کی اور فرمایا جب عمیر تیرے پاس آوے اُس کی حاجت برلائیں میں نے
عرض کی فدا ہوں آپ پر وہ کہاں ہے ارشاد ہوا وہ تیرے پاس آئیگا
اور تو جس قدر نیکی عمیر کے معاملہ میں کریگا۔ اُس کی جزا میرے جد بزرگوار
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پاویگا۔ اور وہ حضرت قیامت
میں تیری اور اُس کی شفاعت فرماوینگے اور تم دونوں کا مقام جنت النعیم
میں ہوگا اور میں تجھکو اور اُس کو روبرو پروردگار عظیم کے لیجاؤنگا۔ اور عرض
کرونگا۔ ان دونوں نے میری مدد کی اور میرے روبرو جہاد کیا ہے بعد اس
کے وہ جوان رویا اور میں نے بھی گریہ وزاری کی ہم دونوں اُس حال میں
تھے ناگاہ قریب چھ سو غلام کے جن کی قبائیں دیبا کی اور کمربند طلا کے
اور ہاتھوں میں گرز ہائے جواہر نگار لیے تھے آئے اور اُن کے بعد یزید بھی آیا
عمامہ زری جس کے بند کھلے ہوئے تھے پہنے تھا اور سر پر رداے مزین
بطلا اور پاؤں میں نعلین طلائی۔ جس کے بند نعل مروارید و نقرے کے تھے
اور بند نعل کے نیچے حریر لگا ہوا تھا۔ اور یزید عصاے طلا پر ٹیکا دیئے
ہوئے آرہا تھا اور اس عصا پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یزید
امیر المومنین کندہ تھا۔ خدائے تعالے نے اُس شقی کے منہ کو قبل از مرگ سیاہ
کیا تھا۔ اس کی بینی پر ایک ضربت کا نشان ظاہر تھا۔ اور بینی اس کی بزرگ
تھی اس کے واسطے حمام تک کرسیاں رکھی تھیں۔ عمیر کہتا ہے جب میں نے
اُس کی شان و شوکت دیکھی جناب امام حسین علیہ السلام کے مصائب یاد آئے
اور آنکھ سے آنسو جاری ہوئے اس جوان نے عبد اللہ ابن عمر کا خط اور وہ
کپڑا جس میں اُس کی زوجہ اور لڑکیوں کے بال بندھے تھے مجھ سے لیا اور
یزید کے روبرو پہونچا قبل حمام میں داخل ہونے کے اور کہا اے خلیفہ زمان

تو نے ہر روز میری ایک حاجت برلانے کے لیئے اپنے باپ سے حق کی قسم
کھائی ہے اور جس دن سے حسین ابن علی علیہ السلام کو تو نے قتل کیا ہے میں
تجھ سے کسی چیز کا طالب نہیں ہوا۔ یزید نے پوچھا کیا تیری کوئی حاجت ہے
کہا ہاں میری حاجت یہ ہے کہ اس خط کو دیکھ اور بہت جلد واسطے جواب کے
حکم دے اور اس خط کو یزید کے ہاتھ میں دیا۔ یزید نے وہ خط لیا۔ اور لفافہ کی
مہر توڑی اور اُس کو پڑھ کر کہا جو شخص تیرے پاس یہ خط لایا ہے وہ کہاں
ہے اس جوان نے کہا یہ حاضر ہے عمیر کہتا ہے جب میں اس کے سامنے
کھڑا ہوا۔ کہا یہ خط عبداللہ بن عمر کا ہے اس نے مجھ سے خواہش کی
ہے کہ میں عامل کوفہ ابن زیاد کو مختار ابن عبیدہ کی رہائی کے لیئے خط
لکھوں عمیر نے کہا ہاں۔ یزید نے کہا مجھکو یقین ہے کہ تو شیعان حسین
ابن علی علیہ السلام سے ہے اُس نے جواب دیا میں اجیر ہوں مجھکو عبداللہ
ابن عمر نے اجرت دیکر بھیجا ہے تاکہ اس خط اور اس کپڑے کو تیرے پاس
پہونچاؤں اور اس کپڑے کو کھول کر اُس کو دکھلایا۔ جب اُس کو دیکھا رنگ
چہرہ کا زرد اور حال اس کا متغیر ہوا۔ اور مطابق ایک روایت کے یزید
نے کہا یہ امر نہایت عظیم ہے مگر اس خط کا لکھنے والا اور میرے پاس لانیوالا
سزاوار رد سوال کا نہیں۔ اُس جوان نے کہا اے خلیفہ زمان اس
شخص کی حاجت برلانے میں تیرا کیا نقصان ہے خواہ وہ شیعیان امام حسین
علیہ السلام سے ہو خواہ نہ ہو یزید نے کاغذ و دوات طلب کیا۔ اور خط
ابن زیاد کے نام تحریر کیا اور اس میں لکھا مختار کو قید سے رہا کر کے عبداللہ
ابن عمر کے پاس بعزت پہونچا دے اور اُس کے اور معلم کے ساتھ احسان
کر اور کسی طرح کی اذیت و تکلیف نہ دے بعد اس خط لکھنے کے یزید اُس
جوان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا میں تیری حاجت برلایا۔ قسم ہے خدا کی
اگر تو مجھ سے دو لاکھ دینار طلب کرتا میرے نزدیک بہتر تھا۔ رہائی مختار

ے سوال سے اور دولمرا اُس کی رہائی کے باعث ہوئے ایک ادا کرنا عبداللہ
ابن عمر کے حق کا۔ دوسرا ادا کرنا تیرے حق کا اور خیال انعام و احسان
کا تیرے بارہ میں عمیر بیان کرتا ہے بعد اس کے اُس نے سواری اور
پانسو درہم اور خلعت حاضر کرنیکا حکم دیا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ سب
چیزیں میرے واسطے لائے میں نہایت مسرور اور خوش حال قصر
یزید سے باہر نکلا جو ناقہ یزید نے دیا تھا اُس پر اُسی وقت سوار ہو کر
کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑے دن کے بعد ابن زیاد کے دارالامارۃ
میں پہونچا اور مونھہ پر اپنے نقاب ڈالا دربان جو دروازہ قصر پر ابن
زیاد کی جانب سے معین تھا۔ اُس سے اجازت داخل ہونے کی چاہی
اُس نے پوچھا تو کون ہے میں نے کہا مجھ کو یزید نے بھیجا ہے۔ عمیر کہتا
ہے میں نے اپنا تمام چہرہ نقاب میں چھپا لیا تھا۔ اور سوائے آنکھوں کے
اور کچھ ظاہر نہ تھا کہ اہل کوفہ سے کوئی مجھکو نہ پہچانے غرض کہ جب میں
ابن زیاد کے روبرو پہونچا نقاب چہرہ سے اُٹھا لیا۔ اُس نے مجھ کو دیکھکر پہچانا
اور باوجود غیظ و غضب کے ہنسا اور کہا وائے ہو اے عمیر تجھ پر تو نے
ایسا کام کیا عمیر نے جواب دیا۔ ہاں میں نے یہ کام کیا ہے اور کرونگا بعد اُس
کے یزید کا خط اُس کو دیا۔ ابن زیاد کی عادت تھی۔ جب خط یزید کا اُس
کے پاس آتا ازروئے تعظیم کے کھڑا ہو کر پڑھتا غرض کہ اُس خط کو بوسہ
دیکر اپنے سر پر رکھا مہر اُس کی توڑی اور خط کو دیکھکر کہا امیر کا حکم بسر و
چشم بجا لاؤنگا۔ بعد اُس کے حکم دیا کہ مختار کو بعزت و توقیر لائیں تھوڑی دیر
نہ گذری تھی کہ مختار کو اُس کے روبرو لائے۔ جب مختار کو دیکھا اُس کی
تعظیم کے واسطے اُٹھا اور ایک طبیب کو واسطے علاج اس زخم کے جو مختار
کے مونھہ پر تھا مقرر کیا اور حکم دیا اس کو حمام میں لیجائیں حجامت بنوائیں
اور خلعت فاخرہ پہنائیں اور حکم دیا ایک ناقہ واسطے سواری کے حاضر کریں

جس پر مختار سوار ہوکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا اور دو ناقے واسطے بار
کرنے پانی اور زاد راہ کے اور دس ہزار دینار انعام دیا۔ اور تمام اسباب
زاد راہ کا باحسن وجوہ اُس کے واسطے مہیا کیا دوسری روایت میں ہے
جتنا سامان مختار کو دیا تھا اوسی قدر معلم کو بھی دیا اور کہا بخیر و خوبی مدینہ کی
طرف روانہ ہوا اور مختار سے عذر خواہی کی اور ایک خط عبداللہ ابن عمر کے نام
بھی لکھا۔ عمیر کہتا ہے میں ہمراہ مختار کے ابن زیاد کے گھر سے باہر نکلا۔ اور مختار
کو اپنے گھر لایا۔ اور اُس کے واسطے عمدہ عمدہ کھانے حاضر کئے۔ اور کہا اے
آقا میرے اِن کو تناول کر اَے تجھ کو بلائے عظیم سے نجات ملی مختار نے کہا
اے عمیر قسم ہے خدا کی ہرگز گوشت نہ کھاؤنگا۔ اور یہ گوشت میرے جسم کے گوشت
سے مخلوط نہ ہوگا جب تک بنی اُمیہ کو قتل نہ کروں اور ا منبر اپنا قدم نہ رکھوں
اور اُن کو پامال نہ کروں اور اُن کے سروں پر نہ بیٹھوں اور ان کی لاشوں
پر فرش نہ بچھاؤں جب یہ سب امور وقوع میں آوینگے۔ اُس وقت میں
اور تو اور جو لوگ ہم صحبت ہمنگے گوشت کھائیں گے۔ جب مختار غذا
سے فارغ ہوا۔ عمیر کہتا ہے میں ناقہ لایا۔ اور میں اور مختار سوار ہوئے
جب کوفہ سے باہر نکلے مختار نے کہا اے عمیر میں تجھکو حفاظت خدا کی
سپرد کرتا ہوں میں نے کہا قسم ہے خدا کی اے سید و سردار میرے جب
تک زندہ ہوں تجھ سے جدا نہ ہونگا۔ تو جہاں چلے تیرے ساتھ ہوں
جواب دیا میرا قصد مدینہ منورہ کا ہے میں نے کہا تیرے ہمراہ جاؤنگا۔
اور تیری خدمت گذاری میں مشغول رہونگا۔ کہا بہت بہتر ہے اور مجھکو
اپنے ساتھ ہودج میں بٹھایا۔ شتربان نے اونٹوں کی قطار درست
کی اور جو ناقہ سب کے آگے تھا اُس کی لگام اپنے ہاتھ میں لی غرض کہ
میں مختار کے ہمراہ چلا۔ جب مدینہ منورہ میں پہونچے عبداللہ ابن عمر کے
گھر کی طرف چلے اس دن عبداللہ ابن عمر کے واسطے ہریسہ پکایا تھا۔ اور رکابیوں

میں نکالا تھا - اور وہ اپنی زوجہ سے جس کو نہایت دوست رکھتا تھا -
کہتا تھا تجھکو قسم دیتا ہوں اپنے حق کی یہاں آ اور اس کو تناول کر اُس
کی زوجہ نے کہا اے عبداللہ مجھ سے سروکار نہ رکھ قسم ہے خدا کی جب تک
اپنے بھائی مختار کو نہ دیکھوں گی ہرگز گوشت نہ کھاؤں گی - وہاں باہم
یہ گفتگو ہوتی تھی کہ ہم لوگ پہونچے مختار نے دستک دی اُس کی بہن نے
پوچھا اے شخص تو کون ہے اُس نے کہا میں ہوں مختار - جس وقت یہ
صدا اُس کے کان تک پہونچی اوٹھی اور جلد دروازہ کھولا اور اُس کے
گلے سے لپٹ گئی - اور وہ دونوں بسبب زیادتی شوق اور خوشحالی کے
بیہوش ہوکر زمین پر گری اور بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئی قریب
تھا کہ دونوں بسبب وفور خوشی کے ہلاک ہوجائیں اور بعض روایت میں
اس طرح مرقوم ہے کہ جب مختار کی بیہوشی رفع ہوئی - اور اُس کی بہن ہوشیار
نہ ہوئی اُس کو حرکت دی معلوم ہوا رشتہ حیات اُس کا قطع ہوگیا ہے - تجہیز و تکفین
میں مشغول ہوئے اور اس کو دفن کیا - اور اس حادثہ سے سب محزون و غمگین ہوئے
خداوند عالم نے جو وقت انتقام لینے کا قاتلان امام شہید علیہ السلام سے مقرر
کیا تھا - جب تک وہ وقت نہ آیا مختار مدینہ میں رہا ؛

یزید کا واصل جہنم ہونا اور متفق ہونا سب کا واسطے انتقام لینے جناب امام حسین علیہ السلام کے

ابو مخنف کہتا ہے بعد رہا ہونے مختار کے یزید چند روز دمشق میں رہا - بعد اُس کے ارادہ
شکار کا کیا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر واسطے شکار کے روانہ ہوا - جب دمشق سے وہ

منزل طے کیا ایک ہرن نظر آیا۔ اپنے گھوڑے کو جو نہایت تیز تھا۔ اُس ہرن
کے پیچھے دوڑایا۔ اور حکم دیا کوئی شخص اُس کے ہمراہ نہ آوے۔ تھوڑی
دیر کے بعد درمیان دو پہاڑ کے پہونچا ہرن نظر سے غایب ہو گیا۔ اور اُس
پر پیاس کا غلبہ ہوا اثنائے راہ میں نہایت صاف پانی کا چشمہ دیکھا
پانی پینے کا ارادہ کیا ایک طائر اُس چشمہ پر تھا۔ جس وقت یزید کو دیکھا
حملہ کیا اور اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا گیا۔ بعد اس کے قے کی وہ سب
ٹکڑے باہر نکلے اور یزید پھر بقدرت خدا زندہ ہوا۔ اور یہ عذاب دنیا میں خدا نے
اُس کے واسطے معین کیا ہے اور عذاب آخرت کا اس سے زیادہ شدید ہے
دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے جب یزید ابن معاویہ اُس بیابان
میں پہونچا راہ بھول گیا گھوڑے کو آگے بڑھانا چاہا گھوڑے نے جنبش نہ کی
اور وہیں کھڑا رہا۔ حق تعالے نے ایک فرشتہ کو بصورت اعرابی اُس کے
پاس بھیجا اُس نے یزید سے کہا اگر تو راہ بھول گیا ہے تیری راہ نمائی کروں
اگر تو پیاسا ہے تجھکو پانی پلاؤں اگر تو بھوکا ہے تجھکو کھانا کھلاؤں یزید نے
اُس سے کہا اے اعرابی اگر تو مجھکو پہچانے گا ضرور میری عزت و توقیر اس سے
زیادہ کریگا۔ اُس نے پوچھا تو کون ہے کہا میں ہوں یزید ابن معاویہ اُس
نے جب یہ نام سنا کہا خدا تجھ کو ذلیل کرے اے سگ ملعون اے شقی
بدبخت حقتعالے نے تجھکو دنیا و آخرت میں گمراہ کیا اور مجھکو بھیجا ہے کہ میں
انتقام لوں تجھ سے اُس ظلم و جور کا جو تو نے سبط رسول الثقلین پر کیا ہے
قتل کیا تو نے امام حسین علیہ السلام کو اور اسیر و بے پردہ کیا ان کے اہلبیت
کو اگر تو حق پر ہے میرے حربہ کو روک اور اپنی جان کی حفاظت کر قبل
اس کے کہ میں تجھکو ہلاک کروں یزید نے تلوار کھینچنا چاہا۔ مگر اُس کے دست
نجس کو جنبش نہ ہوئی۔ اعرابی نے کہا عذاب نازل ہو تجھ پر آیا تجھکو خبر
نہیں کہ حق تعالے نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ قسم ہے خدا کی تجھکو نہایت

ذلت و خواری سے قتل کرونگا۔ جیسا کہ تو نے امام حسین علیہ السلام کو عالم غربت میں بھوکا اور پیاسا قتل کیا بعد اُس کے اس اعرابی نے اپنی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا اور قریب تھا۔ کہ قتل کرے یزید نے کہا مجھ کو قتل مت کر میں اپنے ملک سے تجھکو حصہ دونگا جس قدر تو طلب کریگا۔ اعرابی نے کہا وائے ہو تجھ پر اے ملعون پناہ مانگتا ہوں خدا سے کیا آخرت کو دنیا کے واسطے چھوڑ دوں اور بعوض ہدایت کے گمراہی اختیار کروں جیسا کہ تو نے کیا اے ملعون عذاب نازل ہو تجھ پر آگاہ ہو حقتعالے نے تجھ سے انتقام لینے کے لئے مجھے بھیجا ہے بعد اس کے اپنی تلوار میان سے نکالی اس تلوار کی چمک سے یزید کا گھوڑا بھڑکا اور چراغ پا ہوا۔ یزید زمین پر گرا۔ اور پاش پاش ہو گیا۔ دوسری روایت میں ہے اُس کا ایک پاؤں رکاب میں اُلجھا اور گھوڑے کے دوڑنے کے سبب سے پاش پاش ہو گیا۔ دوسری روایت میں ہے جب یزید ہرن کے پیچھے اُس بیابان میں پہونچا خدا نے فرشتگان عذاب سے ایک فرشتہ کو بھیجا تازیانہ آتشین اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے یزید کو واصل جہنم کیا جب اُس کی مراجعت میں تاخیر ہوئی تمام اہل لشکر میں راہ سے وہ گیا تھا تلاش کرنے گئے۔ اُس کا سراغ نہ ملا اور بعضوں نے کہا ہے تمام لشکر بھی اُسی بیابان میں ہلاک ہوا اور کوئی شخص زندہ نہ پھرا۔ بعضوں کا قول ہے کہ اہل لشکر کو یزید کا گھوڑا ملا اور ایک پاؤں اُس کا رکاب میں باقی رہگیا تھا۔ سبھوں نے فریاد و زاری کی اور دمشق کی طرف پھرے۔ ابو مخنف کہتا ہے یزید کا لشکر اُس کی تلاش کرنے کو اس بیابان میں ہر طرف متفرق ہوا دو دن تک تلاش کی جب اُس کا نشان نہ ملا گریاں و مضطر و حیران دمشق کو پھرے۔ دوسری روایت میں ہے اہل لشکر نے دور دراز اس کی تلاش کی اور اُس کو پارہ پارہ کسی جگہ پڑا ہوا پایا۔ اُس کو دیکھ رہے تھے اور اپنے کام میں متحیر تھے ناگاہ ایک آواز ہولناک آئی سب

وہاں سے بھاگے ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی۔ کچھ لوگ آواز کے صدمہ سے ہلاک ہوئے۔ اور کچھ لوگ دمشق میں فتنہ و فساد برپا ہوا اور لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ بعضی اُس کے قتل سے غمگین تھے۔ اور ایک گروہ کو نہایت خوشی ہوئی۔ اس لیے کہ اُس نے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا تھا۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ دروازہ قصر پر ہجوم کرکے اُس کی اولاد کو قتل اور اُس کے عیال کو بے حرمت کریں۔ بعضے اس کے عیال کی حمایت و مدد پر آمادہ ہوئے اور اس کی مال کی نگہبانی میں کوشش کی باہم فتنہ و فساد برپا ہوا اور جو مال اُس کا لٹ گیا تھا بنی امیہ نے پھر اُس کو پھیر لیا۔ اُس زمانہ میں حکومت بصرہ اور کوفہ کی ابن زیاد سے متعلق تھی۔ اور یزید نے اُس کو حکم دیا تھا چھ مہینے بصرہ میں اور چھ مہینے کوفہ میں رہے جب وہ کوفہ سے بصرہ کو جاتا اپنے فرزند کو کوفہ میں قایم مقام کرتا اور جب بصرہ سے کوفہ کو آتا اپنے بھائی کو بصرہ میں اپنی جگہ مقرر کرتا۔ اُس وقت ابن زیاد کے قید خانہ میں چار ہزار پانسو شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام قید تھے۔ اور وہ لوگ توابین کے لقب سے ملقب تھے۔ اس لیے کہ جناب امیر علیہ السلام کے روبرو انہوں نے توبہ کی تھی۔ اور حضرت کے ہمراہ جہاد کرتے تھے۔ اور معاویہ کے عہد سے یہ لوگ قید تھے۔ بہ سبب قید ہونے اور غل و زنجیر میں پھنسے رہنے کے امام شہید علیہ السلام کی مدد نہ کر سکے اور حال ان کا یہ تھا کہ علاوہ قید کے سختیوں کے ایک دن ان کو کھانا دیتے تھے۔ اور ایک دن نہ دیتے تھے۔ حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام جب کوفہ میں تشریف لائے اور لوگوں نے بیعت کی آپ نے چاہا ان لوگوں کو قید سے رہا کریں۔ لیکن اُسی شب کو ابن زیاد داخل کوفہ ہوا اور حضرت مسلم علیہ السلام کے کام نہ تمام رہے اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اُس سبب سے ان لوگوں نے رہائی نہ پائی۔ جب خبر یزید کے ہلاک ہونے کی کوفہ میں مشہور ہوئی۔ ابن زیاد بصرہ میں تھا۔ لوگوں نے اُس کے

قصر پر حملہ کیا اُس کے گھوڑے اور سب مال لوٹ لے گئے۔ اور اُس کے
غلاموں کو قتل کیا اور قید خانہ کا دروازہ توڑ کر جو لوگ قید تھے ان کو رہا کیا
چار ہزار پانسو شیعہ رہا ہوئے منجملہ اُن کے سلیمان بن عمرو خزاعی اور ابراہیم
بن مالک اشتر اور سعید بن صفوان و یحییٰ بن رعون اور صعصعۂ عبدی تھے
اور علاوہ اُن کے بہت سے دلیر و جوانمرد تھے جن کی دلیری و شجاعت کا
امتحان بارہا ہو چکا تھا یہ لوگ قید خانہ سے نکل کر ابن زیاد کے خزانہ میں گئے
اور جس قدر سلاح جنگ اور ابن زیاد کا مال وہاں تھا اُس کو لیا اور اس
کے گھر کو ویران و خراب کیا۔ ابن نما علیہ الرحمہ نے شرح ثار میں بیان کیا
ہے کہ روز پنجشنبہ چودہویں ربیع الاول ۶۳ھ ہجری کو یزید پلید واصل جہنم
ہوا۔ اور بعضوں نے ۶۴ھ ہجری میں بھی کہا ہے اُس کی عمر بجنس انتیس برس
کی اور مدت سلطنت دو سال آٹھ مہینے تھی اُس کے گیارہ لڑکے تھے منجملہ
اُن کے ابو لیلیٰ معاویہ نامی تھا۔ شام میں لوگوں نے اُس کی بیعت کی
مگر اس نے خلافت کو ترک کیا اور اس کا بھائی خالد تھا۔ اور اُس کی ماں
دختر ہاشم بن عبیدہ بن عبد الشمس تھے۔ اور اُسی کے ساتھ مروان بن
حکم نے بعد فوت یزید کے نکاح لیا۔ اسی سال لوگوں نے مکہ میں عبداللہ
بن زبیر کے اور شام میں مروان بن حکم کی اور بصرہ میں عبداللہ ابن زیاد
کی بیعت کی۔ اہل عراق کو نہایت افسوس و حسرت و شرمندگی تھی کہ کیوں
مدد و نصرت جناب امام حسین علیہ السلام کی نہ کی اور عبداللہ بن عمرو بن
مجمع بن خزیم جعفی جو خدمت میں جناب سید الشہداء علیہ السلام کے باریاب
ہوا تھا۔ اور حضرت واسطے نصرت و یاری کے اُس کو اپنے ہمراہ لے
جاتے تھے۔ مگر اُس نے اُس وقت قبول نہیں کیا بعد شہادت جناب
امام حسین علیہ السلام کے نہایت پشیمان اور شرمندہ تھا۔ اور قریب تھا کہ
اس رنج سے ہلاک ہو جائے چنانچہ ان اشعار میں اُس نے اپنی حسرت

وندامت کا ذکر کیا ہے فیالک حسرۃ ما دمت حیا تردو بین خلقی
والتزاقی حسین حین یطلب بذل نصرتی علی اهل الضلالۃ
والنفاق غداۃ یقول لی با العقر قولا اتترکنا وتزمع با الفراق
ولو انی اواسیہ بنفسی لنلت کرامۃ یوم التلاق مع ابن المصطفیٰ
نفسی فداہ تولی ثم ودع با انطلاق فلو فلق التلهف
قلب حی لهم الیوم قلبی با انفلاق فقد فاز الاولیٰ
نصروا حسینا وخاب الاخرون الی النفاق ان ابیات
کا ماحصل مضمون یہ ہے جب تک میں زندہ رہونگا یہ حسرت میری
زائل نہ ہوگی۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے مجھکو واسطے نصرت
ویاری کے طلب فرمایا۔ اگر آپ کی خدمت میں حاضر رہتا اور اپنی
جان کو حضرت پر نثار کرتا مدارج عالیہ بہشت میں حاصل ہوتے۔ اس
رنج و اندوہ سے دل میرا چاک اور آنکھیں گریاں ہیں۔ حقا کہ جس نے
حضرت کی اطاعت کی نجات پایا۔ اور جس نے حضرت سے کنارہ
کشی کی بے نصیب ہوا۔ اور تمام ملک عراق میں سوائے ان چار قبیلوں
کے جو کوفہ میں تھے۔ اور کسی میں قدرت وطاقت جہاد کی نہ تھی جن لوگوں نے
کہ پہلے اس کام میں قدم رکھا سلیمان بن صرد خزاعی اور مسیب بن نجبہ فزاری
اور عبد اللہ بن سعد نفیل ازدی اور عبد اللہ وال تمیمی اور رفاعہ بن شداد بجلی
اور یہ پانچوں شخص جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب خاص میں سے تھے۔
استیعاب کا قول ہے کہ سلیمان مرد نیک اور فاضل اور عابد تھا۔ ایام جاہلیت
میں ان کا نام یسار تھا حضرت رسول خدا نے سلیمان نام رکھا ابتدائے
فتح سے کوفہ میں سکونت اختیار اور وہاں مکان بنایا۔ اور جناب امیر علیہ السلام
کے ہمراہ رکاب جنگ صفین میں نہایت کوشش اور جانفشانی کی۔ ابن نما
علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں جب ان لوگوں کا ارادہ انتقام لینے کا خون

جناب امام حسین علیہ السلام کے مصمم ہوا ایک گروہ کثیر سلیمان بن صرد کے مکان
میں جمع ہوا۔ سلیمان نے بعد حمد و ثنائے الٰہی کے کہا خدا نے ہم کو طول عمر اور
مصیبتیں اٹھانے کے بلا میں مبتلا کیا ہے اور حقتعالےٰ سے ہماری خواہش
ہے کہ ہم کو ان لوگوں میں داخل نہ کرے جو اس آیۂ کریمہ سے مخاطب ہوئے
ہیں اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر
فذوقوا فما للظالمین من نصیر یعنے آیا تم کو ایک عمر اور ایک
مدت ہم نے عطا نہیں کی تھی۔ جس میں نصیحت حاصل کر سکے وہ شخص جس
کو نصیحت حاصل کرنا منظور ہو اور پیغمبر تمہارے لئے مبعوث ہوا اب ذائقہ
عذاب کا چکھو اور ظالموں کا کوئی یار و مددگار نہیں جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔
انتہائی عمر جس میں حقتعالےٰ آدمی کو معذور رکھتا ہے ساٹھ برس تک ہے اور ہم لوگوں
میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی عمر اتنی نہ ہوا اور ہم لوگ ہمیشہ خود پسندی اور اپنی
تعریف و توصیف اور شیعوں کے مدائح کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حقتعالےٰ
نے ان لوگوں کا جو ہم میں متقی اور پرہیزگار و نیک تھے رنج و مصیبت میں مبتلا کر کے
امتحان لیا اور ہمارے دلوں کو ناقص اور کھوٹا پایا۔ اس لئے کہ ہم لوگوں سے
سبط رسول اور فرزند بتول کی مدد نہ کی اور کوئی خدمتگذاری و جانفشانی ہم سے
نہ ہو سکی اب اس قصور کی تلافی سوائے اس کے نہیں ہو سکتی کہ حضرت کے خون
کا انتقام لیں اور آپ کے قاتلوں کو قتل کریں۔ اگرچہ عوض اس کے حقتعالےٰ
ہماری تقصیروں کو بحل کرے کچھ بعید نہیں۔ رفاعہ نے کہا اے سلیمان بتوفیق
خدائے عزوجل تم نے حرف راست بیان کیا اور طریقۂ ثواب و سداد کا بتلایا
اور اپنے گناہوں سے استغفار اور ظالموں سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ان سب
امور کو ہم بدل و جان قبول کرتے ہیں بعد اس کے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر
کہا اگر تمہاری رائے ہو واسطے انتقام لینے خون جناب امام حسین علیہ السلام
کے سلیمان بن صرد کو جو بزرگان فرقۂ اثنا عشریہ اور اصحاب خاص رسول خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اپنا رئیس و سردار مقرر کریں مسیب بن نخبہ نے بھی اِس رائے کو پسند کیا اور آمادہ تیار ہوا صاحب روضۃ الصفا کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس خطبہ کو مسیب بن نخبہ نے پڑھا جو عمر بن سعد کے ہمراہ کربلا گیا تھا۔ سلیمان بن صرد نے کہا یہ عذر تم لوگوں کے قابل قبول کرنے کے نہیں ہیں سب نے کہا اب کیا کام کریں جو مغفرت ہماری ہو سلیمان نے جواب دیا کوئی تدبیر اب سوائے اِس کے نہیں ہے کہ ہم تلواروں کے سامنے جائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا خدائے عزوجل فرماتا ہے اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ط جتنے شیعہ تھے سب نے اپنے گناہوں سے استغفار کیا اور کہا اب مصلحت یہی ہے کہ اب تلواریں میان سے باہر نکالیں اور نیزے گھوڑوں کے سر پر سیدھے رکھیں اور دنیا کو دشمنانِ آل محمدؐ سے خالی کریں۔ غرضیکہ سب نے اِس امر پر اتفاق کیا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو اور جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا۔ اور جس نے آپ کے قتل میں کوشش کی اور جس نے اِس امر کو پسند کیا ان سب کو قتل کریں تاکہ توبہ ان کا بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جب یہ امر قرار پایا۔ لوگوں نے کہا اب ہم کو ایسا رئیس و سردار چاہیئے کہ جس کی سب اطاعت کریں اور اُس کے حکم سے کوئی خلاف و سرکشی نہ کرے سب نے سلیمان بن صرد کی امارت قبول کی اور یہ عہد کیا کہ بعد حاصل ہونے فتح و نصرت کے جناب امام زین العابدین کو مسندِ خلافت پر بٹھائیں بعد اس کے واسطے اجماع و اتفاق مومنین اور انجام اِس امر عظیم کے اطراف وجوانب میں قاصدوں کو روانہ کیا انتہیٰ کلامہ۔ اب یہاں سے پھر روایت ابن نما بیان ہوتی ہے سلیمان نے ایک خط بعض عیب خدا سعد بن مالک عطا خزاعی کے سعد بن حذیفہ بن یمان کے

پاس بھیجا اور اُس میں شیعیان اور مومنین کو انتقام لینے کی ترغیب دی
تمام اہل ایمان اس امر پر متفق و راضی اور خوشنود ہوئے۔ سعد نے اُن کی
رضامندی کی اطلاع سلیمان علیہ السلام کو دی۔ بعد اُس کے سلیمان نے
دوسرا خط مثنّیٰ بن مخرمہ کے پاس ظبیان بن عمارہ تیمی کے ہاتھ روانہ کیا اس
نے جواب اُس کا یہ لکھا ہاں بعد میں اور تمام برادران ایمانی تیرے خط کے مضمون
سے آگاہ ہوئے اور خدا کا شکر و سپاس بجا لائے اور اس امر کو سبھوں نے
بدل و جان قبول کیا اور مددگاری و جانفشانی کو آمادہ ہیں والسلام اور
اس خط کے آخر میں یہ چند شعر درج کیے۔ شعر

تبصّر کانی قد اتیتک معلّما ... علے اتلع الھادی اجش ھزیم
طویل القرا نھد الشواۃ مقلص ... ملحّ علے فاس اللجام ازوم
بکل فتی لا یملأ الروع نحرہ ... محسّ لعض الحرب غیر سؤوم
اخی ثقۃ ینوی الالہ بسعیہ ... ضروب بنصل السیف غیر اثیم

ان اشعار کا حاصل مضمون یہ ہے میں تمہاری خدمت میں سمند برق رفتار
رعد صدا بلند جسیم و طویل تند و چالاک پر سوار ہو کر اُن جوانوں کو جو بسبب
دلیری و جوانمردی کی حاجت زرہ اور خود کی نہیں رکھتے ہمراہ لے کر آتا ہوں
اور تو وہ شخص ہے جو محض واسطے رضامندی و خوشنودی خدا کے قبضہ
شمشیر پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹھا ہے اور اُس کی اطاعت زیر شمشیر داری پر آمادہ
ہے۔ تاریخ طبری میں مذکور ہے ابتدائے خروج مومنین سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری
ہے یعنی جس سال آپ شہید ہوئے مگر ہمیشہ خفیہ اور پوشیدہ سامان جہاد اور
اپنے مددگاروں کے جمع کرنے میں مصروف تھے یہاں تک کہ یزید پلید داخل
دوزخ ہوا اور حضرت کی شہادت اور فوت یزید میں [illegible] سال دو مہینے
چودہ دن کا فاصلہ تھا عبید اللہ ابن زیاد حاکم عراق اور نائب اُس کا عمرو بن حریث
کوفہ میں تھا جب تک یزید زندہ تھا عبد اللہ بن زبیر لوگوں کو انتقام خون

جناب امام حسین علیہ السلام اور قتل پر یزید پر نہایت ترغیب تحریص کرتا تھا اور
اور بعد فوت اس ملعون کے اس ارادہ کو ترک کیا۔ سب پر ظاہر ہو گیا کہ وہ
اپنے واسطے ریاست کا خواہاں تھا اور امام علیہ السلام کے خون کا انتقام
لینا اس کو منظور نہ تھا۔ مدائینی نے باسناد خود مذکور کیا ہے کہ جس وقت مختار
عبداللہ بن زبیر کے پاس گیا جیسا کہ مختار چاہتا تھا۔ ویسا اس کو نہ پایا بعد اس
کے مختار مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ ہانی بن ابو حیہ سے ملاقات ہوئی
دریافت کیا کوفہ کے لوگوں کا کیا حال ہے اس نے کہا: اُن
لوگوں کو اگر کوئی شخص کسی امر کی رائے دے سب اس پر متفق ہوتے
ہیں اور ریاست اس کو حاصل ہو جاتی ہے مختار نے کہا میں ان کو امر حق
کی ترغیب دونگا۔ اور سب کو اس عزم پر متفق کرونگا۔ اور اگر خدا کو منظور ہے
اُن کی جمعیت و امداد سے ظالمان سرکش کو قتل کرونگا۔ بعد اس کے ہانی
سے پوچھا سلیمان بن صرد کس فکر میں ہے اور آمادہ جہاد ہوا یا نہیں اس نے
کہا ابھی نہیں مگر سب کا ارادہ اس امر پر مصمم ہے مختار وہاں سے روانہ ہوا۔
جب نہر حیرہ پر پہنچا روز جمعہ تھا غسل کیا لباس پہنا تلوار کو گردن میں حائل
کرکے سوار ہوا۔ اور کوفہ میں پہنچا۔ جس جگہ لوگوں کی کثرت دیکھتا اپنے
مرکب کی باگ روک کر سلام کرتا۔ اور کہتا تمہاری پریشانی و تنگی کے دن
گذرے اور زمانہ خوشحالی و شادمانی کا آیا۔ میں ہوں جو تمہاری تمنا کیا
بر لاؤنگا۔ میں ہوں جو فاسقوں پر غالب ہونگا۔ اور اہلبیت کے خون کا
عوض اُن سے لونگا بعد اس کے مسجد جامع میں نماز پڑھی وہاں لوگوں
کو دیکھا کہ اس کی جانب بغور دیکھتے ہیں اور باہم کہتے ہیں یہ مختار ہے
کسی کار بزرگ کے لئے آیا ہے اس کے یہاں آنے سے امید فلاح و
رفاہ کی ہے۔ مختار مسجد سے نکل کر اپنے گھر گیا۔ اور وہ گھر پیشتر سالم بن
مسیب کا مشہور تھا۔ مختار نے شیعوں کے پاس پیغام بھیجا کہ میں محمد بن حنفیہ

کے پاس سے واسطے انتقام لینے خون اہلبیت علیہ السلام کے آیا ہوں اور
یہ وہ کام ہے جس میں دوستوں کی خوشی منظور اور دشمنوں کا ہلاک مقدر
ہے جنھوں نے جواب دیا۔ تو لائق اور سزاوار اس کام کے ہے مگر لوگ سلیمان
بن صرد کی بیعت کر چکے ہیں اس وقت سردار و رئیس وہ ہے تو اس کام
میں تعجیل مت کر مختار ساکت رہا اور منتظر تھا۔ کہ سلیمان کا انجام کار کیا ہوتا
ہے اور ان دونوں شیعیان و مومنین بہ سبب خوف عبداللہ بن زبیر اور
عبدالملک بن مروان کے اپنے ارادہ کو ظاہر نہیں کرتے تھے اور سب سے زیادہ
اہل کوفہ سے ڈرتے تھے کس لیے کہ اکثر ان میں قاتلان جناب امام حسین علیہ
السلام سے تھے۔ مختار لوگوں کو سلیمان سے منحرف اور اپنی طرف مائل کرتا تھا۔
اور جنھوں نے کہ پہلے مختار کی بیعت کی وہ عبید بن عمیر اور اسمٰعیل بن کثیر
تھے عمر بن سعد اور شبث بن ربعی نے اہل کوفہ سے کہا مختار کا معاملہ تمہارا
لیے زیادہ تر خوفناک ہے کس لیے کہ سلیمان تمہارے دشمنوں پر خروج کرتا ہے
اور تم پر مناسب یہ ہے کہ اس کو گرفتار کر کے قید کرو۔ ایک گروہ نے ان میں سے
مختار کے گھر جا کر محاصرہ کیا اور اس کو گرفتار کر کے مکان سے باہر لائے ابراہیم
بن محمد بن طلحہ نے عبداللہ بن یزید سے کہا مختار کے بازو باندھ کر برہنہ پا لیجانا
چاہیے عبداللہ نے کہا میں ایسا کام نہیں کر سکتا۔ کس لیے کہ اس نے ہم سے
علانیہ عداوت نہیں کی محض گمان و شک سے اس کو قید کیا ہے اس کے بعد
مختار کو ایک اشتر پر سوار کر کے قید خانہ میں لے گئے یحییٰ بن عیسیٰ کہتا ہے
میں حمید بن مسلم کے ہمراہ مختار کے پاس گیا۔ میرے روبرو اس نے کہا قسم
ہے پروردگار بحر و بر اور کردگار ملک و بشر کی میں تمام سرکشان مغرور کو
نیزہ و تیغ سے باعانت مددگاران و جان نثاران چست و چالاک کے قتل کروں گا
اور جب میں دین کے نشان کو بلند اور اسلام کے رخنہ کو بند کروں گا اور ظالموں
سے انتقام لوں گا پھر زائل ہونا دولت و مال مجھ کا پریشان ہونا گوارا نہ ہوگا۔

سلیمان سے

اور موقع سے مجھ کو خوف ضرر ہوگا۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے مختار نے سلیمان
سے ملاقات کی اور کہا ہرگز ایسی وقت سے بہتر فرصت کا زمانہ نہ ملیگا جبکہ یزید واصل
جہنم ہوا اُس کے فرزند نے حکومت ترک کی اور ابھی تک کوئی شخص تخت سلطنت
پر نہیں بیٹھا غرض اس گفتگو سے یہ ہے کہ اب خروج کرنا چاہیئے اور اپنے کام
کو انجام دینا چاہیئے۔ سلیمان نے کہا ابھی خروج کا وقت نہیں ہے۔ مختار
نے وہاں سے باہر آکر کہا سلیمان پیر مرد اور خرفت ہے۔ دنیا داری اُس کا کام نہیں
کس لیے کہ ایسے وقت فرصت کو ضائع اور خروج کرنے میں سستی کرتا ہے
بعد اس کے مختار نے محمد بن حنفیہ کے خط کو لوگوں کے روبرو پڑھا بہت آدمیوں
نے اُس کی بھی بیعت کی اور مضمون اُس خط کا یہ تھا سلیمان خروج میں
تاخیر کرتا ہے اے مختار تو مکہ سے کوفہ کو جا اور شیعوں کو تاکید کر تا کہ خروج
کریں اور امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لیں اور کوفیوں سے میری
بیعت طلب کر اور ان لوگوں کے ہمراہ رہنا جب تک میں دوسرے
شخص کو نہ بھیجوں۔ مختار نے جب محمد بن حنفیہ کے خط کو مشہور کیا کوفہ کے
اکثر آدمی سلیمان سے منحرف ہو کر مختار کی خدمت میں حاضر ہوئے مختار
نے شیعوں سے کہا اگر سلیمان خروج کرے شہر پر قبضہ کر لیتا۔ پھر عبد اللہ
ابن زبیر کی یہ مجال نہ تھی جو اپنے عمال کو فہ میں بھیجتا۔ مختار محمد حنفیہ کو مہدی
کہتا تھا۔ اور لوگوں سے بیان کرتا تھا سلیمان نے اس کام کو خراب کیا میں
مہدی کو خط لکھتا ہوں اور اُس کے حکم کا انتظار کرتا ہوں۔ جب سلیمان
کو معلوم ہوا کہ مختار اس کے مخالف ہے اور مروان بن حکم حاکم شام کا
ہوا ہے اور عبید اللہ ابن زیاد کو شام سے کوفہ کی جانب روانہ کریگا۔
متفکر ہوا شیعوں کو اور اپنے قرابتداروں کو جمع کیا اور کہا اگر مختار محمد
بن حنفیہ کی طرف سے خروج کرے کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ امام جناب
علی ابن الحسین علیہ السلام ہیں جو قصداً اپنے خروج کا انکار کیا ہے

اور سب کو اطلاع دی ہے جب تک وہ وقت نہ آئیگا میں خروج
نہ کرونگا۔ اسی اثنار میں ایک شخص نے اہل شام سے جرارت کر کے حاکم
کوفہ عبداللہ بن یزید سے کہا اے امیر غافل مت رہو۔ خوارج اس شہر میں جمع ہوئے
ہیں کچھ لوگ مختار کے فرما نبردار اور کچھ سلیمان بن صرد کے تابع ہیں اور چاہتے
ہیں کہ بیخبر تیرے قصر میں آکر تجھکو گرفتار کریں مصلحت وقت یہ ہے کہ بلا
توقف حکم دے کہ سلیمان بن صرد کو گھر سے گرفتار کر کے قید خانہ میں لیجائیں
اور اگر تجھکو یقین ہے کہ یہ امر بے جنگ و جدل کے انجام نہ پائیگا جنگ پر
امادہ ہو عبداللہ بن یزید نے پوچھا ان لوگوں کا کیا مذہب ہے اس نے کہا
وہ سب باطن میں سنی ہیں اور ظاہر میں دعوے تشیع کا کرتے ہیں اور جناب
امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا میں
نے جناب امام حسین علیہ السلام کو قتل نہیں کیا جو میرے ساتھ جنگ کریں۔
اور جس نے حضرت کو شہید کیا ہے بدرت علد شام کی طرف سے آتا ہے لازم یہ
ہے کہ شیعہ امام حسین علیہ السلام کے اس سے لڑیں نہ کہ مجھ سے بعد اُس کے
حکم دیا کہ کوفہ کے سب لوگ مسجد میں جمع ہوں جب جمع ہوئے ممبر پہ گیا
اور کہا ایہا الناس میں نے ایسا سنا ہے کہ ایک گروہ نے تم میں سے اس
امر پہ اتفاق کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا عوض مجھ سے
لیں قسم ہے خدا کی میں نے امام حسین علیہ السلام کو شہید نہیں کیا اور
نہ حضرت کے قتل کا حکم دیا اور نہ حضرت کے شہید ہونے سے راضی اور
خوشنود ہوں اور میں نہیں جانتا وہ لوگ کون ہیں جو مجھ سے لڑنے کو آمادہ
ہوئے ہیں اور میں مسلمانوں سے نہ لڑونگا جب تک وہ یہاں نہ آئیں
اور اس کو سب جانتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا عوض
ابن زیاد اور بنی امیہ سے طلب کرنا چاہیئے مجھکو ابن زبیر نے کوفہ
کا حاکم مقرر کر کے بھیجا ہے اور وہ خود حضرت کے خون کا طالب ہے

بعد اس کے ممبر سے اُترا اور دار الامارہ میں گیا۔ اور موافق دستور سابق کے امور حکومت میں مشغول ہوا۔ سلیمان اور مختار بھی جدا جدا عبد اللہ کی سلام کو جاتے تھے +

باب تیسرا

کیفیت خروج سلیمان کی واسطے انتقام لینے دشمنان دین سے

ابن اثیر لکھتا ہے غرہ ماہ ربیع الثانی ۶۵ھ ہجری کو سلیمان نے بخیلہ عباسیہ سے خروج کیا اور اُسی سال مروان نے اپنے فرزندوں عبد الملک اور عبد العزیز کو ولیعہد کر کے لوگوں سے ان کے نام بیعت لی اور اُسی سال غرہ ماہ مبارک رمضان کو مروان کا انتقال ہوا۔ عمر اس کی اکاسی برس کی تھی نو مہینے خلافت کی۔ عبد اللہ ابن زیاد جب عراق سے جزیرہ میں آیا مروان کی موت کی خبر پائی غرضیکہ سلیمان بن صرد نے جب ارادہ خروج کا کیا اپنے لشکر کا حساب لیا بہت قلیل تھا حکم بن منقذ کندی اور ولید بن عضین کنانی کو اور کئی آدمیوں کے ساتھ کوفہ میں بھیجا تاکہ لوگوں کو اس امر کی اطلاع دیں اور جہاد پر آمادہ کریں جب یہ لوگ کوفہ میں پہونچے اُن کی طرف سے منادی نے ندا دی کہ جو شخص امام حسین کے خون کا انتقام لینا چاہتا ہے وہ آئے اور دشمنان دین سے جہاد کرے ایک شخص عبد اللہ بن خازم ازدی نام اپنے گھر میں تھا۔ اُس کی دختر اور اس کی زوجہ سہیلہ بنت بسرہ جو نہایت جمیلہ و شکیلہ تھی۔ اور وہ اُس کو بہت دوست رکھتا تھا اس کے پاس بیٹھی تھیں عبد اللہ نے جب منادی کی آواز سنی نہایت خوشی اور رغبت سے فوراً لباس پہنا ہتھیار لگائے اور گھوڑے پر سوار ہوا اُس

کی زوجہ نے کہا وائے ہو تجھ پر کیا تو دیوانہ ہوگیا ہے اُس نے کہا دیوانہ
نہیں ہوں مگر میں نے داعی الہی کی ندا سنی اور اُس کو قبول کیا اور امام
تشنہ کام کے خون کے انتقام لینے پر کمر باندھی اُس نے کہا مجھکو کس کے سپرد
کرتا ہے کہا جناب باری کے سپرد کرتا ہوں اور یہ دعا کی خداوندا میں اپنے
اہل و عیال و اطفال کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو اُن کی محافظت کر اور جو تقصیر
و کوتاہی سبط رسول کی نصرت و یاری میں مجھ سے سرزد ہوئی ہے اُس کو
عفو کر اور میری توبہ کو قبول کر بعد اُس کے منادیوں نے مسجد جامع میں صدائے
یالثارات الحسین علیہ السلام بلند کی اور سب کو اس کار خیر کے جو باعث
صلاح و ارشاد تھا۔ ترغیب دی جب لوگ نماز عشا سے فارغ ہوئے ایک
گروہ نمازیوں کا کوفہ سے نکل کر سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوا غرضکہ
سلیمان کے لشکر میں سولہ ہزار مجاہد جمع ہوئے اور اُس کے دفتر میں ان
سب کے نام لکھے گئے۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے لوگوں نے اس امر
کی خبر عبداللہ بن یزید کو پہونچائی اُس نے کہا صبر و تامل کرو میں دیکھتا ہوں
وہ کیا کرتا ہے۔ جب سلیمان نے بعد چند روز کے اپنے لشکر کا حساب لیا چار
ہزار شخص بھی موجود نہ تھے۔ باوجودیکہ کوفہ کے سولہ ہزار آدمیوں نے بیعت
کی تھی سلیمان آزردہ خاطر ہوا اور کہا سبحان اللہ یہ لوگ میرے ساتھ بھی
اسی طرح پیش آتے ہیں جس طرح مسلم ابن عقیل کے ساتھ پیش آئے تھے
اس گروہ میں نہ دینداری ہے نہ وفا نہ مروت نہ حیا۔ دوسرے دن سلیمان
نے اثنائے خطبہ میں اپنے تابعین سے کہا اگر میرے ساتھ واسطے حاصل کرنے
مال و دنیا کے آئے ہو تو یہیں سے پھر جاؤ۔ اس لڑائی میں مال تم کو نہ
ملیگا اس لئے میں جس کے ساتھ لڑونگا اس کے مال کو حلال نہیں جانتا
ہوں مطلب ہمارا دشمنان اہلبیت سے انتقام لینا ہے اس راہ میں
مردانہ قدم رکھو غرض کہ اس قسم کے کلمات بہت سے کہے مگر کسی نے

اُس کی ہمراہی ترک نہ کی۔ سلیمان بھی جہاد پر بدل آمادہ ہوا۔ اور قاصدوں کو
اطراف و جوانب میں روانہ کیا اور اپنے تمام اہل بیت کو بولایا۔ اور باوجودیکہ
ایک لاکھ سے زیادہ نے اُس کی بیعت کی تھی۔ دس ہزار سے زیادہ حاضر
نہ ہوئے سلیمان اُس امر سے رنجیدہ ہوا۔ اور اپنے اصحاب سے مشورت
کی کہ پہلے کہاں جائیں اور کس سے لڑیں بعضوں نے کہا عمر سعد اور تمام قاتلان
امام حسین علیہ السلام سوائے ابن زیاد کے کوفہ میں ہیں اولیٰ اُن کو قتل کریں
اور یہ دونوں فریق اپنے قول پر دلائل و براہین بیان کرتے تھے سلیمان
نے دوسرے گروہ کی رائے پسند کی اور سب نے ارادہ شام کی طرف جانیکا
مصمم کیا اُس کی خبر عبداللہ ابن یزید کو ہوئی۔ اُن کے پاس پیام بھیجا مجھکو معلوم
ہوا تمہارا ارادہ شام جانیکا ہے خداوند قدیر تم کو فتح و نصرت دے مگر شام
میں دو لاکھ مرد دلاور ہیں جو تم سے مقابلہ کرینگے سپاہ تمہاری تھوڑی ہے
اور یہ امر محال ہے کہ معدودے چند ایسے لشکر فراواں سے مقابلہ کر سکیں۔
مجھکو بھی ملک شام جانا نہایت ضروری ہے۔ تم سب کوفہ میں پھر آؤ جب
عبداللہ ابن زبیر کے پاس سے مدد آئیگی اُس وقت باہم دشمنوں کی طرف
متوجہ ہونگے۔ اور اپنا عوض لینگے۔ اور اگر کوفہ میں آنا مناسب نہ سمجھو وہیں
مقیم رہو میں عبداللہ ابن زبیر کو خط لکھتا ہوں اور خواہش کرتا ہوں کہ ہماری
مدد کے لیے فوج کثیر روانہ کرے جب عبداللہ ابن یزید کے قاصد نے یہ خط پہونچایا
سلیمان بن صرد نے اپنے اصحاب سے کہا تمہارے نزدیک مصلحت کیا ہے بعضوں
نے کہا ہم تیری رائے و تدبیر کے پیرو ہیں۔ سلیمان نے کہا عبداللہ بن یزید ہماری
جمعیت کو پراگندہ کرنا چاہتا ہے اور بعد متفرق ہونے کے پھر سب کا جمع
ہونا مشکل ہے لازم یہ ہے کہ قادر مطلق کے فضل و کرم پر توکل کر کے
طرف شام کی روانہ ہوں اور دشمنان دین سے جہاد کرنے پر ہمت قوی
رکھیں۔ غازیوں نے از روئے ثبات و یقین سلیمان کے اس قول کو

ص بعضوں نے یہ رائے دی کہ شام کی طرف جائیں۔ اور پہلے عبید اللہ ابن زیاد کو جو مادۂ فساد ہے قتل کریں۔

قبول کیا۔ ابن نما رحمہ اللہ اور صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے کہ ربیع
الثانی کے پانچویں کو نخیلہ عباسیہ سے کوچ کیا رات کو دیا عور میں رہے
وہاں سے کنارے فرات کے اترے بعد اُس کے جب جناب امام حسین علیہ السلام
کی قبر مطہر کے قریب آئے۔ باہم یہ مشورہ کیا کہ پہلے واسطے زیارت جناب امام حسین
علیہ السلام کی جائیں۔ وہاں توبہ کریں اور آپ کی روح مبارک سے عذر خواہ
ہوں بعد اس کے منزل مقصد کی طرف جائیں۔ غرضیکہ سب آپ کی قبر مطہر
کی طرف چلے جب مرقد منورہ حضرت کا نظر آیا۔ گھوڑوں سے اترے اور
ایک رات اور ایک دن نماز و استغفار میں مشغول رہے بعد اُس کے اس امام
مظلوم کے عزاداری بپا کی ہر طرف صدائے واویلا وا مصیبتا بلند ہوئی اور اس
طرح گریہ و زاری فریاد و بیقراری کی کہ جس کی مانند زیر آسمان و بالائے زمین
کبھی نہ ہوئی تھی اور ہنگام وداع آپ کے مزار مبارک پر ایسا ہجوم کیا جیسا
حاجی گرد حجر الاسود کے اُس وقت وہب بن ربیعہ جعفی بہت رویا۔ اور
ضریح مقدس سے یہ اشعار پڑھے شعر؛

یبیت النشاوی من امیۃ نوما | وبالطف قتلی ما ینام حمیمها
وما ضیع الاسلام الا قبیلۃ | تامر نوکاها ودام نعیمها
واصبحت قناۃ الدین فی کف ظالم | اذا اعوج منها جانب لا یقیمها
فاقسمت لا تنفک نفسی حزینۃ | وعینی تبکی لا یجف سجومها
حیاتی او تلقی امیۃ خزیۃ | یذل بها حتی الممات قرومها

حاصل مضمون ان اشعار کا یہ ہے بنی امیہ مست خواب استراحت ہیں اور
طف و زمین کربلا کے وہ شہدا ہیں جن کے دوستوں کو بہ سبب رنج و غم کے
نیند نہیں آتی۔ اور کسی نے اپنا اسلام ضائع نہیں کیا سوائے اس گروہ کے
جس نے احمق و نادان کو اپنا رئیس و سردار کیا اور ہمیشہ عیش و عشرت
میں مشغول رہے صبح کے دین کی رایت نے ایسے ظالم کے ہاتھ میں جو کج

کو ہموار و درست نہیں کر سکتا تھا۔ اگر کوئی جانب اس رایت کا کج ہوتا تھا۔
اور قسم کھائی ہیں نے کہ ہمیشہ روح میری غمگین رہی اور آنکھوں سے
اشک ریزش کم نہو یا بنی امیہ ایسی ذلت و خواری میں مبتلا ہوں جس کے
سبب ان کا رئیس و سردار ذلیل ہو۔ عبداللہ بن عوف احمر اسپ کمیت پر
سوار تھا۔ نہایت (محزون) و غمگین ہوکر ان شعروں کو پڑھا۔ شعر

خرجن یلمعن بنا ارسالا	عوابسا تحمل الابطالا
نرید ان نلقی بها الاقبالا	القاسطین الغدر الضلالا
وقد رفضنا الاھل والاموالا	والخفرات البیض والحجالا
نرجوا بها التحفة والنوالا	لرضی المھیمن المفضالا

خلاصہ مضمون یہ ہے باہر نکلے ناصران حق گروہ گروہ ترش رو اور غضبناک
اور بہ سبب اپنی دلیری کے شجاعوں کو گمنام کر دیا اور ہم میں سے ایک گروہ
کو اپنے ساتھ لیا۔ اور ہم چاہتے ہیں اُن کے ہمراہ بار خدا ان فاسق و گمرا
سے ملاقات کریں اور بہ تحقیق ہم نے ترک کیا اپنے اہل و اموال اور ایسی
عورتوں کو جو باحیا اور خوشرو اور پردہ نشین ہیں بامید اجر و ثواب کے اور
واسطے خوشنودی پروردگار مہربان صاحب جود و احسان کے بعد اُس کے
وہاں سے باہر آئے۔ اور مرکبوں پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ جب مرقیسیا میں
پہونچے۔ بیرون شہر منزل کی۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے وہاں کے
حاکم زفر بن الحارث کو جب ان کے ورود کی خبر ہوئی دروازہ حصار کے
بند کرنیکا حکم دیا۔ سلیمان اور بزرگان لشکر نے مسیب بن نخبہ سے کہا۔
زفر تیرا ابن عم اور تیرے نزدیک مہمان دوست بامروت ہے تو حصار کے
دروازہ پر جا اور کیفیت بیان کر اور اجازت لے کہ اہل حصار کے رہنے
والے اور اس اطراف کی رعایا کہ وجو ادر وہ چیزیں جن کی ہم کو ضرورت
ہو لشکرگاہ میں لاکر فروخت کریں اور مطابق یہاں کے نرخ کے قیمت

ہیں اور زفر سے یہ بھی کہنا ہم لوگوں سے خاطر جمع رکھیں۔ علی الصباح ہم یہاں سے جانب دمشق روانہ ہونگے۔ مسیب نے سلیمان کا پیغام پہونچایا زفر نے اجازت دی اور حصار کے لوگوں نے اشیائے ضروری کو لشکر میں لاکر فروخت کیا اور زفر نے خاص اپنے مال سے کاہ وجو پانسو اونٹوں پر بار کر کے لشکر گاہ میں بھیجا علاوہ اُس کے اور اعانات اہل لشکر سے کئے دوسرے دن خود سلیمان کے پاس آیا۔ اور بطریق نصیحت کے کہا میں نے سُنا ہے شام میں تمہاری خبر پہونچ گئی ہے اور عبد الملک بن مروان نے جو بعد باپ کے حاکم شام ہوا ہے عبد اللہ ابن زیاد کو اور پانچ سرداران نامدار کے ساتھ تمہارے مقابلہ کے لئے مقرر کیا ہے اور لشکر اُس کا تمہاری فوج سے مضاعف ہے اور وہ لوگ یقین ہے آج رقہ میں پہونچے ہونگے۔ اب مصلحت وقت یہ ہے کہ تم لوگ یہیں توقف کرو اور اپنے چارپایوں کے واسطے کاہ وجو اس اطراف کے دیہات سے منگاؤ۔ جب وہ یہاں آئیں گے میں تم کو فوج اور سامان جنگ سے جہانتک ممکن ہوگا مدد دونگا اگر تم غالب ہوئے فہو المراد ورنہ اس حصن حصین میں متحصن ہونا سلیمان نے کہا بارک اللہ وجزاک اللہ خیراً۔ عبد اللہ بن یزید والئے کوفہ نے بھی اس قسم کا پیام بھیجا تھا۔ مگر ہم نے اپنا کام فضل وکرم خداوند تقدیر کے حوالہ کر دیا ہے۔ زفر نے کہا اگرچہ تم میری تدبیر کے مطابق عمل نہ کروگے میں تمہاری نصیحت سے باز نہ آؤنگا۔ تم لوگ مسافر ہو اور شامیوں کے مکر وحیلہ سے تم کو آگاہی نہیں۔ تم کو لازم ہے یہاں سے بہ تعجیل جاؤ اور عین الوردہ میں اپنے مخالفوں سے پیشتر پہنچو وہ ایک شہر بزرگ بلا دجزیرہ سے ہے وہاں آب وعلف بکثرت موجود رہتا ہے شہر کے اُس طرف جا کر مقیم ہونا اور علف واسطے چارپایوں کے جس قدر ممکن ہو سکے دیہات سے جمع کرنا۔ عین الوردہ سے اس مقام تک راہ امین ہے اگر علف کم ہو جائے

یا ضرورت مدد کی ہو تجھکو اطلاع دینا اور دوسری نصیحت یہ ہے کہ شامیوں
سے صحرا میں جنگ نہ کرنا اس لیے کہ ان کا لشکر بہت ہے اور تمہارا قلیل
اور فوج قلیل کا لشکر کثیر سے صحرا میں جنگ کرنا عین نادانی ہے شہر عین
الوردہ کی اطراف میں ایک دیوار ہے اور وہاں بہت سے درخت ہیں
تم کو لازم ہے کہ اوس دیوار اور درختوں کی آڑ سے جنگ کرو اور یہ
بھی تمہاری نادانی ہے جو فوج پیادہ اپنے ہمراہ نہیں لائے اس لیے
پیادے سوار کی پناہ کے لیے مانند دیوار کی ہیں اور چونکہ تمہارے لشکر
میں سب سوار ہیں صف باندھنا مناسب نہیں کیونکہ جب صف
کے روبرو پیادے نہ ہوں گویا سوار برہنہ ہیں اے سلیمان اپنے لشکر
کے کئی حصے کر ایک حصہ کو واسطے جنگ کے بھیج جب وہ خوب لڑ چکیں
اُن کو بلالے اور دوسرے حصہ کو ان کے عوض روانہ کر اور ایک فوج کمین
گاہ میں رکھ بعد تمام ہوتے اس نصیحت کے سلیمان نے زفر کے احسان
کا شکریہ ادا کیا اور اس کو رخصت کر کے قرقیا سے روانہ ہوا اور شامیوں
سے پیشتر عین الوردہ میں پہونچا اور وہاں مقیم ہوا۔ بعد چند روز کے یہ خبر معلوم
ہوئی کہ تھوڑا لشکر شام کا عین الوردہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر آگیا
ہے ابن نما رحمہ اللہ کہتے ہیں سلیمان نے خطبہ پڑھا کلمات نصیحت کہے۔
اور یہ وصیت کی اگر میں قتل ہوں مسیب تمہارا سردار و رئیس ہے اگر وہ بھی
مقتول ہو سعید بن نفیل اگر وہ بھی شہید ہو اُس کا بھائی خالد بن سعد
اگر وہ بھی قتل ہو عبد اللہ بن وال اگر وہ بھی مارا جائے رفاعہ بن شداد
بعد اس وصیت کے مسیب سے کہا جو لشکر ہم سے قریب آگیا ہے اُن کی
طرف بہ رسم شبخون روانہ ہو کیس لیے کہ ہم کو شامیوں سے بہ مکر و فریب
جنگ کرنا لازم ہے ٭

باب چوتھا

دونوں لشکروں کا جنگ کرنا اور سلیمان کا معہ اصحاب کے شہید ہونا

ابن نما رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب سلیمان نے اپنے اصحاب سے کلمات وعظ و نصیحت کہے اور مسیب بن نخبہ کو چار ہزار سوار کے ساتھ پیشتر روانہ کیا حمید ابن مسلم کہتا ہے میں بھی مسیب کے ہمراہیوں سے تھا ایک شبانہ روز طے مسافت کر کے صبح کو لشکر نے ایک مقام پر توقف کیا اور غنودگی سب پر غالب تھی بعد ادائے نماز صبح کے وہاں سے پھر سوار ہوئے۔ سواران ہمراہی متفرق و پراگندہ ہو گئے تھے اور سو سوار لشکر میں باقی تھے۔ اسی اثنا میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی۔ اُس سے دریافت کیا کہ شامیوں کی فوج ہم سے کس قدر دور ہے جواب دیا ایک میل کا فاصلہ ہے ابن نما رحمہ اللہ کہتے ہیں میل چار ہزار گز کا اور فرسخ تین میل کا ہوتا ہے پھر اس اعرابی نے بیان کیا سب سے پیشتر لشکر شراحیل بن ذو الکلاع کا ہے اور تعداد اُس کی چار ہزار ہے۔ بعد اس کے حصین ابن نمیر سکونی چار ہزار فوج کے ساتھ اور بعد اُس کے صلت بن ناجیہ غلابی اسی قدر لشکر کے ساتھ ہے اور باقی تمام لشکر ابن زیاد کے ہمراہ مقام رقہ میں مقیم ہے۔ آخر الامر شامیوں سے مقابلہ ہوا اور موافق حکم مسیب کے لشکر عراق نے شامیوں پر حملہ کیا اور اُن کو شکست دی اور ایک گروہ کثیر اُن کا قتل ہوا اور تمام مال و اسباب غازیوں کے ہاتھ آیا۔ مسیب نے اپنے لشکر سے کہا اب یہاں سے مراجعت کرو۔ اور سلیمان کی خدمت میں حاضر ہو روضۃ الصفا میں مسطور ہے مسیب نے چار سو سوار شکرے

منتخب کر کے اپنے ہمراہ لئے اور حسب الحکم سلیمان کے روانہ ہوا جب
اُس اعرابی سے ملاقات ہوئی اور اہل شام کے لشکر کا حال معلوم ہوا۔ اپنی
فوج کے چار حصے کئے اور وقت صبح شراحیل کے لشکر پر چار طرف سے حملہ
کیا کچھ لوگ مقتول ہوئے اور بقیہ السیف نے سب مال و اسباب اپنا
وہیں چھوڑ کر فرار کیا اہل عراق شامیوں کے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور
اپنے مرکبوں کو اپنی ہمراہ کوتل لے کر قبل طلوع آفتاب مراجعت کی اور
اپنے لشکر میں داخل ہوئے جب یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی حصین ابن
نمیر کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے روانہ
کیا جس وقت حصین ابن نمیر مطابق حکم زیاد کے قریب عین الوردہ کے پہونچا۔
سلیمان بن صرد بھی مع اپنی سپاہ کے آگے بڑھا۔ بعد مقابل ہونے دونوں
لشکروں کے حصین بن نمیر صف سے آگے بڑھکر سلیمان کو طلب کیا اور کہا
مروان نے وفات کی اور سبھوں نے اُس کے فرزند عبد الملک کے برضا و رغبت
بیعت کی ہے۔ اور وہ ملک شام کا حاکم ہوا جیسا کہ عبد اللہ بن زبیر تہامہ و حجاز
کا تم لوگوں کا کوئی حاکم و پیشوا نہیں مصلحت وقت یہ ہے کہ یہاں سے
پھر جاؤ۔ اور اپنی جانوں کو مفت ضائع مت کرو۔ سلیمان نے جواب دیا
ہم لوگوں میں جو شخص سب سے کم رتبہ ہے وہ تم سے بدرجہ بہتر و افضل ہے
اگر تم کو منظور ہے کہ یہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے ابن زیاد کو ہمارے سپرد
کرو تاکہ اس کو بعوض اوس گناہ عظیم کے جو اُس سے سرزد ہوئے ہے
قتل کریں اور عبد الملک کو حکومت شام سے خلع کر کے باتفاق تمہارے جناب
رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کی اولاد میں سے کسی کی بیعت کریں۔ چونکہ اس امر
عظیم کے انجام دینے کی طاقت حصین ابن نمیر میں نہ تھی۔ اپنے لشکر میں
پھر گیا اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ سلیمان نے بھی اپنی فوج میں آکر عزم مقابلہ کیا غرض
کہ اُس دن صبح سے شام تک دونوں لشکروں نے خوب جنگ کی اور بعد

غروب آفتاب اپنی قیام گاہوں کی جانب پھرے۔ دوسرے روز علی الصبح حسب الحکم ابن زیاد کے شرجیل ذوالکلاع آٹھ ہزار فوج کے ساتھ حصین ابن نمیر کی مدد کو آیا۔ اور اُس دن بھی مثل روز گذشتہ کے باہم مقاتلہ و مجادلہ رہا۔ تیسرے دن ادہم بن محرز باہلی ہمراہ دس ہزار لشکر کے شام سے واسطے کمک حصین ابن نمیر کے آیا۔ اُس روز بھی دونوں فوجیں جنگ و جدل میں مصروف رہیں ابن نما رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جب ابن زیاد اپنے لشکر کی ہزیمت سے آگاہ ہوا حصین ابن نمیر کو روانہ کیا اور بعد اس کے ۲۰ ہزار سوار اُس کی مدد کے واسطے بھیجے اور تمام لشکر سلیمان کا تین ہزار سے زیادہ نہ تھا۔ مگر سلیمان خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کرکے آمادہ جنگ ہوا۔ لشکر شام کے میمنہ میں عبداللہ بن ضحاک بن قیس مہری اور میسرہ میں مخارق بن ربیعہ غنوی اور جناح میں شرجیل بن ذی الکلاع اور قلب میں خود حصین ابن نمیر تھا۔ فوج عراق۔ میمنہ میں مسیب بن نجبہ فزاری میسرہ میں عبداللہ بن نفیل جناح میں رفاعہ بن شداد بجلی قلب لشکر میں سلیمان بن صرد خزاعی تھے۔ جب دونوں لشکر صف بستہ ہوئے شامیوں نے آواز دی کہ تم سب اطاعت عبدالملک بن مروان کی قبول کر دو۔ دلاوران عراق نے جواب دیا عبیداللہ ابن زیاد کو ہمارے سپرد کرو عبدالملک اور آل زبیر کی اطاعت سے دست بردار ہو اور اہلبیت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کو اپنا حاکم و خلیفہ مقرر کرو۔ بعد اس گفتگو کے لڑائی شروع ہوئی سلیمان اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دیتا تھا اور سب کو خدا کے فضل و کرم کا امیدوار کرتا تھا۔ اثنائے جنگ میں سلیمان کی تلوار کی میان ٹوٹ گئی۔ شامیوں پر حملہ کیا اور یہ اشعار پڑھتا تھا:

الیک ربی تبت من ذنوبی وقد علانی فی الوری مشیبی
فارحم عبیدا عغیرا ما تکذیب واغفر ذنوبی سیدی وحوبی

یعنی اے پروردگار میرے میں اپنے گناہوں سے تیری درگاہ میں توبہ
کرتا ہوں اور بتحقیق کہ میری بیری خلق میں ظاہر ہو چکی ہیں رحم کر اپنے
بندے پر جس سے خلاف تیرے حکم کے بہت سے عمل سرزد ہوئے ہیں اور
بخشدے میری خطاؤں گناہوں کو اے سردار میرے - حمید ابن مسلم کہتا ہے ہماری
میمنہ کے بہادروں نے شامیوں کے میسرہ پر اور ہمارے میسرہ نے ان کے
میمنہ پر حملہ کیا اور سلیمان اُن کے قلب لشکر میں در آیا - اور شامیوں کو شکست
فاش دی اسی اثنا میں شام ہو گئی - صبح کو پھر دونوں فریق آمادہ جنگ
جدال ہوئے - الحاصل تین روز تک ہنگامہ جدال گرم رہا - بعد اُس کے
حصین ابن نمیر نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور تمام تیر انداز فوج پیادہ کے اُس
کے ہمراہ کیے تا کہ لشکر عراق پر تیر باراں کریں جب تیر پے در پے آئے سلیمان
شہید ہوا خدا اپنی رحمت اس پر نازل کرے اُس نے اپنی جان جناب امام
حسین علیہ السلام پر نثار کی اور اُس کی توبہ بارگاہ خدا میں مقبول ہوئی
بعد اُس کے مسیب نے [illegible] اپنے ہاتھ میں لیا - اور تین بار شامیوں پر حملہ کیا
اور مسیب نہایت شجاع و دلیر تھا رجز پڑھتا تھا - اور جہاد کرتا تھا - اور جس
طرف حملہ کرتا تھا - فوج دشمن فرار ہوتے تھے آخر الامر شامیوں نے چار طرف
سے حملہ کر کے اُس مجاہد دلیر کو شہید کیا بعد شہادت مسیب کے عبداللہ بن
سعد نے علم لیا - اور شامیوں پر حملہ کیا نیزہ سے دشمنوں کو ہلاک کرتا اور یہ
اشعار پڑھتا تھا - شعر

ارحم الہی عبدک التوابا   ولا تواخذہ فقد انابا
وفارق الاہلین والاحبابا   یرجو بذالک الفوز والثوابا

یعنی اے پروردگار میرے رحم کر اپنے بندہ تواب پر اور اُس کے گناہوں کا مواخذہ نہ
کر اس لیے کہ وہ تجھ سے امان طلب کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال اور دوستوں
کی مفارقت اختیار کی ہے اور تجھ سے امیدوار ثواب و مغفرت کا ہے جب

عبد اللہ بھی شہید ہوا۔ اُس کے بھائی خالد نے علم لیا اور آمادہ جہاد ہوا۔ اور بعد قتل کرنے گروہ کثیر کے درجہ شہادت کا پایا۔ پھر عبد اللہ بن وال نے نشان فوج اسلام کا اٹھایا۔ اور دشمنوں سے جہاد کیا اثنائے جنگ میں دست چپ اُس کا شانے سے جدا ہو گیا۔ اپنے مقام پر پھر آیا۔ اور خون شانہ بریدہ سے جاری تھا مگر اُسی حال سے شامیوں پر حملہ کیا اور یہ اشعار پڑھتا تھا۔ شعر

نفسی فداکم اذکروا المیثاقا   وصابروھم واحذروا النفاقا

لا کوفۃ نبغی ولا عراقا   لا بل نرید الموت والعتاقا

یعنے میری جان فدا ہو تم پر اے اہل عراق یاد کرو اپنے اُس عہد کو جو دشمنان اہل بیت سے انتقام لینے کے لئے کیا تھا۔ اور صبر کرو اور ڈرو نفاق سے نہ ہم کو حکومت کوفہ کی خواہش ہے اور نہ ریاست عراق کی بلکہ ہم طلبگار مرگ ہیں اور آزادی دوزخ سے چاہتے ہیں۔ غرضکہ عبد اللہ بن وال کو بھی دشمنوں نے شہید کیا اسی اثنا میں ایک جماعت کثیر بصرے سے ہمراہ مثنیٰ بن مخرمہ عبدی اور مداین سے ہمراہ کثیر عمرو حنفی کے واسطے مدد مجاہدوں کے آئے مومنوں کو خوشی اور ان کے دلوں کو قوت زیادہ ہوئی۔ پھر سب جمع ہوئے۔ اور تکبیر کہتے ہوئے شامیوں پر حملہ کیا رفاعہ بن شداد رجز پڑھتے ہوئے سب کے آگے جاتا تھا عبد اللہ بن عوف کہتا ہے دونوں فریق میں جنگ عظیم واقع ہوئے یہاں تک کہ آثار ضعف لشکر عراق میں ظاہر ہوئے اور باہم ترک جنگ کا مشورہ کیا بعضے اس امر پر راضی ہوئے بعضوں نے کہا اگر ہم یہاں سے مراجعت کریں فوج شام تعاقب کریگی اور ایک فرد بھی زندہ نہ ہو گا کہ ہم سب مقتول ہونگے۔ شام تک جنگ کرنا اور رات کو یہاں سے پھرنا مناسب ہے عبد اللہ ابن عوف نے پھر علم اپنے ہاتھ میں لیا اور رات تک شامیوں سے لڑتے رہے اور کچھ لوگ لشکر عراق کے مقتول ہوئے۔ جب رات ہوئی سب باقیماندہ متفرق ہو گئے۔ جو سیکہ براہ خشکی قرقیسا پہونچے اور سعد بن حذیفہ مقام ہیت میں آیا اور وہاں سے اس کیفیت کی اطلاع

اُس کو ہلاک کی۔ غرضیکہ لشکریان عراق اپنے اپنے وطن کو مدائن و بصرہ و کوفہ کی
طرف روانہ ہوئے مختار اُس وقت اسیر تھا۔ اور قید خانہ میں اپنے اصحاب
سے کہتا تھا اب جہاد پر آمادہ رہو عنقریب دس روز کے بعد اور ایک مہینہ کے
قبل ایک لڑائی عظیم ظاہر ہوگی۔ اور نائرہ قتال مشتعل ہوگا۔ اور امور
میرے سبب سے وقوع میں آئینگے۔ اور اس امر کو خلاف و دروغ نہ سمجھو مجھ
سے یہ کلام شدنی ہے اور مختار تالیف قلوب میں مصروف تھا اور لوگوں کو
اپنی طرف بلطایف الحیل مایل کرتا تھا۔ روضۃ الصفا میں مسطور ہے رفاعہ
بن شداد نے اہل عراق سے کہا لشکر ہمارا بہت قلیل ہو چکا اگر اب اس جنگ
میں ثابت قدم رہیں جو لوگ باقی رہ گئے ہیں وہ بھی مقتول ہو جائینگے
اور مذہب حق دنیا میں باقی نہ رہیگا۔ کوفہ کی جانب مراجعت کرنا بہتر ہے
عبد اللہ بن عوف نے جواب دیا اگر اس وقت کوفہ کی طرف مراجعت کریگا دشمن
تعاقب کرینگے۔ اور ماقیماندہ بھی ہلاک ہونگے مصلحت وقت یہ ہے کہ اپنے
لشکرگاہ میں قیام کر جب شب تاریک ہو کوفہ کی جانب مراجعت کر جب تک
صبح نہ ہوگی لشکر شام اس حال سے آگاہ نہ ہوگا۔ غرضیکہ رفاعہ موافق رائے
ابن عوف کے جنگ سے دست بردار ہو کر اپنے لشکرگاہ میں آیا اور لشکر شام
بھی اپنی قیامگاہ میں فروکش ہوا جب رات ہوئی رفاعہ اور اُس کے ہمراہی
دریا کے اس طرف آئے اور پل کو گرا دیا جب صبح ہوئی حصین ابن نمیر نے کچھ
لوگوں میں سے کسی کو نہ پایا۔ ابو مخنف کہتا ہے جب یزید واصل جہنم ہوا اور اصحاب
سلیمان نے ابن زیاد کے گھر کو خراب و ویران کیا اس ملعون کو بصرہ میں
خبر پہونچی حکم دیا منادی کوچہ و بازار بصرہ میں ندا کرے تا لوگ مسجد جامع
میں جمع ہوں لوگوں کو یزید کے ہلاک ہونے کی خبر نہ تھی۔ ابن زیاد ممبر پر گیا
خطبہ پڑھا۔ اور کہا اے اہل بصرہ میں نے تم کو اس لئے جمع کیا ہے تا کہ
جو حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو خبر دیں جو اس وقت حاضر نہیں ہیں تا ہر ایک

مروان کے عقب میں روانہ ہوا۔ مگر ان لوگوں

کہ میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو بصرہ میں اپنا قایم مقام کیا۔ اگر اُسکی
اطاعت کروگے۔ اور اس سے مخالف نہوگے اُس کا حکم تمپر نافذ و جاری ہے اور
چونکہ یزید کو ایک ضرورت شدید درپیش ہوئی ہے میں جانب دمشق جاتا
ہوں اگر میں کچھ روز دمشق میں مقیم رہا۔ میرے خط اور قاصد ہمیشہ تمہارے
پاس آئیں گے۔ سبھوں نے اس امر کو بسر و چشم قبول کیا بعد اس کے ممبر سے
اترا کچھ لوگوں کو اپنے بھائی کی خدمت میں چھوڑا اور حاضرین سے مخاطب
ہوکر پوچھا کون ہے تم میں جو مجھے دمشق کی راہ بتلائے۔ اور مجھکو وہاں
پہونچائے میں بعوض اس خدمت کے اپنے وزن سے دونا طلائی خالص
اس کو دونگا۔ عمرو بن جارود جو اپنی قوم کا سردار اور حاکم بنی امیہ کا تھا اُٹھا
اور کہا اے امیر میں اپنے فرزندوں اور غلاموں کو ہمراہ لے کر اور تجھکو
اپنے ناقہ پر سوار کرکے دمشق لیجاؤنگا۔ اس کے اکیس فرزند تھے۔ اور
ہر ایک ان میں سے بیس سوار کے برابر تھا۔ ابن زیاد خوش ہوا اور کہا
میں تجھکو دونا انعام دونگا۔ اور میرے اور یزید کے پاس تیری قدر و منزلت
زیادہ ہوگی۔ اور کبھی کسی طرح کی تکلیف تجھکو نہ پہونچیگی اگر تجھکو منظور ہے کہ
اس کام میں تعجیل کر اور راہ نزدیک سے بہت جلد مجھکو دمشق میں پہونچا دے میں
تیرے ساتھ ایک مرکب پر سوار ہونگا۔ اور جن چیزوں کے انتظام سے کہ آپ دو
کرتا ہوں وہ یہیں سے تیرے ساتھ ہونگے۔ غرضکہ ابن زیاد نے ابن جارود
کو حکم دیا کہ جلد اپنے گھر سے معاودت کرے تاکہ ظہر تک کئی کوس بصرہ سے
راہ طے کریں ابن جارود نے قبول کیا اور بعد ایک ساعت کے حاضر ہوا
ابن زیاد نے اپنا ناقہ طلب کیا اور ایک ہودج نہایت عمدہ اس پر کسا
اور جو اسباب سفر اس کے واسطے اور اُس کی لونڈیوں کے واسطے ضرور
تھا جمع کیا اُس کے چار فرزند تھے اور جو سب سے بڑا تھا۔ اُس کی عمر دس
برس کی تھی ابن زیاد معہ اپنے چار سو غلاموں کے اور ابن جارود معہ

اپنی اولاد کے ناقوں پر سوار ہوئے اور چاروں فرزند ابن زیاد کے گھوڑوں
پر سوار تھے اور پندرہ شخص مخصوصان ابن زیاد سے اس کے ہمراہ تھے ابن
زیاد نے سو چھر اور اولاغ اپنے ساتھ لیا اور اپنے تمام اموال نقدیہ کو صندوقوں
میں بند کر کے ان پر بار کیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا تھوڑے دن کے بعد
قاصد بصرہ سے کوفہ میں آیا اور خبر ابن زیاد کے دمشق جانے کی مع اہل و
عیال و خدام و اموال ہمراہی ابن جارود بجیاں کے چار ہزار پانسو شیعیان علی ابن
ابیطالب علیہ السلام جو قید سے رہا ہوئے تھے ان کو جب اس حال سے
اطلاع ہوئی۔ مسلح ہو کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور ابن زیاد کی تلاش
میں کوفہ سے نکلے اور شاہ راہ پر اُس کے منتظر تھے۔ عمر ابن جارود کا ایک
ایک فرزند سواد لشکر کو ایک فرسخ بلکہ زیادہ ایک فرسخ کے فاصلہ سے دیکھتا
تھا۔ اور پہچانتا تھا کہ یہ سواد لشکر کے گھوڑوں کا ہے یا اور کسی چیز کا جب
ابن زیاد اور اس کے ہمراہی قریب شاہ راہ کے پہونچے اُسی لڑکے نے بغور
تامل تمام اس لشکر کو دیکھا اور اپنے باپ سے کہا مجھکو غبار لشکر کا نظر آتا
ہے شاید یہ فوج کوفہ کی ہے اور ہماری تلاش میں آئی ہے معلوم ہوتا ہے
کوفہ میں خبر ابن زیاد کے بصرہ سے روانہ ہونیکی معلوم ہوئی۔ اور یہ لوگ
اس واسطے آئے ہیں کہ ابن زیاد کو بجبر و قہر ہم سے چھین لیں۔ عمر ابن جارود
نے جب یہ کلام اپنے فرزند کا سُنا ابن زیاد کی طرف متوجہ ہوا اور کہا راست
راست بیان کر تو کس لیے بصرہ سے روانہ ہوا۔ اور کیا سبب تھا جو اپنے
اہل و عیال و اموال کو اس سفر میں اپنے ہمراہ لایا۔ مجھکو اس حال سے
اطلاع دے۔ قبل اس کے کہ لشکر کوفہ سے مقابلہ ہو ابن زیاد نے کہا اے
ابن جارود یزید ابن معاویہ ہلاک ہوا۔ اور مجھکو خبر ملی کہ اہل کوفہ نے میرے
گھر کو لوٹا اور تمام خزانہ اور مال اور گھوڑے اپنے تصرف میں لائے اور قید
خانہ کے دروازہ کو توڑ کر جتنے شیعیان علی محبوس تھے ان کو رہا کیا ان لوگوں

کو خبر پہونچی ہوگی کہ میں بصرہ سے دمشق کو جاتا ہوں اور یقین ہے کہ
وہ لوگ ضرور میری تلاش میں آئے ہونگے - اور میں اُن سے نہایت خائف
ہوں - ابن جارود نے کہا اگر یہ خبر جو تونے بیان کی راست ہے تو تیری
رہائی سوائے اس تدبیر کے جسے میں بیان کرتا ہوں ممکن نہیں ہے ابن زیاد
نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے اس نے کہا تجھکو زیر شکنبہ شکم سے باندھوں اور
اُس ناقہ پر جھول ڈال کر جن ناقوں پر مال و اسباب بار ہے اُن کی قطار میں
اُس کو رکھوں کس لیے کہ وہ لوگ تجھکو کجاوہ ہودج میں تلاش کرینگے اور
مال و اسباب کی طرف متوجہ نہ ہونگے - اور قسم خدا کی اگر وہ لوگ تجھکو پائینگے
تیرے خون کو پی جائیں گے - اور ایک قطرہ تیرے خون کا زمین پر گرنے نہ دینگے
ابن زیاد نے کہا جو تدبیر تجھکو بہتر معلوم ہو مطابق اُس کے عمل کر - ابن جارود
نے ناقہ منگوایا ابن زیاد کو اس کے زیر شکم باندھا کہ ایک ایک مشک ہوا سے
بھری ہوئی چپ و راست اس کے باندھ اور کسی قدر پانی بھی ان میں رکھا
اور اس پر جھول اوڑھائی تا کہ کوئی چیز نظر نہ آوے اور وہاں سے روانہ
ہوئے - ایک ساعت نہ گذری تھی کہ لشکر کوفہ عقب سے پہونچا اور سردار
اُس لشکر کا سلیمان بن صرد خزاعی تھا اور یا لثارات الحسین کی ندا اُس
لشکر میں بلند تھی - ابن جارود نے ان سے کہا ذرا تامل کرو کس شخص سے
امام حسین علیہ السلام کے خون کا عوض طلب کرتے ہو جواب دیا عبید اللہ
ابن زیاد سے اور ہم کو خبر ملی ہے کہ تو اس دشمن خدا و رسول کو اپنے
ہمراہ لایا ہے تا کہ ملک شام میں پہونچا دے - ابن جارود نے کہا اس وقت
شب تاریک نہیں بلکہ روز روشن ہے اور نہ میں کسی دیوار کے نیچے چھپا ہوں
اور نہ کوئی حجاب درمیان میرے اور تمہارے ہے - ہم اور تم ایک صحرائے
وسیع بے آب و گیاہ میں کھڑے ہیں اور یہ کجاوے تمہارے روبرو حاضر
ہیں تلاش کرو اگر میرے ساتھ ہوگا تم کو ملیگا - ہر چند سبھوں نے تجسس و تلاش کیا

اُس کو نہ پایا۔ اُن لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید دوسرے راہ سے گیا ہے اور یہ
نہ معلوم تھا کہ شلم ناقہ سے بندھا ہوا ہے۔ سلیمان نے اپنے اصحاب سے کہا
جس نے مجھکو یہ خبر دی ہے ابن زیاد اولاد یزید کے پاس جاتا ہے وہ راست گو
ہے اور اُس کا قول دروغ نہیں اور رائے میری یہ ہے کہ ہم اُس سے پہلے
پہونچیں۔ اور کمین گاہ میں منتظر رہیں اگر وہ ملجائے آل محمد علیہ السلام کا انتقام
اُس سے لیں اور تمام دشمنانِ دین کو قتل کریں اور جن لوگوں نے جناب امام
حسین علیہ السلام کے قتل کرنے کے لئے بیعت کی تھی۔ ان سب کو ہلاک کریں
اور بنی اُمیہ سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں اہل لشکر نے جواب دیا۔ ہم سب تیرے
حکم کے مطیع اور ہر حال میں تیرے شریک ہیں۔ غرضیکہ لشکر سلیمان کا ابن جارود
کے پاس سے پھرے اور جب یہ لوگ اُن کی نظر سے غائب ہوئے ابن زیاد کو
شلم ناقہ سے کھول کر اُس کے ہودج میں بٹھایا۔ ابن زیاد نے ابن جارود کو
بیس ہزار دینار اِس مال میں سے جو اُس کے ہمراہ تھا عطا کیا۔ اور بیس دن
کے بعد دمشق پہونچا۔ اور اہل شام کو دیکھا عبداللہ ابن عمر کی بیعت کرنے پر
آمادہ ہیں ابن زیاد مروان کے پاس گیا اور کہہ دے (وہاں تو زندہ ہے اور
لوگ دوسرے شخص کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں اور اِس صورت میں بنی امیہ
کی دولت و حکومت منقطع ہوتی ہے اُس نے پوچھا تیری رائے اِس معاملہ
میں کیا ہے ابن زیاد نے کہا میری رائے یہ ہے اپنی قوم کو جمع کر اور یزید جو
تیرا ابن عم تھا۔ اُس کے خزانوں کو اہل لشکر کے انعام میں صرف کریں سب سے
اوّل تیری بیعت لونگا۔ اور تجھ کو خلیفہ و جانشین کرونگا۔ اور میں اپنے ساتھ
سو مرکب لایا ہوں۔ جن پر سونا اور چاندی بار ہے اُس کو لے اور اپنی فوج
میں تقسیم کر اور تمام اہل شام سے اپنی بیعت کی خواہش کر جب اہل شام تیری
بیعت کریں اس وقت لشکر جمع کر کے جانب عراق روانہ ہو اور میں بصرہ اور
کوفہ کی مہم کو انجام دونگا۔ اور دونوں جگہ تیرے نام کا خطبہ پڑھونگا الخ

کی اور لشکر ابن زیاد پر حملہ کیا اور میدان جنگ میں جو حق دلیری و جوانمردی
کو ادا کیا۔ اور اہلبیت اطہار کی نصرت پر کمر باندھی اور قتل ہونیکو
ذریعہ اپنی نجات کا جانا۔ صبح سے شام تک باہم جنگ کرتے رہے وقت
شام دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر پھرے۔ سلیمان کے لشکر سے ایک
ہزار پانسو آدمی بنا بر اختلاف روایات شہید ہوئے اور چھ ہزار پانسو آدمی ابن
زیاد کی فوج کے داخل جہنم ہوئے۔ اور مطابق دوسری روایت کے بارہ ہزار
مقتول ہوئے۔ اور اس رات سبھوں نے گھوڑوں کی پیٹھ کو خوابگاہ بنایا
جب صبح ہوئی۔ سلیمان کے موذن نے اذان دی۔ سلیمان اپنے اصحاب
کے ساتھ نماز صبح ادا کرکے سوار ہوا۔ اور سبھوں نے ابن زیاد کی فوج پر
حملہ کیا اور ان میں کوئی شخص ایسا نہ تھا۔ جو شہادت اور سعادت اخروی
کا خواہاں نہ رہا ہو صبح سے غروب آفتاب تک نہایت دلیری سے لڑتے
رہے دو ہزار پانسو آدمی ابن زیاد کے لشکر کے قتل ہوئے۔ اور باقی لشکر
اُس کا مقرور ہوا۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ بیس ہزار آدمی
کو قتل کیا مطابق دوسری روایت کے چالیس ہزار داخل دوزخ ہوئے
اور باقی فوج وہاں سے پھر کر ابن زیاد سے جو دو منزل کے فاصلہ پر
تھا ملے اُس فوج کی ہزیمت اس پر بہت شاق گذری اور کہا وائے
ہو تجھ پر کونسی بلا تم پر نازل ہوئی۔ اور کس مصیبت میں تم مبتلا ہوئے
واسے ہو تم پر تمہارے لشکر میں دس ہزار اور موافق دوسری روایت
کے لاکھ آدمی تھے۔ تمہارے مقابلہ کو چار ہزار پانسو آدمی آئے اور
تم کو شکست دی۔ اب ہمت اور میرے ہمراہ چلو غرضکہ وہ لوگ ابن زیاد کے
ساتھ روانہ ہوئے اس وقت ابن زیاد کے لشکر میں ایک لاکھ اور مطابق دوسری
روایت کے دو لاکھ ساٹھ ہزار سوار تھے۔ بہت جلد سلیمان کے لشکر کے مقابل
آیا۔ سلیمان نے جب اس فوج کو دیکھا تکبیر کہی اور اس کے اصحاب نے بھی

صدائے تکبیر کی بلند کی اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آواز دی کہ اے
طالبان خون امام حسین علیہ السلام لشکر ابن زیاد پر حملہ کرو القصہ اس
دن بھی تمام روز لڑتے رہے اور تین ہزار سوار سلیمان کے شہید ہوئے
جب اپنے مقام پر پھرے سلیمان کے پاس آکر سبھوں نے کہا اے امیر ہم سب
چار ہزار پانسو سوار تھے۔ ایک ہزار پانچسو باقی رہ گئے ہیں اگر صبح کو پھر لڑائی ہوگئی
ہم میں سے کوئی شخص زندہ باقی نہ رہیگا۔ کس لیئے کہ ابن زیاد کے ہمراہ ایک
لاکھ فوج ہے مناسب وقت یہ ہے کہ فرات سے عبور کرکے کوفہ کو روانہ ہوں
اور اہل کوفہ و عراق سے مدد طلب کریں اور بعد جمع ہونے فوج کے دشمنان
خدا و رسول سے مقابلہ کریں۔ سلیمان نے جواب دیا۔ خدا وہ دن نہ لائے
کہ ہم دشمنان خدا کے مقابلہ سے باز آئیں جب تک کہ ہماری مراد حاصل
نہ ہو تا ہم سب شہید نہ ہو جائیں۔ اگر تم میرے ہمراہ محض واسطے رضامندی
خدا و رسول اور طلب خون امام حسین علیہ السلام کے جنگ کرتے ہو
ثابت قدم رہو اور اگر یہ جنگ تمہارے واسطے خوشنودی خدا کی نہیں
ہے تو تم خوب جانتے ہو کہ میں دشمنان دین کے روبرو سے کبھی نہ ہٹونگا۔
سبھوں نے کہا ہم طالب دنیا نہیں ہیں اور سوائے رضا پروردگار و رسول
عالیمقدار کے اور کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتے اور ہم تیرے ہمراہ امام حسین
علیہ السلام کے خون کا عیوض طلب کرتے ہیں۔ ابو مخنف کہتا ہے جب صبح
ہوئی سلیمان بن صرد نے اپنے اصحاب باوفا کے ساتھ نماز صبح ادا کی بعد
اس کے سب نے اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر یکبار دشمنوں پر حملہ کیا۔ اور پندرہ
ہزار سے زیادہ ابن زیاد ملعون کے لشکر کو واصل جہنم کیا اسی طرح آٹھ دن
تک دلیری و جوانمردی سے جنگ کرتے رہے جب روز نہم کی صبح ہوئی
سلیمان کے لشکر میں ۷۵ پچھتر آدمی باقی رہ گئے تھے۔ اور سب زخمی
تھے۔ اور کسی کے جسم پر تلوار اور تیر کے بیس بیس زخموں سے کم نہ تھے۔

اور یہ لوگ سب روسائے شیعہ اور نام آوران عراق سے تھے۔ جس وقت آفتاب غروب ہوا۔ سلیمان کے پاس جمع ہوئے اور نہر فرات سے عبور کرکے گھوڑوں سے اترے اور بہ سبب محنت و مشقت جنگ و جدال اور کثرت زخموں کے طاقت بات کرنے اور کھڑے رہنے کی نہ تھی اور گھوڑے بھی بھوک اور پیاس سے قریب ہلاکت کے پہونچے تھے۔ غرضیکہ اس حال میں بھی یہ سب تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے۔ اور جناب رسول خدا اور اہلبیت اطہار پر درود و صلوۃ بھیجتے تھے۔ اور کلمہ شہادت زبان پر جاری تھا۔ اور دعا کرتے تھے۔ کہ خداوندا ہم کو ہمارے آقائے نامدار جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہونچا دے بعد اس کے بعض نے سلیمان سے کہا اے امیر تو خوب آگاہ ہے کہ ہم لوگ کس قدر تھے اور اب کتنے باقی رہ گئے ہیں اگر ہم کو پھر جانے کی اجازت دے تو تیری مدد کے واسطے لشکر جمع کریں۔ سلیمان نے جواب دیا اے قوم میں دشمنان دین کے مقابلہ سے نہ ہٹونگا۔ جب تک کہ اپنے پروردگار اور رسول مختار کی خدمت میں حاضر نہ ہوں۔ بعض نے یہ جواب سنکر سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ آخر شب کو سلیمان نے خواب میں ایک باغ دیکھا جس میں ہر قسم کے درخت میوہ دار موجود اور ہر طرف نہریں جاری ہیں اور اس باغ میں ایک قبہ طلائے سرخ کا ہے اور اس پر پردہ پڑا ہوا ہے جب قریب پردہ کے اور متصل دروازہ کے پہونچا دیکھا ایک عورت اس قبہ سے باہر نکلی سر پر اس کے ایک سندس سبز کا مقنعہ تھا اور جمال و فصاحت زبان میں بے نظیر اور عدیل تھی جسکے بسبب ان کے رعب و ہیبت کے قریب تھا۔ کہ میرے دل و جگر شق ہو جائیں اس بی بی نے ہنس کر کہا اے سلیمان خدا تیری سعی کی جزا دے۔ مبارک ہو تجھکو اور تیرے اصحاب بہشت میں ہمارے ساتھ رہینگے اور جو شخص بہ سبب ہماری محبت کے قتل ہوگا

ﻫ سلیمان کہتا ہے۔

وہ بھی جنت میں ہمارے ساتھ رہیگا۔ اور اسی طرح جو شخص ہماری مصیبتوں کو یاد کرکے غمگین و گریان ہوگا۔ سلیمان کہتا ہے میں نے عرض کی اے سیدہ آپ کون ہیں فرمایا میں ہوں خدیجہ کبریٰ اور یہ ہے میری دختر فاطمہ زہرا۔ اور اشارہ کیا جناب سیدہ علیہا السلام کی۔ دیکھا میں نے کہ وہ تمام باغ آپ کے نور سے منور ہے۔ پھر جناب خدیجہ کبرے علیہا السلام نے فرمایا کہ میری دختر فاطمہ زہرا تجھکو سلام کہتی ہے اور میرے دونوں فرزند حسن و حسین کہتے ہیں بشارت ہو تجھکو کل تو قریب زوال کے ہمارے پاس ہوگا۔ بعد اُس کے ایک کوزہ پانی سے بھرا ہوا مجھکو عنایت کیا اور فرمایا اس پانی کو اپنے جسم پر چھڑک جس وقت سلیمان بیدار ہوا دیکھا کہ وہ کوزہ اس کے سرہانے رکھا ہے اس کوزہ کے پانی سے غسل کرکے کوزہ کو اپنے پہلو میں رکھا اور لباس پہنا ناگاہ وہ کوزہ غائب ہوگیا متعجب ہوا۔ اور کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ اس کے اصحاب بہ سبب آواز تکبیر کے بیدار ہوئے۔ اور کیفیت پوچھی سلیمان نے تمام حال بیان کیا جب صبح ہوئی سلیمان اور اُس کے اصحاب گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ابن زیاد کے لشکر پر حملہ کیا۔ ظہر تک دشمنان دین سے جنگ کرتے کرتے آخر سب شہید ہوئے اور ابن زیاد ملعون نے اُن کے سروں کو نیزوں پر رکھکر مروان کے پاس بھیجا اور ایک خط بھی اُس کو لکھا جس میں اس لڑائی کی کیفیت مندرج تھی۔ بعد اس کے ابن زیاد کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ کوفہ میں جتنے شیعان آئمہ طاہرین علیہ السلام تھے ابن زیاد کے خوف سے پوشیدہ ہوئے ابو مخنف کہتا ہے اہل کوفہ ابن زیاد کے استقبال کے واسطے کوفہ سے باہر آئے۔ اور اُس کو اس فتح کی مبارکباد دی۔ ابن زیاد نے عبداللہ ابن مطیع کو حاکم کوفہ اور ایاس بن ارطاس کو سردار فوج مقرر کیا ۔

باب پانچواں

مختار کا خروج کرنا اور اہل کوفہ سے اپنی بیعت و اطاعت کا طالب ہونا

شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے مداینی سے روایت کی ہے کہ شب چہارشنبہ سولھویں ماہ ربیع الثانی سنہ ۶۶ ہجری کو مختار نے خروج کیا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی۔ اس شرط پر کہ مطابق کلام الٰہی اور سُنت حضرت رسالت پناہی کے عمل کریں اور انتقام خون جناب امام حسین علیہ السلام کا دشمنان دین سے لے اور شیعیان اہل بیت و ضعیفان امت سے شر اعدا کو دفع کرے اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا ہے۔ شعر

ولما دعا المختار جسا النصرۃ ٭ هلی الخیل تروی من کمیت واشقرا

دعا یالثارات الحسین فاقبلت ٭ تعادی بغرسات الہیاج تنشارا

یعنے مختار نے ہم کو طلب کیا واسطے اپنی بیعت کے اور ہم کمیت اور اشقر گھوڑوں پر سوار ہو کر حاضر ہوئے اور بولایا مختار نے طالبان خون امام حسین علیہ السلام کو پس ہم واسطے انتقام لینے اور جان نثاری کے آمادہ ہوئے۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے مختار نے عزم انتقام اور ارادہ جنگ دشمنان دین سے۔ جو کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا مکتوب اس کو اس بارہ میں پہونچا تھا۔ اور کیفیت مفصل اس کی یہ ہے۔ شعبی روایت کرتا ہے کہ میں ایک دن مختار کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک شخص بہیات مسافرانہ آیا۔ اور کہا السلام علیکم یا ولی اللہ اور ایک خط سربمہر مختار کو دیا۔ اور کہا یہ ایک

امانت ہے. جو امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے مجھکو دی تھی اور
فرمایا تھا کہ مختار کو دینا۔ مختار نے کہا تجھکو قسم دیتا ہوں خدائے یکتا کی
جو تونے بیان کیا ہے یہ راست ہے اُس نے اس قول کے راست ہونے
پر قسم کھائی مختار نے اس خط کو کھولا مرقوم تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم
السلام علیک اما بعد آگاہ ہو اے مختار بعد اس کے کہ تو تیس برس بادیۂ
ضلالت و غوایت میں سرگردان رہیگا خدائے تعالیٰ محبت ہماری اور
اہلبیت کی تجھکو عطا کریگا۔ اور تو ہمارے خون کا عوض دشمنان بے
ایمان اور اہل بغی و طغیان سے طلب کریگا۔ تجھکو لازم ہے کہ جو کچھ
تمام اس کام کو انجام دے اور کسی طرح پریشان خاطر نہ ہو۔ مختار جب
اس خط کے مضمون سے آگاہ ہوا نہایت قوی دل ہو کر دشمنان خاندان
رسالت کے قتل و قمع میں کوشش بلیغ کی جیسا کہ ابومویہ وارزمی نے
لکھا ہے کہ مختار نے اڑتالیس ہزار یا نسو چہل نفر اعدائے دین کو داخل
جہنم کیا۔ القصہ جب مختار کوفہ سے مکہ میں آیا۔ عبداللہ ابن زبیر سے ملاقات
میں مختار کی تعظیم و توقیر کی اور پوچھا اہل کوفہ کس حال میں ہیں جواب دیا ہم
مصرع اعلیٰ اعداء وفی العلانیۃ اولیاء یعنے وہ لوگ باطن میں دشمن
اور ظاہر میں دوست ہیں عبداللہ نے کوفیوں کی مذمت شروع کی مختار نے
عبداللہ ابن زبیر سے کہا اپنا ہاتھ بڑھا میں تیری بیعت کروں اس لیے
کہ صاحبان عقل و دانش تجھکو یزید ملعون سے زیادہ تر سزاوار خلافت اور
حکومت کا جانتے ہیں اور جب میں تیری متابعت کروں تمام امور مملکت
کے انجام و انصرام کو میرے سپرد کر تاکہ میں بزور شمشیر عراق عرب اور ملک
شام کو فتح کروں ابن زبیر نے کہا اس معاملہ میں ابھی تامل کرنا لازم ہے
مختار کو جب معلوم ہوا کہ عبداللہ ابن زبیر اپنے امور کو پوشیدہ رکھنا چاہتا
ہے غضبناک وہاں سے اُٹھا اور مکہ سے طائف کو گیا اور ایک سال وہاں

اپنے بنی اعمام میں رہا اور بعد جانے مختار کے عبداللہ ابن زبیر ہمیشہ مختار
کا حال دریافت کرتا تھا۔ مگر کسی نے اُس کا سراغ نہ بتلایا۔ بعد ایک
سال کے مختار مکہ میں آیا۔ اور مراسم طواف بجا لا کر مسجد الحرام میں بیٹھا ابن
زبیر نے اس کو دیکھا اور اپنے اصحاب سے کہا میری خواہش یہ ہے
کہ مختار میری بیعت کرے گا مجھکو گمان ہے کہ وہ اس امر میں ہمارا موافقت
نہ کریگا۔ عباس بن سہل انصاری نے کہا اگر اجازت ہو مختار کی نیت دریافت
کروں عبداللہ نے اجازت دی عباس مختار کے پاس گیا اور بعد پرسش
و تمہید مقدمات کے کہا اہالی شرق و سرداران عرب ابن زبیر کی بیعت
کر چکے اور تعجب ہے کہ تو نے ابھی تک بیعت نہ کی۔ مختار نے جواب دیا
میں ایک بار اس کے پاس گیا اور چاہا کہ اُس کی بیعت کروں اور اُس
کے مخالفوں کو بیان تا قتل کروں کہ کوئی شخص ان میں سے باقی نہ
رہے مگر اُس نے اپنے ارادوں کو مجھ سے پوشیدہ رکھا۔ اس لیے پھر اُس
کے پاس نہیں گیا تاکہ اس کو معلوم ہو کہ جس قدر اس کو میری احتیاج
ضرورت ہے مجھکو اس کی نہیں۔ عباس نے کہا اے ابو اسحٰق تو رستہ
گفتار نہ کر۔ تو نے بیعت کی گفتگو مجمع عام میں کی اور ابن زبیر کو منظور نہ
تھا کہ یہ راز فاش ہو اس سے ساقط رہا۔ اور ایسے امور کی گفتگو خلوت
و تنہائی میں کرنا چاہیئے تاکہ اغیار آگاہ نہ ہوں آج کی رات اُس سے
ملاقات کر تاکہ تم دونوں کے دونوں کا حال ایک دوسرے کو معلوم
ہو۔ مختار نے قبول کیا اور رات کو عباس اور مختار ابن زبیر کے پاس گئے
اُس نے مختار کی نہایت تعظیم و توقیر کی اور عذر کیا کہ قبل اس کے تو نے مجھ
سے بیعت کی گفتگو کی تھی۔ چونکہ اس وقت سکوت مناسب تھا اس لیے
میں نے جواب شافی نہیں دیا۔ اب جو کچھ تجھکو منظور ہے بیان کر تجھکو
اپنا دوست مخلص اور ناصح مشفق تصور کرتا ہوں۔ مختار نے کہا حول کلام

پریشانیٔ خاطر کا باعث ہوتا ہے خلاصہ مقصد یہ ہے کہ تو سرور و سردار
قوم ہے اور میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں کہ تیری بیعت و متابعت کروں
اس شرط پر کہ ہر روز میں صبح کے پہلے تیرے پاس آؤں اور شب کے بعد
جاؤں اور جب تو یزید پلید پر غالب آئے کوئی کام بغیر میری رائے اور مشورہ
کے انجام نہ دے۔ عبداللہ نے کہا بابا ابو اسحٰق میں تیری بیعت طلب کرتا ہوں تجھ
سے کتاب خدا اور سنت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر مختار نے
جواب دیا۔ اگر ایک غلام حبشی اس شرط پر مجھ سے بیعت چاہے ضرور بیعت
کرونگا۔ مختار جس شرط سے بیعت منظور کرنا چاہتا تھا۔ ابن زبیر کو اُس کے
قبول کرنے میں تامل تھا مگر عباس بن سہل انصاری نے اُس کو رضامند کیا
اور موافق خواہش و مرضی مختار کے عہد و پیمان ہوا۔ اور مختار بھی بیعت کرکے
اُس کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ جب عمرو ابن زبیر اپنے بھائی سے جنگ
کرنے کو جانب مکہ روانہ ہوا۔ مختار نے بہت کوشش کی اور بعد جنگ عظیم کے
عمرو ابن زبیر کو گرفتار کیا۔ اور جب حصین ابن نمیر نے مکہ کا محاصرہ کیا تھا مختار
نے نہایت دلیری و جوانمردی سے فوج شام کو پسپا کیا۔ بعد فوت ہونے یزید
پلید اور مراجعت لشکر شام کے حرم سے جب سلطنت ابن زبیر کو قوی
ہوئی اور ملک حجاز و کوفہ و بصرہ اُس کے قبضہ میں آیا مختار سے بے
التفاتی شروع کی اور اپنا وعدہ وفا نہ کیا۔ مختار ابن زبیر سے رنجیدہ ہوکر
اس پر خروج کرنیکا ارادہ مصمم کیا۔ اس اثنا میں ہانی بن جبہ ہمدانی کوفہ
سے واسطے ادائے مراسم عمرہ کے مکہ میں آیا۔ مختار نے اُس سے پوچھا۔
سلیمان ابن صرد خزاعی اور شیعیان جناب امام حسین علیہ السلام نے ابھی تک
خروج کیا یا نہیں اُنہوں نے جواب دیا اُن کا ارادہ تھا کہ جب لشکر جمع
ہو جاوے تو واسطے طلب خون جناب حسین علیہ السلام کے خروج کریں مختار
اس خبر کو سُنکر وقت شب مکہ سے نکل کر روانہ کوفہ ہوا۔ اثنائے راہ میں

ایک شخص کو اہل کوفہ سے دیکھا۔ جس کا نام سلمہ بن کریب تھا اُس سے پوچھا
کہ اہل کوفہ کس حال میں ہیں ابو سلمہ نے کہا مانند اوس گلہ گو سفند کی
ہیں جس کا چرواہا نہ ہو مختار نے تبسم کرکے کہا میں اُن کا چرواہا ہوں اور
نہایت رعایت اور سلوک ان کے ساتھ کرونگا۔ غرضیکہ سلمہ کو وداع
کرکے شب و روز طے مسافت کرتا تھا۔ جب قریب کوفہ کے آیا شہر کے
روبرو اپنے مرکب سے اتر کر غسل کیا اور لباس عمدہ و پاکیزہ پہنکر اور شمشیر
حمائل کرکے وقت چاشت شہر میں داخل ہوا اور جس مجمع اور گروہ کی طرف
گذر کرتا تھا کہتا تھا بشارت ہو تمکو خوش دلی اور فراغ بالی کی میں اُس کام
کے واسطے آیا ہوں جو موافق تمہاری طبیعت کے ہے اور میں غالب و مسلط
ہونگا گروہ فاسقین پر طلب کرونگا۔ عیوض خون اہلبیت اطہار علیہ السلام کو
لوگ باہم کہتے تھے یہ شخص مختار بن ابو عبیدہ ہے اور کسی امر عظیم کے انجام
دینے کو اِس طرف آیا ہے اور ہم کو امید ہے کہ بہ سبب اُس کے دشمنان
دین اور قاتلان جگر گوشہ سید المرسلین پر غالب ہوں اور مختار بمجرد پہونچنے
کے بیت اللہ میں جاکر توقف کیا۔ اور نماز ظہر و عصر وہاں ادا کرکے مسجد سے
نکلا اور منزل سلیم بن مسیب میں مقیم ہوا جب قادسیہ میں پہونچا۔ راہ کوفہ
سے پھر کر کربلا میں گیا۔ قبر منور جناب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی
اور بوسہ دیا۔ اور بہت رویا۔ اور بعد سلام کے عرض کی کہ اے سید و
مولا میری قسم ہے آپ کے جد و پدر و مادر و برادر کی اور قسم ہے آپکے
شیعہ و اہلبیت کی کھانا بامزہ نہ کھاؤنگا۔ اور پانی سرد نہ پیونگا۔ اور بستر
نرم پر خواب نہ کرونگا۔ جبتک کہ آپ کے خون ناحق کا انتقام نہ
لوں یا میں خود قتل نہ ہوں۔ بعد اس کے قبر مطہر سے وداع ہوکر سوار
ہوا۔ اور بعد طے مسافت کے وقت شب کوفہ میں آیا۔ اور خط حضرت
محمد بن حنفیہ کا جو بنام چالیس رئیسان کوفہ کی تھا خفیہ ان لوگوں کو دیا

اس وقت سلیمان بن صرد اپنے خروج کے فکر میں تھا۔ اور سامان و لشکر
جمع کرتا تھا جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا۔ جب مختار نے کوفہ میں بیعت
اپنے واسطے طلب کرنا شروع کیا عمر ابن سعد نے حاکم کوفہ عبد اللہ بن یزید
انصاری سے از روئے دوستی و نصیحت کی کہا کہ مختار اس شہر میں فتنہ
برپا کیا چاہتا ہے اور شیعیان اہلبیت اس کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں
اور میں اُس کے فساد سے خائف ہوں مصلحت وقت یہ ہے کہ اس کو حبس
میں قید رکھ تاکہ وہ باہر نکل نہ سکے۔ عبد اللہ بن یزید نے ابراہیم بن محمد بن
طلحہ کو اس کام کے انجام دینے کے لیئے روانہ کیا اور اس نے مختار کو زندان
میں محبوس کیا۔ اکثر رئیسان کوفہ دار الامارہ میں حاضر ہوئے۔ اور عبد اللہ
بن یزید سے عرض کی مختار شیعہ آل محمد ہے اور ہم سب ضامن ہوتے
ہیں کہ اُس سے کوئی کام خلاف تیری مرضی کے صادر نہ ہوگا۔ ہم لوگوں
کی خواہش یہ ہے کہ اُس کی رہائی کا حکم دیا جاوے عبد اللہ بن یزید نے
اس امر کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ وہ لوگ آزردہ خاطر اس کے پاس
سے اُٹھے۔ مختار پھر دوبارہ عبد اللہ ابن سے ملتجی ہوا اور اس سے خواہش
کی کہ ایک خط عبد اللہ ابن یزید اور ابراہیم بن محمد کو اُس کی رہائی کے واسطے
لکھے اور عبد اللہ ابن عمر نے موافق اُس کی خواہش کے ان دونوں کو خط
لکھا۔ مرزبانی نے کتاب شعرا میں لکھا ہے کہ مختار کا ایک غلام تھا جس
کا نام جبرئیل تھا۔ گاہ گاہ کہتا تھا کہ میں نے جبرئیل سے اس طرح سُنا اور
جبرئیل سے میں نے یہ کہا اعراب اہل بادیہ تصور کرتے تھے۔ کہ جبرئیل
اس پر نازل ہوتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتا ہے اس تدبیر سے اس
کو بہت غلبہ حاصل ہوا اور اُس کی قوت تقویت حق اور شکست باطل زیادہ
زیادہ ہوئے بعد شہادت سلیمان بن صرد کے اُس کے اصحاب جب پھر
کوفہ میں آئے مختار نے قید خانہ سے اُن کو اس مضمون کا رقعہ لکھا۔ اما بعد

حق تعالے تمہارے اجر کو زیادہ کرے اور اپنی رحمت وعنایت تم پر مبذول رکھے . . . . اور تمہارے گناہوں کو بخشدے

کس لیے کہ تم نے ظالموں اور سرکشوں سے راہ خدا میں جہاد کیا بعوض ہر درم کے جو تم نے اس کام میں صرف کیا اور بعوض ہر قدم کے جو تم نے اس راہ میں رکھا خدائے تعالے نے ایک ایک درجہ اور ایک ایک حسنہ تم کو عطا فرمایا۔ بشارت ہو تم کو جب وقت میرے خروج کا آئیگا۔ تمہارے تمام دشمنوں کو ہلاک کرونگا۔ اس وقت جو شخص ہدایت پائیگا رحمت خدا سے بہرہ مند ہوگا۔ اور جو شخص انکار کریگا لعنت ابدی میں گرفتار رہیگا والسلام یا اہل الہدے۔ جب مختار کا خط اُن کو پہونچا رو سائے قوم اس امر سے آگاہ ہوئے اور جواب اس کا یہ لکھا کہ ہم نے تیرا خط پڑھا تیری رضا مندی اور خوشنودی ہم کو منظور ہے اگر تیری خواہش ہو ہم تجھکو قیدخانہ سے نکالیں۔ مختار اس امر سے بہت خوش ہوا کہ مومنین اُس کی مدد پر آمادہ ویکدل ہیں ان کے پاس پیام بھیجا۔ کہ تم اس کام میں بیشقدمی مت کرو میں عنقریب رہا ہوتا ہوں اور ایک خط مختار نے عبداللہ بن عمر بن خطاب کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ میں محبوس اور مظلوم ہوں والیان کوفہ نے مجھپر افترا و بہتان کیا ہے تجھکو لازم ہے کہ ان دونوں ظالموں یعنے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد کو میری رہائی کے بارہ میں خط مرقوم کرو امید خدا سے یہ ہے کہ بسبب تیرے لطف واحسان کے نجات پاؤں والسلام علیک عبداللہ ابن عمر نے ان دونوں شخصوں کو اس مضمون کا خط لکھا۔ امابعد تم کو خوب معلوم ہے کہ مختار مجھ سے قرابت قریبہ رکھتا ہے اور مجھکو تم سے نہایت درجہ دوستی اور محبت ہے قسم دیتا ہوں تم کو کہ اس خط کے دیکھتے ہی اس کو قید خانہ سے رہا کرو والسلام علیکما ورحمۃ اللہ جب یہ خط اُن دونوں کے پاس پہونچا مختار سے ضامن طلب کیا اکثر اشراف کوفہ واسطے ضمانت کے آئے

مگر انھوں نے دس آدمیوں کی ضمانت قبول کی اور مختار سے قسم لی کہ ان پر
خروج نہ کرے اور اگر خروج کرے ہزار شتر یا گاؤ واسطے قربانی کے کعبہ میں
بھیجے اور جتنے غلام اس کے ہوں اُن سب کو آزاد کرے۔ مختار بعد ان
شروط کے رہا ہو کر اپنے گھر آیا۔ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ میں نے سنا مختار
کہتا تھا۔ خدا اُن کو ہلاک کرے عجب نادان و جاہل ہیں جانتے ہیں کہ میں
اپنی قسم پر قائم رہونگا جب کبھی کام میں خدا کی قسم کھاؤں اور اُس کے خلاف
کرنا بہتر ہو اُسے ہووے اس قسم سے درگذر کرنا اور اُس کا کفارہ دینا ممکن
ہے اور خروج کرنا میرا بہتر ہے۔ ان کے متعرض حال نہ ہونے سے اور دینا
ہزار گاؤ میرے نزدیک سنگریزے پھینکنے سے آسان زیادہ ہے اور ہزار شتر و
گاؤ کی قیمت کا کچھ خوف نہیں ہے باقی رہا غلاموں کا آزاد کرنا جب میں جناب
امام حسین علیہ السلام کے خون کا عوض لے لوں مجھکو منظور ہے کہ ایک
غلام بھی میرے پاس نہ رہے۔ الحاصل جب مختار اپنے گھر آیا ہر طرف سے شیعہ
[illegible] اس کی طرف آتے تھے یہاں تک کہ گروہ کثیر جمع ہوا۔ اور سب اُس
کی اطاعت پر آمادہ ہوئے۔ قیدخانہ میں بھی تھوڑے لوگوں نے اُس کی
بیعت کی تھی۔ روز بروز کثرت آدمیوں کی اور شوکت اُس کی زیادہ ہوتی
جاتی تھی اسی اثنا میں عبداللہ ابن زبیر نے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم
بن محمد کو حکومت سے معزول کر کے عبداللہ ابن مطیع کو حاکم کوفہ اور حارث
بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو والی بصرہ کو مقرر کیا۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے
کہ عبداللہ ابن مطیع جب کوفہ میں آیا۔ اہل کوفہ کو مسجد جامع میں جمع کر کے کہا امیر عبداللہ
ابن زبیر نے مجھکو واسطے انتظام شہر و تحصیل اموال دیوانی کے بھیجا ہے اور میں
مطابق تمہاری خواہش و رضامندی کے تم سے مال تحصیل کرونگا۔ اور میں تم
لوگوں میں موافق خصلت و عادات عمر بن خطاب و عثمان بن عفان کے بسر
کرونگا۔ لازم ہے کہ تم سب تقویٰ کو اپنا شعار کر کے مخالفت سے بر کنار رہو

اور اپنی قوم کے جاہل اور نادانوں کو حرکات ناشائستہ سے باز رکھو ایں
ہے کہ اگر اُن سے کوئی کار ناپسندیدہ وقوع میں آئیگا۔ اُس کی سزا پائیں
گے۔ اُس مجلس میں صائب بن مالک اشعری بھی موجود تھا۔ اُس نے کہا
اے امیر جو کچھ تو نے کہا ہم سب نے سُنا اور کسی شخص کو خصلت و عادات
میں عمر و عثمان کی کلام نہیں۔ لیکن منظور یہ ہے کہ تو ہم لوگوں میں مطابق
خصلت جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے بسر کر اور اگر
ایسا نہ کرے گا تو ہمارا حاکم ہو سکتا ہے نہ ہم تیری رعیت سب حاضرین
مجلس نے صائب کی رائے پسند کی اور کہا جو بات اس نے کہی کوئی بات
اس سے بہتر نہیں عبداللہ نے کہا ایہا الناس ساکت رہو اور خاطر جمع رکھو
میں تم سے موافق تمہاری خواہش و رضا کے سلوک کرونگا۔ بعد اُس کے
مسجد سے نکل کر دار الامارہ میں گیا ایاس بن مضارب عجلی جو عبداللہ بن مطیع
کی جانب سے کوتوال کوفہ کا تھا عبداللہ سے کہا جس شخص نے مسجد جامع
میں تیرے قول کو رد کیا۔ وہ سلسلے اصحاب مختار سے ہے اور جماعت کثیر نے
مختار کی بیعت کی ہے اور مجھکو خبر ملی ہے کہ مختار بہت جلد خروج کریگا بصلحت
وقت یہ ہے کہ اس وقت مختار کو طلب کر اور قید خانہ میں مقید رکھ جب تک
کہ تیری حکومت بخوبی قایم نہ ہو عبداللہ نے اُس کی نصیحت قبول کی اور زائدہ
بن قدامہ اور حسین بن عبداللہ ہمدانی کو واسطے بلانے مختار کے بھیجا ان دونو
نے اُس کے گھر جا کر کہا امیر عبداللہ ابن مطیع تم کو کسی امر میں مشورہ کرنے
کے واسطے طلب کرتا ہے مختار نے قبول کیا اور لباس پہنا تاکہ اُس کی خدمت میں
حاضر ہو زائدہ بن قدامہ نے یہ آیت پڑھی واذا یمکر بک الذین لیثبوک
یُخْرِجُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ مختار سمجھا کہ میرا نہ جانا بہتر ہے اپنے غلام سے کہا مجھ
پر چادر ڈال دے تپ لرزہ کی آمد معلوم ہوتی ہے بعد اس کے بستر پر لیٹا
اور اُن دونوں سے کہا اس وقت مجھ کو تپ تختہ ہے امیر سے عرض کرو

حاضر نہیں ہو سکتا زائدہ نے کہا میں تجھکو چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر حسین بن عبد اللہ
بھی راضی ہو تو قباحت نہیں مختار نے کہا اے حسین میرے نہ چلنے کا
سبب جیسا کہ تو جانتا ہے امیر سے عرض اور اُس کو میری جانب سے مطمئن
کر اور اس امر کو یقین تصور کر کہ یہ کام ایک دن تجھکو نفع دیگا۔ وہ دونو
مختار کے گھر سے باہر نکلے حسین بن عبد اللہ نے کہا میں مختار کے بیمار ہونے کا
سبب خوب جانتا ہوں مگر امیر سے بیان نہ کرونگا۔ اور مجھکو امید ہے کہ
اس راز کا پوشیدہ رکھنا میرے واسطے بہتر ہے۔ غرضیکہ زائدہ اور حسین
عبد اللہ بن مطیع کے پاس آئے اور کہا کہ مختار بہ سبب بیماری کے حاضر نہیں
ہو سکا۔ عبد اللہ نے اس امر کو راست تصور کر کے سکوت کیا جب مختار کو یقین
ہوا کہ ابن مطیع اُس کو گرفتار کرنا چاہتا ہے شیعان اہلبیت علیہم السلام کو جمع
کیا اور کہا کہ اب وقت ہمارے خروج کرنے اور دشمنان دین سے خون اہلبیت
اطہار کے انتقام لینے کا ہے تم سب آمادہ رہو ان لوگوں نے کہا کہ ہم بہتر
مطیع و فرمانبردار ہیں اور سامان خروج کے فراہم کرنے میں مصروف ہیں مطابق
دوسری روایت کے ان لوگوں نے جواب دیا۔ چند روز کی مہلت ہم کو ملے
تاکہ جو لوگ جابجا ہیں اُن کو جمع اور اپنی سلاح جنگ کو درست اور آراستہ
کریں ابو مخنف کا یہ قول ہے کہ جب سلیمان شہید ہوا۔ اور مختار کو اُس کی خبر
پہونچی مدینہ سے کوچ کر کے کوفہ میں آیا۔ اور ابراہیم بن مالک اشتر کے گھر
میں مقیم ہوا۔ ایک مہر مختی کی اُس کے پاس تھی۔ اس کو حضرت محمد بن حنفیہ
کی مہر کہتا تھا غرضیکہ مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر سے کہا خدا تجھ پر رحم کرے
یہ ہے مہر امام محمد بن حنفیہ کی اور انہوں نے مجھکو تیرے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا
ہے کہ اہل کوفہ کو جمع کر اور ان کے واسطے بیعت لی۔ اور مجھکو متولی اس کام
کا کیا ہے اور خود محمد بن حنفیہ ان روز دل بیمار ہیں اس لیے کہ کسی نے اُن
برادر بزرگوار جناب حسین علیہ السلام کو وہ بیراہن جو بنا ہوا حضرت داود علی

منساد علیہ السلام کا تھا ہدیہ بھیجا تھا جب حضرت نے اس کو پہنا ایک ضیق چار انگل طول میں زیادہ تھا۔ محمد بن حنفیہ نے جس قدر زیادہ تھا اپنے ہاتھوں سے چاک کیا اس لئے انگلیاں زخمی ہو گئیں اور پیپ اور لہو ان سے جاری رہتا تھا اور یہ سبب اسی عذر کے جناب امام حسین علیہ السلام کی ہمراہی سے محروم رہے کس سبب کہ ہاتھ میں تلوار لے سکتے تھے نہ نیزہ ابراہیم نے جب یہ کیفیت مختار سے سنی کہا اے برادر میں تیرے حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں اہل کوفہ کو جمع کر کے جو تو نے بیان کیا ہے ان سے کہتا ہوں اُس کا جواب تو خود سن لینا۔ ابراہیم نے دوسرے دن موافق وعدہ کے اہالیان کوفہ کو طلب کیا اور کہا ایہا الناس یہ مختار مدینہ منورہ سے آیا ہے اس کے پاس ایک مہر مٹی کی ہے اُس کو محمد بن حنفیہ کی مہر بتلاتا ہے اور اُن کا یہ حکم ہے کہ تم سب اُن کی بیعت کرو تمہاری مرضی اس بارہ میں کیا ہے۔ اُن سب نے کہا اے ابو اسحق مٹی کی مہر پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ ہم پچاس آدمی بزرگان کوفہ سے اس امر کے دریافت کرنے کو محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھیجتے ہیں اگر یہ امر صحیح ہے بسر وچشم اُن کی بیعت کرینگے اور ہم لوگ سب قتل ہونگے اور جناب امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لیں گے۔ ابراہیم نے اس رائے کو پسند کیا ابو مخنف کہتا ہے اہل کوفہ نے پچاس آدمی بزرگان کوفہ سے محمد بن حنفیہ کی خدمت میں روانہ کئے جب وہ لوگ مدینہ میں پہونچے اور بعد حصول اذن حاضر خدمت ہوئے سلام کیا اور کہا اے مولا ہمارے اے فرزند امیر المومنین علیہ السلام مختار ہمارے پاس آیا۔ اُس کے پاس ایک مہر مٹی کی ہے اُس کو آپ کی مہر بتاتا ہے اور لوگوں سے آپ کی بیعت طلب کرتا ہے تاکہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا عوض لے محمد بن حنفیہ نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے مہر مٹی کی یا اور کوئی چیز تمہارے پاس نہیں بھیجی۔ لیکن تم پر ہماری دوستی واجب ہے اگر تم کسی کافر ذمی یا مرد حبشی کو دیکھو کہ امام حسین علیہ السلام کے

خون کا عوض لینا چاہتا ہے تم کو اُس کی اعانت و مدد واجب ہے یہ میری
مہر موجود ہے اُس کو مختار کے پاس بھیجتا ہوں اور اُس کو تمہارا حاکم مقرر کرتا
ہوں تم کو اُس کی پیروی و مدد لازم ہے۔ اُن لوگوں نے عرض کی اے فرزند
امیر المومنین علیہ السلام اِس امر کو ہم نے بسر و چشم قبول کیا ہم کو خدا کی اطاعت
اور آپ کی فرمانبرداری لازم ہے جب یہ لوگ قادسیہ میں پہونچے مختار نے
سُنا کہ وہ لوگ مدینہ سے آتے ہیں اپنے غلام کو جس کا نام سطیح اور نہایت
دانشمند تھا بلایا۔ اور کہا قادسیہ جا اور حال دریافت کر اگر معلوم ہو کہ میں اُن
کا حاکم مقرر ہوا ہوں تجھکو آزاد کرونگا محض واسطے رضامندی خدا تعالےٰ
کے اور اگر کوئی چیز خلاف اُس کے دریافت ہو میرے پاس پھر نہ آنا۔ تو بہت
منحوس و نامبارک ہے وہ غلام بسرعت تمام قادسیہ پہونچا دیکھا کہ وہ لوگ ہم
قادسیہ سے مختار کی بیعت طلب کرتے ہیں۔ خوش خوش مختار کے پاس آیا
اور یہ خوش خبری مختار کو دی۔ مختار بہت خوش ہوا۔ اور اُس کو آزاد کیا تیسرے
دن وہ بزرگان کوفہ مختار کے پاس حاضر ہوئے۔ اور محمد بن حنفیہ کی مہر اُس کو
دی بعد اُس کے منادی نے ندا کی کہ تمام اہل کوفہ مختار کی اطاعت کریں۔
اور اُن سب نے اُس کی اطاعت قبول کی اور اُس کی مدد پر کمر باندھی ابن نما
علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ جب وہ پچاس آدمی محمد بن حنفیہ کی خدمت میں
پہونچے عرض کی ہم کو کچھ عرض کرنا ہے پوچھا مخفی یا علانیہ۔ عرض کی تخلیہ پر
عرض کیا چاہتے ہیں فرمایا توقف کرو بعد تھوڑی دیر کے خلوت میں
طلب کیا عبد اللہ بن شرح نے پہلے خدا کا حمد و سپاس ادا کیا اور کہا
خداوند تعالےٰ نے تم اہلبیت کو واسطے محاسن و فضائل کے مخصوص کیا
اور نبوت و رسالت کا شرف بخشا۔ اور اِس امت پر آپ کے حقوق بہت
عظیم رکھے اور آپ کو جناب امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے سے ایسا رنج
عظیم پہونچا۔ جس نے تمام اہل اسلام کو محزون و غمگین کیا ان روزوں مختار نے

آپ سے اذن حاصل ہو نیکا دعوے کرکے خروج کیا ہے اور ہم سے مطابق احکام کتاب خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واسطے انتقام لینے خون اہلبیت رسالت کے بیعت طلب کرتا ہے اور ہم نے اُس کی بیعت کی ہے اگر آپ اجازت دیں اُس کی پیروی کریں ورنہ اُس سے دور رہیں اور شخصوں نے بھی قریب قریب ایسی کلام کے عرض کیا۔ محمد بن حنفیہ نے حسب مراتب اہل بیعت کو اُن سے سُنا بعد لائے حمد خدا و درود حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمایا تم نے جو بیان کیا کہ ہم اہلبیت واسطے فضائل و کمالات کے مخصوص ہیں فَاِنَّ الْفَضْلَ لَهٗ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؕ اور جو رنج و غم ہم کو بہ سبب شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے ہوا ذکر اس کا قرآن میں موجود ہے اور دشمنان دین سے انتقام لینے کے بارے میں جو تم نے کہا اس امر کے واسطے تم خدمت میں علی ابن الحسین علیہا السلام کے جو میرے اور تمہارے امام ہیں حاضر ہو جب وہ لوگ امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ہمراہ محمد بن حنفیہ کے حاضر ہوئے محمد بن حنفیہ نے تمام حال آپ سے عرض کیا فرمایا اے عم اگر کوئی غلام حبشی مددگاری اور حمایت داری ہم اہلبیت کی کرے اُس کی رفاقت اور مدد تمام خلایق پر واجب و لازم ہوتی ہے میں تم کو اس امر میں مختار کرتا ہوں جیسا چاہو ویسا کرو۔ ان لوگوں نے امام علیہ السلام کا ارشاد سُنا اور رخصت ہوئے۔ باہم کہتے تھے کہ اب جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور محمد بن حنفیہ سے اذن حاصل ہو گیا مختار کو ان لوگوں کے محمد بن حنفیہ کے پاس جانیکی خبر معلوم ہو گئی تھی اور جاہتا تھا کہ قبل اُن کے پہونچنے کے خود بعض شیعان اہلبیت کے ہمراہ وہاں پہونچے مگر ممکن نہ ہو سکا اور مختار اپنے گوشہ سے کہتا تھا کہ تم میں سے کچھ لوگ میرے قول میں شک کرتے ہیں اور حیران و سرگردان ہیں اگر وہ لوگ غلط نہ کرینگے اور عقل اُن کی درست ہوگی ضرور میرے پاس آئینگے

حضرت مختار کا خروج

اور راہ راست کی جانب پھرینگے اور اگر اس صراط مستقیم سے منحرف ہوئے
زیان کار اور بے بہرہ رہیں گے الحاصل کہ جو لوگ محمد بن حنفیہ کی خدمت
میں گئے تھے مختار کے پاس آئے پوچھا کیا خبر لائے تم لوگ شک و شبہ میں
گرفتار تھے کہا اب ہم کو تیری مدد کرنیکا حکم ہوا ہے۔ مختار نے کہا میں ہوں
ابو اسحٰق شیعیان اہلبیت کو میرے پاس لاؤ۔ جو لوگ قرب و جوار میں رہتے
تھے حاضر ہوئے اُن سے کہا اکثر مومنین نے چاہا میرے قول کے صدق و کذب
کو دریافت کریں جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر
ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں جان نثار اور بھیجا ہوا حضرت کا ہوں
اور تم کو میری اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ بعد اس کے اپنی رفاقت
اور مدد کے ترغیب دی اور کہا کہ اس خبر کو جو حاضر ہیں۔ اُن لوگوں سے جو
یہاں موجود نہیں ہیں بیان کریں۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے کہ جس
شخص کو تھوڑی سی محبت بھی اہل بیت کی تھی مختار کے پاس آیا۔ اور بیعت
کی مگر ابراہیم بن مالک اشتر نے بیعت نہیں کی۔ مختار نے جب دیکھا کہ ابراہیم
کو اُس کی پیروی کی رغبت نہیں ہے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ ابن اشتر کے
بارہ میں کیا کہتے ہو سبھوں نے جواب دیا۔ وہ اپنی قوم کا سردار و بزرگ ہے
اُس کے گروہ کثیر اور شجاعت و دلیری اُس کی مشہور اور اُس کا قول اُس کی
قوم و قبیلہ میں نہایت معتبر اور اُس کا حسن اخلاق معروف و مذکور ہے۔ اگر
ہماری موافقت اختیار کریگا۔ ہمارا کام بخوبی تمام انجام پائیگا۔ مختار نے
کہا ہم میں سے جو لوگ انشمند اور تیز زبان ہیں اُس سے ملاقات کریں اور اس
معاملہ میں اُس سے مدد چاہیں اگر اُس نے قبول کیا بہتر ورنہ خود میں اُس کے
پاس جاؤنگا جب شیعوں نے مختار کے مافی الضمیر کو بہ نسبت ابراہیم بن
مالک اشتر کے بخوبی دریافت کیا بعض اہل علم و فضل مانند ابو عثمان ہندی
اور عامر شعبی وغیرہ کے ابراہیم کے پاس گئے ابراہیم نے بعد ادائے رسم

تعظیم و تکریم کے نہایت مہربانی سے پوچھا کہ جو حاجت تمہاری ہو بیان کرو جس
قدر مجھ سے ممکن ہو سکیگا۔ اُس میں کوشش کرونگا۔ یزید بن انس نخعی نے
جو فصاحت بیان اور فنون جنگ میں یکتائے روزگار تھا۔ کہا اے آبا
نعمان ہم لوگ اس واسطے آئے ہیں کہ جو معاملہ ان دنوں درپیش ہے اُس
کی اطلاع تجھکو دیں اگر اُس کو قبول کریگا۔ دنیا و آخرت میں اُس کا ثمرہ نیک تجھ
کو ملیگا۔ اور اگر قبول نہ کریگا۔ ہمارے ذمہ نصیحت کا بار باقی نہ رہیگا ابراہیم
نے کہا اُس کو بیان کرو یزید نے کہا اس شرط سے بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص
کو اس عمل سے اطلاع نہ ہو ابراہیم نے کہا جو لوگ دون ہمت ہوتے ہیں
افشائے رازان کا کام ہے تم اپنا مطلب بیان کرو۔ یزید بن انس نے کہا ہم
تجھکو واسطے عمل کرنے مطابق احکام کتاب خدا اور سنت جناب رسالتماب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عوض لینے خون اہلبیت اطہار علیہ السلام کے طلب
کرتے ہیں اور بہت سے تیرے برادران دینی نے اس امر پر اتفاق بھی کیا ہے
احمد بن سمیت اسمعیلی نے بھی ابراہیم سے اسی قسم کے کلمات کہے ابراہیم نے جواب
دیا اس امر کو قبول کرتا ہوں اس شرط پر کہ میں تم لوگوں کا حاکم و سردار رہوں یزید
بن انس نے کہا قسم ہے خدا کی تو حکومت و سرداری کا سزاوار ہے۔ لیکن مختار
بن ابو عبیدہ حضرت محمد بن حنفیہ کی طرف سے ہم لوگوں کا والی و حاکم مقرر
ہو کر آیا ہے اور ہم سب نے اس کی بیعت کی ہے اور بیعت کا توڑنا اہل وفا
سے محال ہے ابراہیم نے سکوت کیا وہ لوگ اُس کے گھر سے نکلے اور مختار کو
اس حال سے اطلاع دی مختار بعد تین دن کے چند شیعیان جناب علی بن
ابیطالب کو جو اُس کے معتبر تھے ہمراہ لیا۔ اور ابراہیم کے گھر جاکر اور اذن
حاصل کر کے اندر گیا۔ ابراہیم اور مختار ایک فرش پر بیٹھے۔ مختار نے بعد
تمہید و گفتگو بسیار کے ابراہیم سے کہا یا آبا نعمان میں اس شہر میں آج تک
کسی کے گھر نہیں گیا اور یہ امر تجھکو بھی معلوم ہے اور چونکہ تو اپنے قبیلہ کا سردار

ہے اور حضرت محمد بن حنفیہ نے ایک خط تیرے نام بھیجا ہے اس سے نے مجھکو
تکلیف دی۔ مہدی نے تجھکو حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ متفق ہو جناب امام
حسین علیہ السلام اور آپ کے بنی اعمام و شیعہ کے خون کا عیوض دشمنان دین
سے لے اگر مہدی کے قول پر عمل کریگا۔ نجات پاویگا۔ اور اگر انکار کریگا قیامت
میں اس کا جواب تجھکو دینا ہوگا۔ ابراہیم نے خط طلب کیا مختار نے اشارہ کیا
اور شعبی نے وہ خط اس کو دیا جب اس کو کھولا یہ لکھا تھا۔ یہ خط محمد مہدی بن علی
وصی رسول خدا کا ہے طرف ابراہیم بن مالک اشتر کے سلام علیک اما بعد میں نے
اپنے مختار اور وزیر اور امین کو جس کا نام مختار بن ابو عبیدہ ہے تیرے پاس بھیجا
ہے اور اس کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے دشمنوں سے لڑے اور میرے برادر
بزرگوار امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلبیت کے خون کا عیوض لے لازم ہے
کہ تو معہ اپنے قوم و قبیلہ کے اس کی اطاعت اور مدد کر اگر یہ سعادت تجھکو حاصل
ہوگئی جتنے شہر کوفہ سے شام تک فتح ہونگے۔ ان کا حاکم تو مقرر ہوگا۔ اور
مجھ پر تیرا بڑا احسان ہوگا۔ اور اگر اس سے انکار کریگا۔ دنیا و آخرت میں غائب
و خاسر رہیگا۔ ابراہیم نے جب اس خط کو پڑھا مختار سے کہا اے ابا اسحق اس
کا سبب کیا ہے کہ پیشتر جو خطوط محمد بن حنفیہ کے میرے پاس آتے تھے۔
ان میں فقط ان کا نام اور ان کے پدر بزرگوار کا نام رہتا تھا اور کبھی لقب مہدی
کا مندرج نہ ہوتا تھا۔ مختار نے جواب دیا۔ یہ قول تیرا راست ہے مگر وہ زمانہ
اور تھا۔ اور یہ زمانہ اور ہے ابراہیم نے پوچھا ہم کیونکر یقین کریں کہ یہ
خط ان کا لکھا ہوا ہے۔ مختار نے گواہوں کی طرف اشارہ کیا سوائے شعبی
کے جتنے لوگ اس مجلس میں موجود تھے۔ مختار کے صداقت قول کی گواہی دی
ابراہیم نے بعد گواہی دینے شیعوں کے مختار کو اپنا امیر و حاکم مقرر کیا اور
حکم دیا کہ ان گواہوں کے نام لکھے جائیں ابن نما علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بعد
گواہی دینے شیعوں کے ابراہیم نے مختار کو بالا دست بٹھایا۔ اور خود صدر

مجلس سے اُٹھ کر مختار کے زیر دست بیٹھا اور اُس کی بیعت کی اور شہد اور میوہ منگوایا اور سبھوں نے تناول کیا صاحب روضۃ الصفا لکھتا ہے جب ابراہیم نے مختار کی بیعت کی مختار خوش خوش اپنے اصحاب کے ساتھ گھر گیا دوسرے دن شعبی سے کہ تیری گواہی نہ دینے کا سبب کیا تھا شعبی نے سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ مختار نے کہا جن لوگوں نے گواہی دی شاہدان کے راست کہنے میں تم کو شک ہے شعبی نے کہا جتنے گواہ تھے سب رئیسان عراق اور بزرگان کوفہ سے ہیں اُن کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا۔ مختار نے تبسم کیا اور شعبی کو یقین ہوا کہ وہ خط مختار کا بنایا ہوا تھا مروی ہے کہ ابراہیم اشتر بعد بیعت کرنے کے ہر شب مختار کے پاس آتا۔ اور واسطے خروج کے مشورہ کرتا۔ آخر اُن دونوں کی رائے قرار پائی کہ شب پنجشنبہ چودھویں ماہ ربیع الاول سن ۶۶ کو خروج کر کے شہر کوفہ پر قابض ہوں ؀

چھٹا باب

مختار کا دشمنوں سے جنگ کرنا اور اس باب میں کئی فصلیں ہیں

فصل پہلی

جنگ کرنا مختار کا ابن مطیع اور اسکے اصحاب سے

ابو مخنف کہتا ہے کہ ابراہیم ہر روز سوار ہو کر مختار کے گھر جاتا تھا۔ اور اثنائے راہ میں ایاس کے گھر کے روبرو سے اُس کا گذر ہوتا تھا۔ اور ایاس ابراہیم کی طرف غضب سے نظر کرتا تھا۔ ایک دن ابراہیم سے کہا میں دیکھتا ہوں تو ہر روز مختار کے گھر جاتا ہے اُس دن سے ابراہیم دوسری راہ سے مختار کے

پاس جاتا تھا اور آیاس کا کچھ خوف اُس کے دل میں نہ تھا۔ آیاس ابراہیم کے گھر
آیا اور کہا تو اپنے گھر سے باہر نہ نکلا کر ابراہیم کو اُس کا کہنا برا معلوم ہوا۔ اور
مختار سے اُس کے قتل کرنے کی اجازت چاہی۔ مختار نے اجازت دی جب
صبح ہوئی ابراہیم سوار ہوا۔ اور آیاس کے گھر کے سامنے سے گذرا آیاس
اپنے چبوترے پر بیٹھا تھا۔ جب ابراہیم کو دیکھا کہا آیا میں نے تجھکو کئی بار
منع نہیں کیا ابراہیم نے کہا تو سچ کہتا ہے اور تیرا جواب یہ ہے یہ کہکر
تلوار میان سے نکالی اور آیاس کے سر پر ماری دو ٹکڑے ہو کر واصل جہنم
ہوا۔ بعد اُس کے ابراہیم نے آواز یالثارات الحسین کی بلند کی کوفہ میں
ہر طرف شور وغل برپا ہوا۔ ابن مطیع کو جب یہ خبر پہونچی اپنے گھوڑے پر سوار
ہوکر اور اپنے لشکر کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ ادہر مختار نے بھی خروج
کیا باہم لڑائی شروع ہوئی۔ ابن مطیع بھاگ کر دارالامارہ میں متحصن ہوا
دروازۂ قصر پر جنگ عظیم واقع ہوئی۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ اُس وقت
قوم مذحج مع اپنے رئیس اور دوسرے قبیلوں کے اکثر مختار کے شریک
ہوئے۔ اور ابن مطیع بھاگ کر اندر قصر کے گیا۔ اور مختار سے امان طلب کی
مختار نے اُس کو امان دی۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے ایاس بن مضارب
نے جو عبداللہ بن مطیع کی جانب سے کوفہ کا کوتوال تھا۔ عبداللہ سے عرض کی
کہ ابراہیم اور بہت سے اہل کوفہ نے مختار کی بیعت کی ہے اور بہت جلد
فتنہ عظیم برپا ہونے والا ہے۔ لازم ہے کہ امیر ان لوگوں کے باب میں کوئی فکر
معقول کرے ابن مطیع نے اپنے امرا اور سرہنگوں کو بلا کر کوفہ کے محلے اُن
کے سپرد کیئے اور کہا شام سے صبح تک حفاظت و نگاہ بانی میں مصروف رہو
اور جس شخص کو اہل فساد سے دیکھو قتل کرو اور ایاس بن مضارب کو
حکم دیا کہ سو آدمی مسلح اپنے ساتھ لے کر ہر شب کوچہ و بازار کے گرد پھرے
اور مراسم حفاظت و ہوشیاری لشکر بجا لاوے۔ مطابق روایت مرزبانی

کے ایاس بن مضارب عبدالله بن مطیع امیر کوفہ کا سردار لشکر تھا۔ اُس کو مختار بن
کے خروج کی خبر دی اور سامان جنگ کے جمع کرنے کا مشورہ دیکر خود ہمراہ محافظا
واسطے محافظت کوفہ کے نکلا اور اپنے فرزند راشد نام کو کناسہ کی طرف
روانہ کیا تاکہ شہر کو اہل فتنہ و فساد کے شر سے محفوظ رکھیں۔ ابراہیم
بعد مغرب کے مختار کے پاس گیا اور کچھ لوگ مسلح اُس کے ہمراہ تھے۔ اور قبا
کے نیچے زرہیں پہنی ہوئی تھیں اور لشکر ابن مطیع نے دار و قصر دار الامارہ
کا احاطہ کیا تھا ایاس نے اصحاب ابراہیم کو مسلح دیکھا۔ ابراہیم سے کہا یہ کیسی
جمعیت ہے تیرا حال خطرناک معلوم ہوتا ہے اور تیری وضع سے شک پیدا
ہوتا ہے میں تجھکو نہیں چھوڑ ونگا جب تک کہ تو میرے ساتھ چلکر ابن مطیع
کا مطیع و فرمانبردار نہ ہو۔ ابراہیم نے اس امر سے انکار کیا باہم نزع شروع
ہوئی۔ ایاس کے ہمراہ ایک شخص قبیلہ ہمدان کا ابوقطن نامی تھا۔ ابراہیم
نے اُس کو طلب کیا وہ سمجھا کہ اپنی سفارش کے لئے بلاتا ہے۔ جب قریب
آیا ابراہیم نے نیزہ بلند جو اُس کے ہاتھ میں تھا چھین کر ایاس کے حلق پر
مارا۔ وہ زمین پر گر پڑا۔ حکم دیا کہ اس کے سر کو کاٹ ڈالیں ایاس کے
ہمراہی بھاگے۔ ابراہیم مختار کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی مختار خوش
ہوا۔ اور یہاں فتح سے شگون فتح و ظفر کا حاصل کیا۔ صاحب روضۃ الصفا
کہتا ہے جب ابراہیم نے نیزہ ایاس کے سینہ پر مارا۔ اُس کے ہمراہی بھاگے
اور ابراہیم ایاس کو اپنے ساتھ مختار کے پاس لے گیا۔ اور کہا اگرچہ یہ امر مقرر ہوا تھا
بلکہ فلاں شب کو خروج کریں مگر اب ایسا معاملہ پیش آیا ہے کہ توقف ممکن نہیں۔
ابن نما علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اُس وقت مختار نے حکم دیا کہ مشعلیں ہر طرف
روشن ہوں اور آواز یا لثارات الحسین کی بلند ہوئی۔ مختار نے زرہ پہنی
اور ہتھیار لگائے۔ اور کہا قد علمت بیضاء حسناء الطلل۔ واضحۃ الخدین
عجزاء الکفل۔ انی غداۃ الروع مقدام بطل۔ لا عاجز فیہا ولا وغد فشل ؎

۴ اور خود بازار میں آکر ٹھیرا۔ اور ابن مطیع نے کوفہ میں ہر طرف پاسبانوں کو روانہ کیا۔

حاصل معنے یہ ہے کہ معشوقہ میری جانتی ہے کہ مجھسے ہنگام رزم کیسی شجاعت
وجرات ظاہر ہوتی ہے اور میں عاجز و فرومایہ و ناکس نہیں ہوں۔ غرضکہ ہر طرف
سے لوگ گروہ گروہ مختار کے پاس چلے آتے تھے۔ اسی اثنا میں عبداللہ
بن حُر جعفی اپنے انصار کو ساتھ لے کر آیا۔ اور لڑائی شروع ہوئی بہت سے
ملعون قتل ہوئے۔ اور باقی جانب بازار و صحرا بھاگے۔ اور اُن کے دلوں
پر ابراہیم کا رعب غالب ہوا۔ اور ہر طرف کوچوں میں متفرق ہو گئے۔ ابن
مطیع نے شیث ابن ربعی کو واسطے جنگ کے حکم دیا۔ مختار کو جب یہ خبر پہونچی
اپنے اصحاب مددگاروں کو ہمراہ لے کر نکلا اور دیر ہند میں جو متصل باغ زائدہ
کے سنجہ میں ہے نزول کیا اور ابو عثمان ہندی نے اور مومنین کو ہمراہ لے کر
کوفہ میں ندا کی کہ اے طلب کرنے والو خون امام حسین کے یا منصور امت
کے ہمراہ اور یہ وہ کلمہ ہے جس کو اپنی اصطلاح میں واسطے شناخت آپس کے ایک دوسرے
کے مقرر کیا تھا۔ بعد اس کے آواز دی کہ اے مردان ہدایت یافتہ آگاہ ہو کہ
امین و موتمن آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خروج کیا اور دیر ہند میں
مقیم ہے اور مجھکو اس واسطے بھیجا ہے کہ یہ خوشخبری پہنچاؤں اور تم کو واسطے
نصرت کے طلب کروں اپنے گھروں سے نکلو اور اُس کی خدمت میں حاضر
ہو خدا تم پر رحم کرے الحاصل ہر طرف سے گروہ گروہ اور جوق جوق غازی و
مجاہد نکلے اور میں سنے واسطے بیان اپنے محرومی کے سعادت و ملازمت سے
اُن کے اور اظہار اس تمنا کے کہ کاش اُس وقت موجود ہوتا اور مختار کے ہمراہیوں
میں محسوب ہو کر شیعیان ان جناب امام حسین علیہ السلام میں داخل ہوتا
اور سعادت سرمدی اور نجات ابدی حاصل کرتا یہ چند شعر کہے شعر

ولما دعا المختار للثار اقبلت — کتائب من اشیاع آل محمد
وقد لبسوا فوق الدروع قلوبهم — وخاضوا بحار الموت في كل مشهد
هم نصروا سبط النبي ورهطه — ودانوا باخذ الثار من كل ملحد

فغاز والجنات النعیم وطیبها　وذالک خیر من لجین وعسجد

ولو انني یوم الهیاج لدی الوغی　لاعملت حد المشرفی المهند

فوا اسفا اد لم اکن من حماته　فاقتل فیهم کل باغ ومعتد

یعنے جس وقت کہ مختار نے مومنین کو واسطے انتقام لینے خون اہلبیت رسالت کی طلب کیا شیعان و موالیان اہلبیت کے کئی لشکر جمع ہوکر آئے۔ درحالیکہ انھوں نے اپنے دلوں کو زرہ کے اوپر رکھا تھا اور دریائے شہادت پر غوطہ لگایا اور سبط رسول مختار اور انصار عترت اطہار کی مدد کی اور واسطے انتقام لینے خون امام حسین علیہ السلام کے مہر محمد یدا نجام سے بہ رضا و رغبت کمر باندھ کر روضۂ رضوان میں داخل ہوئے۔ اور فی الواقع رند و نعیم کی اسالیش جناب نعیم کے روبرو کیا قدر و منزلت ہے اگر میں اس لڑائی کے وقت حاضر ہوتا دشمنوں کو کس کس آبدار تلواروں سے قتل کرتا افسوس ہے کہ ان مقربان خدا کی نصرت اور مدد کرنیوالوں میں داخل نہ ہوا تاکہ باغیوں کو ہلاک کرتا صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے ابھی اثنا رہیں موید بن عبدالرحمن لشکر کثیر کے ساتھ مختار سے لڑنے آیا۔ ابراہیم نے مختار سے عرض کی کہ تو اپنے مقام پر قایم رہ اور دشمنوں سے جنگ کرنا مجھ پر محول رکھ مختار نے قبول کیا ابراہیم نے اپنے بنی اعمام اور تابعین کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اترو تم زیادہ تر فتح و نصرت کے مستحق اور سزاوار ہو ان فاسقوں سے جنھوں نے اولاد پیغمبر کا خون کیا ہے سب لوگ پیادہ ہوکر لڑینگے۔ ابراہیم نے معہ اپنے اصحاب کے تکبیر کہی اور اس لشکر پر حملہ کیا دشمنان دین مغلوب ہوئے۔ اور اپنی زندگی غنیمت جان کر کوفہ کے محلوں میں پراگندہ و متفرق ہوگئے۔ ایسے وقت میں ابوعثمان ہندی نے بھی خروج کرکے باواز بلند ندا کی یا الثارات الحسین بن علی علیہ السلام الیٰ الیٰ ایھا الحی المهتدون۔ یعنے اے گروہ ہدایت یافتہ واسطے طلب کرنے عوض خون جناب امام حسین علیہ السلام کے میری طرف آؤ اطراف

دجوانب سے شیعہ اُس کے پاس آگئے اور لشکریان ابن مطیع کے ایک گروہ سے
لڑائی شروع ہوئی - اُس رات کو صبح تک دونوں فریق میں لڑائی ہوتی رہی
جب صبح ہوئی مختار مع شیعیان اہلبیت کے کوفہ سے باہر نکل کر قریب دیر ہند کے
نزول کیا - بعضی کتب تواریخ میں مذکور ہے جب ابراہیم بن مالک اشتر نے
ایاس بن مضارب کو توال کوفہ کا سر مختار کے پاس لایا - مختار زرہ پہنکر
اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے دروازہ پر کھڑا رہا - اور مختار نے اپنے شیعوں
کو سمجھا دیا تھا تم سب جنگ کے ہتھیار اور سواری آمادہ و طیار رکھو جب علامت
واشارہ ہمارا یعنے آواز یالثارات الحسین کے سنو گھروں سے باہر نکل کر دار
الامارہ کی طرف آؤ تاکہ اُس پر قابض ہو کر جس شخص کو وہاں پائیں قتل کریں
غرضیکہ مختار مختار اوس رات کو بارادہ خروج اپنے دروازہ پر کھڑا رہا - اور
لوگوں کو بھیجا تاکہ شیعوں کو اُس علامت سے ندا کریں اہل کوفہ دو دو ایک
ایک اپنے گھروں سے نکل کر دارالامارہ کی طرف چلتے تھے - ابراہیم
نے مختار سے کہا یہ امر بہتر نہیں ہے مختار نے سبب اس کا پوچھا کہا کہ
ابن مطیع نے ہر محلہ میں لوگوں کو واسطے نگاہبانی کے مقرر کیا ہے جب شیعہ گھروں
سے باہر نکلیں گے یہ لوگ گرفتار کرینگے - اب مصلحت یہ ہے کہ میں اپنے گروہ کو
ساتھ لے کر محلوں میں گشت کروں اور لوگوں کو واسطے خروج کے ترغیب دوں
جو شخص آکر مجھ سے ملیگا اُس کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی - اور جب تک میں
مراجعت نہ کروں تو اسی مقام پر ٹھیرا رہ مختار نے اجازت جانیکی دی اور تاکید
کی کہ بے ضرورت جنگ نہ کرنا - ابراہیم روانہ ہوا - کوفہ کی گلیوں میں پھرتا
تھا - اور لوگوں کو اپنی مدد کے واسطے طلب کرتا تھا - جب محلہ زحر بن قیس میں
پہونچا - زحر نے سو مسلح سواروں کو ساتھ لے کر ابراہیم پر حملہ کیا - ابراہیم بھی لڑنے
جنگ ہوا - کچھ لوگ دونوں طرف کے کام آئے - آخر کو زحر عاجز ہوا - اور اُس
کے ہمراہی بھاگے - ابراہیم نے اپنے لشکر سے کہا یہ وقت شب ہے جو لوگ

بھاگ گئے ہیں اُن کا تعاقب نہ کرو۔ ابراہیم وہاں سے محلہ سوید بن عبدالرحمن میں گیا سوید اس سے لڑا اور قتل ہوا۔ غرضیکہ ابراہیم کوفہ کے محلوں میں پھرتا تھا اور شیعوں کو ندا کرتا تھا اور لوگ۔ اپنے گھروں سے نکل کر اُس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے جب ابن مطیع کے مطیعوں نے اس ندا کو جو خاص علامت شیعوں کی تھی سنا اُن کو یقین ہوا کہ مختار نے خروج کیا اس امر کی تحقیق کر کر دارالامارہ میں گئے۔ اور ابن مطیع سے عرض کی کہ مختار نے فتنہ عظیم برپا کیا لشکر کثیر کے ساتھ اپنے دروازہ پر کھڑا ہے اور ابراہیم کو کوفہ کے محلوں میں بھیجا ہے تاکہ لوگوں کو جمع کرے اب بہتر یہ ہے کہ کچھ لوگوں کو محلوں کی نگاہبانی کے واسطے مقرر کر اور لشکر جرار مختار سے جنگ کرنے کے لیے بھیج۔ اور جب تک صبح نہ ہو تو خود دروازہ قصر پر توقف کر عبداللہ نے مطابق اُن کے کہنے کے عمل کیا اور قریب بیس ہزار آدمیوں کے اُس رات کو اُس کے پاس جمع ہوئے۔ جتنے نامی پہلوان اور مشہور و معروف شجاع و دلیر تھے۔ اور روز مصاف کو شب زفاف جانتے تھے۔ اُن کو مختار کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اس اثنا میں ابراہیم کے اصحاب نے اُس سے کہا اگر اجازت ہو دارالامارہ جائیں اور ابن مطیع کی طرف سے فراغت حاصل کریں۔ ابراہیم نے کہا پہلے مختار کے گھر جانا چاہیے اور اس کا حال دریافت کرنا چاہیے کہ کس کام میں مصروف ہے جب ابراہیم مختار کے گھر کے قریب پہونچا دیکھا کہ دشمنان دین اوس سے جنگ کر رہے ہیں تلوار میان سے کھینچ کر عقب سے اونپر حملہ کیا اور ان کو شکست دی اور متفرق کر دیا اور وہ رات نہایت خوفناک رات تھی۔ صبح تک کئی جگہ سخت لڑائیاں واقع ہوئیں۔ جب صبح ہوئی مختار کو معلوم ہوا کہ اس کے مقابلہ کے واسطے لشکر کثیر ابن مطیع کے پاس جمع ہو گیا ہے۔ اس لیے شہر کوفہ سے نکل کر نواحی دیر ہند میں قیام کیا ابو مخنف کہتا ہے کہ حمید بن مسلم اور نعمان بن ابی جعدہ سے مروی ہے کہ جب وہ رات ختم ہوگئی اور وقت

نماز صبح کا ہوا۔ مختار نے امامت کی رکعت اول میں سورہ والنازعات اور
دوسری رکعت میں سورہ عبس کو ایسی لہجے سے پڑھا کہ میں نے کبھی کسی امیر
قوم سے وقت امامت جماعت مثل اوس کے نہ سُنا تھا۔ بعد ادائے فریضۂ
صبح کے مختار نے اپنے اہل لشکر کا شمار کیا منجملہ اُن بارہ ہزار کے جنھوں
نے بیعت کی تھی۔ تین ہزار تین سو چاسی زیادہ لشکر میں حاضر نہ تھے
مختار اہل کوفہ کی بیوفائی پر متعجب اور افسوس کیا اور نہایت متفکر ہوا۔ جب
ابن مطیع کو معلوم ہوا کہ مختار دیر ہند میں ہے اپنے لشکر کو مرتب کیا اور ہر
ایک فوج کو ایک امیر کے ساتھ اوس کے مقابلہ کو بھیجا تفصیل اس کی یہ ہے
شیث بن ربیع کے ساتھ چار ہزار۔ راشد بن ایاس کے ہمراہ تین ہزار حجاز
بن الجبر کے ساتھ تین ہزار۔ غضاب بن قبعثری کے ہمراہ تین ہزار شمر ذی
الجوشن کے ساتھ تین ہزار عکرمہ بن ربعی اور شداد بن منظر اور عبدالرحمن بن
سوید کے ساتھ تین ہزار لشکر روانہ کیا اس وقت کسی شخص نے قوم بنی حنیفہ
سے مختار کو خبر دی کہ گروہ گروہ فوج اور لشکر آمادہ مرگ ہو کر تیرے مقابلہ
کو آرہے ہیں مختار نے جواب دیا۔ اے برادر خدا تعالےٰ اُن کو پسپا کریگا
جب دونو لشکروں کا مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی۔ ابراہیم بن مالک
اشتر اور عبداللہ حر اور مختار نے دلیری و شجاعت کی دادی اور پے ہم حملے کئے
چاشت کیوقت عبداللہ ابن مطیع کی فوج بھاگی اور شہر کی جانب روانہ ہوئے
مختار نے انکا تعاقب کیا مخالفوں نے راستہ گلیوں کا روکا اور دوبارہ لڑائی
شروع ہوئی۔ ابراہیم کے بھائی سائب بن مالک اشتر کی ترغیب سے لشکر مختار
رکا پیادہ ہوا جنگ کرنے لگا کشتوں کے پشتے ہوگئے۔ اور محلوں میں
کسی شخص کو آمد شد کی مجال نہ تھی۔ عورتوں اور پیر مردوں نے کوٹھوں پر
سے فریاد کی یا ابا اسحق اللہ فی الحرم مختار نے کہا تم اپنے گھروں سے باہر نکلو
مجھ سے کسی طرح کی اذیت تم کو نہ پہونچے گی اور مجھکو خداے تعالےٰ نے فاسقو

پر اور قاسطین کی اولاد پر مسلط کیا ہے ہنگام جنگ ابراہیم باواز بلند کہتا تھا میں ہوں ابراہیم بیٹا مالک اشتر کا میں ہوں از دہائے نر اور لشکر کے دل کو بڑھاتا تھا۔ اور سمجھاتا تھا کہ دشمنوں کی کثرت سے نہ ڈرو اور صبر و تحمل کرو کہ فتح بے صبر کے حاصل نہیں ہوتی۔ آخر الامر مختار اور ابراہیم کے حملوں سے عبداللہ ابن مطیع ہمراہ بعض رئیسان کوفہ و خواص علما کے دارالامارہ میں آکر متحصن ہوا۔ اور مختار کے لشکر نے اطراف و جوانب سے قصر کا محاصرہ کیا۔ ابن نما علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مختار نے جب غلغلہ فوج کا درمیان قوم بنی سلیم اور کوچہ بُرید کے سُنا خبر منگوائی معلوم ہوا کہ شیث بن ربعی بہت سے سواروں کو ساتھ لے کر واسطے مقابلہ کے آیا ہے اسی اثنا میں سعر بن ابی سعر حنفی جو پیروان مختار سے تھا مراد کی جانب سے سوار ہو کر پہونچا اور راشد بن ایاس سے مقابلہ ہوا۔ مختار کو اپنے حال کی خبر دی۔ مختار نے ابراہیم کو نو سوار اور چھ سو پیادہ اور نعیم بن ہبیرہ کو تین سو سوار اور چھ سو پیادہ کے ساتھ روانہ کیا اور یزید بن انس کو نو سو آدمیوں کے ساتھ مسجد شیث کی جانب بھیجا ان لوگوں نے دشمنوں سے مقابلہ کر کے اُن کو پسپا کیا اور بہت سے لوگ فریقین کے مقتول ہوئے اور نعیم بن ہبیرہ بھی شہید ہوا۔ ابراہیم معہ اپنے اصحاب کے راشد بن ایاس کے مقابل ہوا۔ اس کے ساتھ چار ہزار سوار تھے۔ ابراہیم نے اپنی فوج سے کہا اُن کی کثرت سے خوف نہ کرو اکثر اوقات تھوڑی سی فوج خدا کے حکم سے بڑے لشکر پر غالب آتی ہے اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ غرضیکہ لڑائی شروع ہوئی۔ خزیمہ بن نصر عبسی راشد کے قریب پہونچا۔ اور حملہ کر کے ایک نیزہ اُس پر مارا۔ فی الفور واصل جہنم کیا اور باواز بلند کہا قسم ہے خدائے کعبہ کی میں نے راشد کو قتل کیا۔ اس آواز کے سنتے ہی اس کے ہمراہی بھاگے اور ناصران دین و طالبان خون جگر گوشہ سید المرسلین نے نہایت خوشحال ہو کر کوفہ کے سواروں پر حملہ کیا۔ اور شمشیر آبدار سے عجائب

کثیر کو قتل کیا۔ باقیماندہ بھاگ کر مسجد اور کوچہ و بازار میں چھپے اور ابن مطیع کے
قصر کا تین دن تک محاصرہ کیا ....
... مختار بعد اس واقعہ کے بازار کی طرف آیا۔ اور ابراہیم کو اس محاصرہ کے واسطے
چھوڑا۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتا ہے کہ جب نعیم بن ہبیرہ شیث بن ربعی کے
ہاتھ سے شہید ہوا۔ اوس کے ہمراہی مراجعت کرکے مختار کے پاس آئے۔ مختار
اور اُس کا لشکر ابن ہبیرہ کے شہید ہونے سے دل شکستہ ہوئے۔ شیث فوراً
اُن لوگوں کا تعاقب کرکے دیر ہند میں پہونچا مختار نے اپنی فوج سے کہا لڑائی میں
سستی نہ کرو اگر خدا نخواستہ یہ لوگ ہم پر غالب ہونگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے
اثنائے جنگ میں مختار کو خبر لگی کہ ابراہیم دشمنوں پر غالب آیا اور اُن کو شکست
دی مختار قوی دل ہوا۔ باواز بلند تکبیر کہی اور تلوار سے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کیا
اور ابراہیم کو پیام بھیجا کہ جو فوج تیرے مقابلہ سے بھاگی ہے اُس کا تعاقب نہ کر اور
میرے پاس آ مجھکو تیری ضرورت ہے۔ ابراہیم نے جب راشد کو قتل کیا۔ اور
سپاہ اُس کی بھاگی شیث بن ربعی کی طرف روانہ ہوا۔ شیث بھی تھوڑی
دیر جنگ کرکے پسپا ہوا۔ عبداللہ ابن مطیع کو جب راشد کے قتل ہونے اور شیث
کے بھاگنے کی خبر ملی نہایت متردد اور متحیر اور پریشان خاطر ہوا۔ عمر بن الحجاج
نے کہا ہے اے امیر پریشان خاطر مت ہو تیری سپاہ مختار کے لشکر سے بہت
زیادہ ہے اور اُس کے ہمراہی اراذل و اہل غوغا ہیں کسی کو اپنے سرہنگوں میں
سے فوج آزمودہ کار ہمراہ کرکے مختار کے مقابلہ کے واسطے بھیج تاکہ وہ مختار کو
ہلاک کرے عبداللہ بن مطیع نے یزید بن حارث کو ان تیر اندازوں کی فوج کے
ساتھ جنکا تیر شب تاریک میں خطا نہ کرتا تھا۔ مختار کی طرف روانہ کیا اور جب
مختار نے ارادہ شہر میں داخل ہونیکا کیا۔ یزید دروازہ شہر پر اپنا قبیلہ لیکے
مانع ہوا۔ باہم جنگ ہونے لگی۔ یہاں تک کہ دن چڑھا اور آفتاب گرم ہوا۔ فوج
کے اہل لشکر پیاسے ہوئی۔ جو رعایا بیرون شہر کے باشندے تھے پانی لا۔

تمام لشکر کو سیراب کیا مگر مختار نے پانی پیا کسی شخص نے پوچھا اے امیر تو نے
جو پانی نہ پیا۔ شاید روزہ ہے مختار نے کہا ہاں اُس شخص نے کہا اگر اس
گرمی میں افطار کرے بہتر ہے دوسرے شخص نے اُس کو تہدید کی اور کہا تو
مہدی کے خلیفہ پر اعتراض کرتا ہے تجھکو نہیں معلوم کہ وہ معصوم ہے اور جو کچھ
کرتا ہے امام کے حکم سے کرتا ہے بعد اس کے اُس نے عرض کی کہ براہ فضل
وکرم اس شخص کا گناہ بخشدے مختار نے کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ یعنے خداوندا اُس کو
بخشدے اس معاملہ سے ظاہر ہوا کہ لوگ اس قسم کا اعتقاد مختار سے رکھتے تھے
جب مختار نے دیکھا کہ تیر اندازوں کی وجہ سے اس دروازہ سے داخل شہر ہونا
ممکن نہیں کچھ لوگوں کو اُن کے مقابلہ میں چھوڑ کر خود ابراہیم کو ساتھ لے کر مع بعض
اطفال رجال کے دوسرے دروازہ سے شہر میں داخل ہوا۔ عبداللہ ابن مطیع
کو مختار کے شہر میں داخل ہونیکی اطلاع ہوئی اپنے ایک سرہنگ کو پانچہزار
لشکر کے ساتھ مختار کی طرف بھیجا شہر کوفہ کے درمیان جس میدان کو کناسہ
کہتے ہیں اُن دونوں کا مقابلہ ہوا اور بعد جنگ کے ابن مطیع کی فوج بھاگی۔ عبداللہ
ابن مطیع خود بالشکر کثیر کناسہ میں آیا اور مختار کے لشکر کے مقابل صف باندھکر
استادہ ہوا دونوں طرف سے چھوٹے بڑے حاکم ومحکوم امیر وغریب گھوڑوں
سے اترکر باہم دست وگریبان ہوئے اور نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ ابن
مطیع کے لشکر سے بہت لوگ مقتول ہوئے آخر گریز کر کے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا
ہے دار الامارہ میں مع روساے کوفہ وخاصان بارگاہ کے متحصن ہوئے۔
مختار اور اُس کے لشکر نے قصر کا محاصرہ کیا روز بروز مختار کی فوج زیادہ ہوتی
گئی۔ بارہ ہزار آدمی اُس کے پاس جمع ہو گئے جب تین دن اس طرح گذرے
اہل قصر کھانے اور پانی کے ختم ہونے سے عاجز آئے اور بعد مشورہ واستخارہ
وقت شب ابن مطیع کو کوٹھے سے نیچے گرا دیا۔ وہ اپنی جان بچا کر کسی طرف
چلا گیا دوسرے دن ان لوگوں نے مختار سے امان طلب کی مختار نے امان دی

اور دارالامارہ میں نزول کیا۔ بارہ ہزار درہم جو اس وقت بیت المال میں جمع
تھے اپنے اہل لشکر کو تقسیم کیے۔ اور ابن مطیع ابو موسے اشعری کے گھر میں
پوشیدہ ہوا۔ ابن نما علیہ الرحمہ نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ جب
ابن مطیع ابو موسے اشعری کے گھر میں پوشیدہ ہوا اور اُس کے ہمراہیوں
نے مختار سے امان حاصل کر کے اُس کی بیعت کی مختار بہ خوش اخلاقی
ان سے پیش آیا۔ اور ان کو ترقی مناسب و مدارج کا امیدوار کیا اور ابن
مطیع کی جستجو نہ کی اور مسجد میں جا کر حکم دیا کہ اہل کوفہ کو واسطے صلوٰۃ جامعہ
کے طلب کرو لوگ چاروں طرف سے مسجد میں آکر جمع ہوئے۔ مختار بالائے
ممبر گیا۔ اور کہا حمد و شکر مخصوص واسطے اُس خدائے جلیل کے ہے۔
جس نے اپنے دوستوں سے نصرت و مدد کا وعدہ کیا ہے۔ اور دشمنوں
کو ذلت و خواری سے ڈرایا ہے اُس کا حکم جاری اور اُس کا وعدہ پورا
ہونیوالا ہے جو شخص افترا کرے وہ شخص بے بہرہ و بے نصیب ہے۔
اے اہل کوفہ آگاہ ہو ہمارے واسطے ایک زمان ممتد اور رایت
بلند مقرر اور مقدر ہوا ہے اور ہم لوگ مامور ہوئے ہیں کہ اس زمانے
کے آخر تک رہیں اور اس نشان کو اٹھائیں اور ضائع نہ ہونے
دیں ہم نے اس حکم کو قبول کرنے کی خواہش سے سُنا اور جو لوگ گمراہ
تھے اُن میں سے بہت ہلاک ہوئے۔ آگاہ ہو کہ جتنے طاغی اور باغی
اور جھوٹے اور انکار کرنے والے ہیں وہ رحمت خدا سے دور ہیں۔ اے
بندگانِ خدا آؤ۔ اور راہ ہدایت کو اختیار کرو۔ دشمنانِ دین سے جہاد
کرنے اور منیعانِ عترت اطہار کی اطاعت میں سعی و کوشش سے باز
نہ آؤ۔ میں وہ ہوں جو ان ظالموں اور سرکشوں پر مسلط و غالب ہوا
ہوں اور فرزند رسول ... مسلم کے خون کا عوض طلب کرتا ہوں قسم
ہے اُس خدا کی جو ابر کو پیدا کرتا ہے اور گنہگاروں کو عذاب شدید میں

معذب رکھتا ہے میں ضرور خراب و ویران کرونگا۔ قبر کو افترا پرداز کذاب
ابن شہاب کے اور گروہ منافقین کو پراگندہ و متفرق کرونگا۔ بلاد اعراب
ہیں اور جتنے ظالموں کے مددگار اور فاسقوں کے باقیماندہ ہیں
اُن کو قتل کرونگا۔ بعد اس بیان کرنے کے ایک لحظہ ممبر پر بیٹھا۔ پھر
ایک مرتبہ ممبر پر کھڑا ہوا۔ اور قسم کھائی اور کہا کہ مصر میں جا کر وہاں
کے لوگوں کے گھر جلاؤنگا۔ اور قبروں کو کھودونگا۔ اور مومنوں کے
دل خوش کرونگا۔ اور جو شخص ظالم ہوگا اور کفران نعمت کریگا اُس کو
ہلاک کرونگا۔ قسم ہے بیت الحرام اور نون و القلم کی اپنے حکم کو کوفہ
رخم اور فدی تمم کی طرف بلکہ عرب سے عجم تک لیجاؤنگا۔ اور بنی تمیم سے
بہت لوگوں کو اپنا مطیع کرونگا۔ یہ کہکر ممبر سے اترا اور دار الامارہ میں
گیا لوگوں نے واسطے بیعت کے ہجوم کیا۔ مختار دست دراز کیے ہوئے
بیٹھا تھا۔ ایک جماعت کثیر نے اُس وقت اُس کی بیعت کی بیت
المال میں نو ہزار درہم موجود تھے۔ جن لوگوں نے دار الامارہ کا محاصرہ
کیا تھا تین ہزار آٹھ سو تھے۔ اُن میں سے ہر ایک شخص کو پانسو درہم
دیا اور جو بعد محاصرہ کے آئے تھے۔ اُن میں سے ہر ایک آدمی کو دو سو
درہم عطا کیا۔ اور جب مختار کو معلوم ہوا کہ ابن مطیع ابو موسےٰ اشعری
کے گھر میں ہے عبد اللہ بن کامل کے ہاتھ دس ہزار درہم اُس کے پاس
بھیجا۔ اور پیام دیا کہ ان کو اپنے صرف کے کام میں خرچ کریں یا نہ چاہوں
کہ تو نے بہ سبب تہیدستی کے کوفہ میں توقف کیا ہے ابن مطیع اُن کو
لے کر بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ اور بہ سبب شرمندگی کے ابن زبیر
کے پاس نہ گیا۔ مختار نے عبد اللہ بن کامل کو سردار لشکر اور ابو عمرہ
کیسان کو نگاہبانوں کا حاکم مقرر کیا اور واسطے عبد اللہ بن حارث کے
جو برادر اخیانی اشتر کا تھا۔ ریاست ارمینیہ اور آذربائجان واسطے محمد بن عطارد کے

کے حکومت آذربائیجان اور واسطے سعد بن قیس کے امارت موصل
اور واسطے سعید بن حذیفہ بن یمان کے ریاست حلوان اور واسطے
عمر بن سائب کے امیری ری و ہمدان کی بیعت رعایا سے لی اور
اور جبال و بلاد میں عاملوں کو بھیجا اور خود لوگوں کے معاملے فیصل
کرتا تھا۔ اور چونکہ بہ سبب کثرت کارہائے سلطنت کی فرصت کم تھی
شریح کو قاضی مقرر کیا اور جب یہ خبر پہنچی کہ جناب امیر علیہ السلام نے اس کو
معزول کیا تھا۔ اس کا معزول کرنا منظور ہوا شریح اس امر کو دریافت کر کے
بیماری کا بہانہ کیا اور مختار نے اس کو موقوف کر کے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود
کو قاضی مقرر کیا۔ جب وہ بیمار ہوا عبداللہ بن مالک طائی کو یہ عہدہ سپرد کیا۔

فصل دوسری۔ یزید بن انس کا سپاہ شام سے جنگ کرنا اور بعنایت
خدا فتح پانا۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے کہ مروان بن حکم جب حاکم شام ہوا
عبداللہ ابن زیاد کو طرف عراق عرب کے روانہ کیا تاکہ اس ملک پر قابض ہو
اور جس کے ساتھ جنگ کرنا چاہیے جنگ کرے عبداللہ اس طرف روانہ ہوا اور
سلیمان اور اس کے لشکر کو شہید کیا۔ جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے بعد اس
کے مروان نے رحلت کی اور عبدالملک تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اور ابن زیاد
سے کہا تمام خلق پر روشن ہے میرے باپ نے مجھکو حکم دیا تھا کہ عراق کو دشمنوں
سے خالی کر کے وہاں کی رعایا کا انتظام کر اور بوجہ تمام ہونے اس کے ایام
حیات کے اس کام میں تاخیر ہوئی۔ اب میں سنتا ہوں کہ مختار نے خروج کیا
ہے اور بہت لوگ اس کے مطیع ہوئے ہیں اگر اس کے دفع کرنے میں سستی کی
جائیگی یقین ہے کہ وہ فتنہ عظیم ظاہر ہوگا جس کا دفع کرنا بآسانی ممکن
نہ ہوگا۔ اب تو اسی ہزار لشکر اپنے ساتھ لے کر پہلے جانب جزیرہ و عراق کے
جا اور مختار کے ہلاک کرنے میں کوشش کر جب اس کام سے فراغت ملے
مصعب بن زبیر کی تنبیہ و سرکوبی کو بصرہ کی طرف جا اور جب یہ کام بھی انجام

پاۓ حجاز کی جانب توجہ کرتا کہ عبداللہ بن زبیر کا خوف بھی باقی نہ رہے۔ اور
جس شہر کو تو فتح کریگا اُس کی ریاست وحکومت میں تیرے لیئے کسی کو تامل
وعذر نہیں۔ عبداللہ ابن زیاد اِس لشکر جرار کو اپنے ہمراہ لے کر طے مسافت کرتا
ہوا نصیبین میں پہونچا وہاں سے بیس ہزار فوج کو مقدمۃ الجیش مقرر کر کے
طرف موصل کے پیشتر سے روانہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن سعد بن قیس جو مختار کی
جانب سے والیِ موصل تھا۔ اِس خبر کو سنکر تکریت کی سمت چلا گیا۔ اور
ایک عرض داشت اِس بارہ میں مختار کے پاس کوفہ کو روانہ کیا مختار نے
عبدالرحمٰن کے موصل سے تکریت جانے کو پسند کیا اور ایک قاصد اُس کے
پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ تو مقام تکریت میں قیام کر جب تک دوسرا حکم
میرا تجھکو نہ پہونچے بعد اُس کے مختار نے یزید بن اسدی کو جو شجاعت و
دلیری اور عزت وتوقیر میں تمام بزرگانِ کوفہ سے ممتاز تھا۔ واسطے حرب
سپاہ شام کے نامزد کیا یزید نے کہا اے امیر اِس امر خطیر کو میں اِس شرط
سے قبول کرتا ہوں کہ تین ہزار آدمی جن کو میں بتلاؤں وہ میرے ہمراہ آئیں
مختار نے اِس امر کو قبول کیا اور اُس کی مشایعت کے واسطے دیر ابو موسے
اشعری تک آیا اور وقت وداع ہونے کے کہا اے یزید میں تجھکو نصیحت
کرتا ہوں اگر تو دشمنوں کے پاس دن کو پہونچے اُن کو شام تک مہلت دینا
اور اگر ضرورت مدد کی ہو مجھکو اطلاع دے اور ہر روز تیرے قاصد اور خطوط
میرے پاس آتے رہیں یزید نے کہا اے امیر میرے حق میں دعاۓ خیر کرنا تیری
دعا میری مددگار رہیگی۔ مختار نے ایک خط عبدالرحمٰن کو اِس مضمون کا لکھا کہ یزید
کو جس کی شجاعت ودلیری اور آگاہی قواعد جنگ میں اور رعب ودبدبہ تجھکو خوب
معلوم ہے اِس طرف بھیجتا ہوں تجھکو لازم ہے کہ اُس اطاعت وفرمانبرداری واجب
تصور کر اور وہ جو حکم دے اُس کو بجا لا۔ اور اُس کی خلاف مرضی کوئی کام نہ کرنا۔
تیرے لیئے خیر وسعادت دارین اِسی میں ہے۔ جب مختار نے دیر ابو موسیٰ سے

مراجعت کی یزید ابن انس بہ سرعت تمام روانہ ہوا۔ اور منزلیں طے کرتا تقریبت
میں پہونچا عبدالرحمن بن سعید ہزار آدمی جو اس کے ہمراہ تھے۔ اُن کو ساتھ لے کر
یزید کے لشکر میں آکر ملا۔ اور وہاں سے وہ دونوں باہم روانہ ہوئے۔ جب شہر
موصل پانچ فرسنگ رہ گیا۔ ابن زیاد کو ان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی ربیعہ
بن مخارق غنوی کو تین ہزار سوار کے ساتھ یزید بن انس کے مقابلہ کو بھیجا اور
اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ دوسری سرہنگ کو اور تین ہزار فوج کے ساتھ ربیعہ کے
بعد اس کی مدد کو روانہ کیا۔ سپاہ شام جب قریب لشکر یزید ابن انس کے پہونچی
روبرو اتری اور اُسی شب کو یزید ایک مرض سخت میں مبتلا ہوا۔ جب آفتاب
طالع ہوا۔ یزید حمار مصری پر سوار ہوا۔ اور غلام اُس کے اس کو ہاتھوں سے
تھامے ہوئے تھے۔ تاکہ زمین پر نہ گرے۔ اس طرح میدان قتال میں آیا
اور اپنے لشکر کی صفیں جمایا اور کہا اگر میری موت آجائے ورقاء بن عازب
جو میرا ابن عم ہے تمہارا حاکم و سردار ہے اگر وہ بھی ہلاک ہو جائے عبداللہ بن
ضمرہ بن غنوی اور اگر اُس کو بھی کوئی صدمہ پہونچے سعر بن ابی سعر الحنفی تمہارا
رئیس و حاکم ہوگا۔ یہ کہکر مرکب سے اترا اور کرسی پر بیٹھا اور اپنے لشکر کو جنگ و
جدال کی ترغیب دی ابن نما علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۶ ہجری
روز عرفہ قبل طلوع آفتاب کے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور وقت چاشت
نہ ہوا تھا کہ اہل عراق نے شام کی فوج کو شکست دی اور وہ ہر طرف متفرق
و پریشان ہو گئے۔ عراقیوں نے تین سو شامیوں کو اسیر کر کے اپنے امیر کے
روبرو حاضر کیا اُس وقت یزید بن انس حالت نزع میں تھا۔ ہاتھ سے اشارہ
ان کے قتل کا کیا اور وہ سب مقتول ہوئے بعد اُس کے یزید بن انس جانب
جنت بریں روانہ ہوا۔ رحمہ اللہ۔ ورقا بن عذیب اسدی نے اُس کو کفن پہنایا
اور نماز پڑھی اور دفن کیا اہل عراق اس کی رحلت سے نہایت غمگین و
حزین ہوئے۔ ورقا نے سب کی تسلی کی اور کہا ابن زیاد کے پاس فوج بہت ہے

ہم اُس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے - اہل لشکر نے کہا بہتر یہ ہے کہ وقت
شب یہاں سے مراجعت کریں محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ
ابن زیاد حرامی کے پاس اُس وقت اسی ہزار شامی تھے - مختار اور اہل کوفہ کو
اس طرح خبر پہونچی کہ شام کا لشکر یزید ابن انس سے مقابلہ کو آیا - اور اُس کو قتل
کیا اور کیفیت صحیح اُس کی وفات کی معلوم نہ ہوئی - اور سب نے یقین کیا کہ
وہ مارا گیا - مختار نے جس عامل کو مدائن میں بھیجا تھا اُس سے یہ حال دریافت کیا -
اور معلوم ہوا کہ یزید ابن انس اپنی موت سے قضا کی اور لشکر شکست نہیں کھاتا
بلکہ خود وہاں سے پھر کر آئے ہیں - مختار اس خبر سے آسودہ خاطر ہوا اور لشکر کے
جمع کرنے کی فکر کی ابو مخنف کہتا ہے کہ مختار نے بیس ہزار سوار یزید بن انس کے
ہمراہ کئے اور واسطے تسخیر ملک شام کے روانہ کیا مروان اُس زمانہ میں بیمار
تھا جب شفا پائی اس کو معلوم ہوا کہ مختار نے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا اور
بہت سے عاملان بلاد اس کے فرمانبردار ہوئے مروان نے لشکر عظیم واسطے
مقابلہ یزید کے بھیجا نصیبین کے قریب مقابلہ ہوا - اور سخت لڑائی واقع ہوئی
آخر میں مروان کا لشکر غالب آیا - اور یزید بن انس کو شکست دی جب اس
شکست کی خبر مختار کو پہونچی غمگین ہوا - ابراہیم بن مالک اشتر کو بلایا اور تخلیہ
میں اُس سے کہا کہ میں اور تو اس حکم میں ہم مرتبہ ہیں اور یہ واقعہ پیش آیا ہے
جو شہر تو فتح کریگا - وہ تیرا ہے اور تو نصرت میں آل محمد کے کسی طرح کوتاہی نہیں
کرتا - ان مرتدوں سے انتقام لے اور میں نہیں چاہتا - کہ اس کام میں سبقت
کروں اور کسی امر میں مجھکو تجھ پر فضیلت نہیں ہے میرے لشکر نے اس لڑائی
میں شکست کھائی اور میرے اس غم کو سوائے تیرے اور کوئی دور نہیں کر سکتا
بعد اس کے مختار نے یہ اشعار پڑھے ؎

فراق مفروق بکل رشاد   وحدک فی حد بغیر نفاد
وانت الذی تشفی غلیلی   وتشفی بسمر والا ربیع صماد

ونأخذ الثارات للحسين المويد — علی کل جرار العثار جواد
فيفلک فی الهامات تجری عزاه — ولاسیما فی هامة ابن زیاد

معنے ان اشعار کے یہ ہیں پس رائے تیری مقرون بصواب ہے اور تیری شدت و حدت کو کوئی زائل نہیں کر سکتا اور تو وہ ہے جو تسکین دیتا ہے میری تشنگی کو اور سیراب کرتا ہے نیزہ ہائے دراز اور شمشیر آبدار سے اور انتقام لیتا ہے تو خون جناب امام حسین علیہ السلام کا دراں حالیکہ تو تائید کردہ شدہ ہے سب جوانان جرار پر جو تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور تیری تلوار کی تیزی سے سروں کے اندر دور آتی ہے خصوصاً ابن زیاد بدنہاد کے سر میں راوی کہتا ہے ابراہیم نے جب مختار کے یہ اشعار سنے کہا میں بسر و چشم واسطے خوشنودی خدا اور رسول کے جاتا ہوں مختار نے بیس ہزار سوار اور خزانہ اُس کے ہمراہ کر کے راہ بابل سے روانہ کیا۔ ابراہیم اثنائے راہ میں دشمنان دین کو تلاش کرتا تھا۔ اور جس پر غالب آتا اُن کو قتل کرتا اور بہت جلد شام کے لشکر تک پہونچا چونکہ ابراہیم کی شجاعت و دلیری شہرہ آفاق تھے۔ اُن لوگوں پر رعب غالب ہوا۔ اور پریشان خاطر ہونے لگے اور جب نوبت لڑائی کی پہونچی بجز ایک ساعت کے فوج شام ثابت قدم نہ رہ سکی اور پسپا ہوئی۔ ابراہیم نے اُن کا تعاقب کیا یہاں تک کہ پچاس ہزار اُن میں سے مقتول ہوئے اور بیس ہزار اسیر ہوئے اُس کے حکم دیا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں اُن کی لاشوں کو جمع کریں اور اس پر فرش بچھائیں اور ابراہیم نے چاہا کہ اس پر بیٹھکر کھانا کھائے۔ دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ سے کسی چیز کو دبا رہا ہے کسی نے پوچھا کیا کرتا ہے کہا میرے نیچے ایک کافر ہے جو ابھی زندہ ہے اور وہ حرکت کرتا ہے اور ہاتھ میرا اوس کے حلق پر ہے ابراہیم نے جب یہ کلام سُنا اور اُس کے اس کام کو دیکھا بہت ہنسا۔

فصل تیسری (خروج کرنا اہل کوفہ کا مختار پر) مرزبانی نے کہا ہے کہ مختار

ابراہیم ابن اشتر کو واسطے جنگ عبداللہ ابن زیاد کے مامور کیا اور دو ہزار آدمی قبیلہ مذحج و اسد کی اور اسی قدر تمیم و ہمدان کی ایک ہزار پانسو مدینہ منورہ کے قبیلوں سے اور ایک ہزار چار سو کندہ و ربیعہ کے اور دو ہزار قبیلہ حمرا کے اُس کے ہمراہ کئے دوسری روایت میں ہے کہ بارہ ہزار آدمی تھے۔ چار ہزار تمام قبیلوں کے اور آٹھ ہزار حمرا کی مختار واسطے مشایعت ابراہیم کے پیادہ گیا۔ ابراہیم نے مختار سے سوار ہونے کو کہا مختار نے جواب دیا میں اس کام میں اجر و ثواب کا امیدوار ہوں اور چاہتا ہوں کہ جناب سید الشہدا کے خون کے عوض لینے اور اہلبیت کی مدد کرنے میں قدم میرے غبار آلودہ ہوں یہ کہکر وداع کیا اور پھر ابراہیم روانہ ہوکر مقام حمام اعین پہونچا اور وہاں سے ساباط مداین میں آیا بعد روانہ ہونے ابراہیم کے کوفیان غدار نے دیکھا کہ مختار کے انصار اس وقت کم ہیں ایسے وقت فرصت کو غنیمت جانکر شورش کی اور عداوت و نفاق اپنا ظاہر کرکے مختار پر خروج کیا اور جو لوگ امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک تھے اور خوف سے پوشیدہ ہوگئے تھے ظاہر ہوئے۔ سب عہد و پیمان توڑکر آمادہ جنگ ہوئے۔ دو روز تک لڑائی میں بسر ہوا۔ دوسرے دن ابراہیم معہ اپنے تمام لشکر کے کوفہ میں پہونچا کوفیوں کو جب ابراہیم کے آنیکی اطلاع ہوئی۔ دو گروہ ہوئے۔ ....

ایک گروہ ربیعہ و مضر کی طرف اور دوسرا گروہ یمن کی جانب روانہ ہوا۔ مختار نے ابراہیم کو اختیار دیا کہ ان دونوں فرقوں سے جس فرقہ کی طرف جانا منظور ہو جائے ابراہیم نے کہا جس طرف تیرا حکم ہو جاتا ہوں۔ مختار نے دانائی سے اُس کو جانب مضر بھیجا اور خود طرف یمن بجانب سبیع کے گیا رفاعہ بن شداد نے جنگ شروع کی اور حرب شدید واقع ہوئی۔ آخر کو شہید ہوا۔ بعد اُس کے حمید بن مسلم رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ اور جوانمردی اور دلیری کا حق ادا کیا۔ دشمنوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور یہ خوشخبری مختار کو پہونچی دشمنان

※ جلد یعنی بہت جلد رکھ زمین پر مست ہاتھ سے اپنے خط کو اس ہو۔ روانہ طرف کی کوفہ کے لشکر تمام ...
بجلد و تدبیر اور نرمی و مدارات سے رہنے کے ہوشیار تھا۔ اور منتظر تھا کہ جب ابراہیم آوے تب ان سب کو ...

دین بھاگ کر بعضے گھروں میں چھپے اور بعضے مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے۔ اور کچھ لوگ صحرا کی جانب بھاگے۔ مختار بیان نے جب لڑائی سے فارغ ہوئے اعدائے دین کے مقتولوں کا حساب کیا چھ سو پایلیس تھے اور پانسو کو اسیر کیا جیسا کہ طبری وغیرہ نے لکھا ہے بعد اُس کے قیدیوں کو مختار کی خدمت میں حاضر کیا۔ مختار نے پوچھا اِن میں سے جو لوگ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام کے کربلا میں موجود تھے۔ اُن کو بتلاؤ جس جس کو بتلاتے تھے اُس کو قتل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ دو سو اڑتالیس آدمی جہنم واصل ہوئے۔ اور باقی سب کو رہا کیا اور اکثر قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام کو اصحاب مختار نے بغیر اطلاع اس کے قتل کیا۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے جس وقت مختار نے واسطے طلب کرنے ابراہیم اشتر کے قاصد کو جانب ساباط روانہ کیا۔ اشراف کوفہ نے مختار کو قتل کرنے کا ارادہ مصمم کیا اور شیث بن ربعی کے پاس گئے تاکہ ہمراہ اُن کے مختار پر خروج کریں مختار کو جب اس حال کی اطلاع ہوئی۔ جو فوج کہ اس کے پاس باقی رہ گئی تھی اُس کو ہمراہ لے کر آمادہ جنگ ہوا۔ اور دارالامارہ سے باہر نکل کر جس میدان میں کہ وہاں سے قریب تھا توقف کیا۔ جب شمر ذی الجوشن علیہ اللعنۃ اور محمد بن اشعث اور عمر ابن سعد اور نیز دوسرے فتنہ انگیزوں نے شیث کے پاس جا کر اُس کو مختار کی مخالفت کی ترغیب دی۔ اُس نے کہا مصلحت یہ ہے کہ اول مختار کے پاس کسی شخص کو برسم رسالت بھیجیں اور نصیحت کریں تاکہ معلوم ہو وہ ہم سے کس طرح کی رفتار رکھنا چاہتا ہے بعد اُس کے جو مناسب وقت معلوم ہو اس پر عمل کریں۔ اس رائے کو سبھوں نے پسند کیا۔ شیث نے اپنے بیٹے کو مختار کے پاس بھیجا اور پیام دیا کہ اشراف و بزرگان کوفہ سے فلاں فلاں شخص جوشن پہنکر اور مسلح ہو کر میرے پاس آئے ہیں اور مجھ سے جنگ کرنے کو متفق و آمادہ ہیں اگر تجھ کو

اپنی تقصیرات گذشتہ کی تلافی منظور ہے تو یہ فتنہ فرو ہو جائے ورنہ وہ شورش
وفساد برپا ہوگا۔ جس کو تمام عالم روک نہ سکیگا مختار نے اُس کے جواب میں
بہت شائستہ گفتگو کی اور کہلا بھیجا کہ جو کچھ تجھکو منظور ہو اُس کو لکھ کر میرے
پاس بھیجو تاکہ میں موافق اُس کے عمل کروں اور مختار اس سبب سے بہ نرمی وملائمت
پیش آیا۔ کہ ابراہیم کی مراجعت میں عرصہ تھا مگر اسی اثنا میں آواز طبل کی آئی
اور ابراہیم کوفہ میں داخل ہوا۔ اور تمام شہر کو پرآشوب دیکھا۔ جب مختار کے
پاس آیا۔ مختار نے سب کیفیت مفصل بیان کی۔ ابراہیم نے کہا ان ملعونوں
کو یہ قدرت نہیں ہے کہ تجھ سے مخالفت کرسکیں اور فی الفور اُن کی تنبیہ
کے لیئے روانہ ہوا۔ اور پہلے حملہ میں ایک سردار نامی اور پچاس آدمیوں
کو قتل کیا اور آٹھ سو کو اسیر کیا ان میں سے دو سو آدمی جو ہمراہ عمر ابن سعد
کے جناب امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے گئے تھے ہلاک کیا اور باقی
رہا ہوئے۔ جب مختار کو مخالفوں کی طرف سے دلجمعی ہوئی۔ حکم دیا کہ ابراہیم
پھر عبید اللہ ابن زیاد کی جانب روانہ ہو ابراہیم موافق حکم مختار کے کوفہ سے
نکل کر سپاہ شام کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بعد طے مسافت وقطع منازل
معہ اپنے تمام لشکر کے موصل سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر نزول کیا +

فصل چوتھی۔ کیفیت ابن سعد ملعون کے قتل ہونے کی بہ جناب

روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ مختار نے عمر ابن سعد کو بسبب سفارش عبداللہ بن
جعدہ کے جو خویش وداماد جناب امیر المومنین علیہ السلام کے تھے۔ امان دی
تھی۔ اور مختار عبداللہ مذکور کی بہت عزت وتوقیر کرتا۔ اور اُن کے ارشاد
کے خلاف کوئی کام اس سے صادر نہ ہوتا۔ محمد بن اسحق کا قول ہے مختار
کی دختر عمر ابن سعد کی زوجہ تھی۔ اور تمام مورخوں کا بیان ہے کہ زوجہ عمر
ابن سعد کی مختار کی بہن تھی۔ جب خبر مختار کی عمر سعد کو امان دینے کی حضرت
محمد بن حنفیہ کو پہونچی۔ مختار کو اس مضمون کا خط لکھا کہ تو نے بہ سبب محبت

۳ اور دوستی اہلبیت رسالت کے خروج کیا ہے اور ہمیشہ تیرا قول اور ارادہ تھا کہ جب قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام پر غالب ہونگا کسی کو زندہ وباقی نہ رکھونگا۔ اور ابن عمر سعد جو قاتلان جناب امام حسین کا ہے

دمساز تھا ہر صبح وشام میں اپنا دیکھ جوانب تیری یہاں آتا ہے۔ اور تو اس سے با محبت و دوستی

بسر کرتا ہے اور یہ امر تجھ سے بہت بعید ہے۔ مختار نے جب اس خط کو پڑھا
کہا مہدی کا قول راست ہے اور اس بارہ میں جو مجھ سے کوتاہی ہو گئی
اب اُس کی تلافی کرتا ہوں۔ ابن نمارہ فرماتے ہیں۔ جب مختار اکثر دشمنان
اہلبیت کے قتل سے فارغ ہوا ارادہ گرفتار اور قتل کرنے عمر سعد اور بعض
اس کے فرزند کا کیا عمر بن ہیشم بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن مختار کی
داہنی جانب بیٹھا تھا۔ مختار نے کہا قسم ہے خدا کی میں اس شخص کو قتل
کرونگا۔ جو قدم ہائے دراز اور چشم ہائے فرو رفتہ اور ابرو برجستہ بلند رکھتا
ہے اور زمین کو وقت رفتار کے فشار دیتا ہے اور اس کا قتل ہونا تمام
اہل و آسمان و زمین کو خوش کریگا۔ ہیشم سمجھا کہ عمر سعد کو قتل کرنا چاہتا
ہے اپنے فرزند عریان کو عمر سعد کے پاس بھیجا اور اس کیفیت کی اطلاع
دی اور قبل اس کے عبداللہ ابن جعدہ سیرہ نے جو مختار کے پاس بہت
عزیز و محترم تھا امان نامہ واسطے عمر سعد حاصل کیا تھا۔ اور مضمون اُس کا
یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ امان نامہ مختار بن عبیدہ ثقفی کی طرف
سے ہے واسطے عمر ابن سعد ابی وقاص کے تو معہ اپنے اہل و عیال و مال
کے امان خدا میں ہے اور جب تک ہمارا مطیع رہیگا۔ اور گھر سے باہر نہ
نکلیگا۔ جو خطائے عظیم کہ تجھ سے سرزد ہوئی ہے اس کا مواخذہ نہ کیا
جائیگا تا وقتیکہ کوئی حدث یعنے امر تازہ تجھ سے سرزد نہ ہو پس لازم
ہے کہ جو شخص مردان خدا اور شیعان آئمہ ہدی سے اُس تک پہونچے
کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچائے والسلام اور لوگوں کی گواہی اس امان نامہ
پر ثبت ہوئی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا مختار نے جو یہ شرط
کی تھی۔ کہ جب تک تجھ سے کوئی حدث صادر نہ ہو مراد اُس کی یہ تھی۔ کہ اگر
بیت الخلا میں بھی حدث کرے سزاوار قتل ہوگا۔ بعد حاصل کرنے امان نامہ
کے عمر سعد مختار کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا۔ اور اُس کی عزت و توقیر

ہوتی تھی۔ اور مختار اُس کو اپنے برابر تخت پر بیٹھاتا تھا الحاصل عمر سعد کو
جب یہ کیفیت معلوم ہوئی کوفہ سے بھاگ جانیکا ارادہ کیا۔ اور قبیلہ
ہم اللات سے ایک شخص مالک نام کو جو نہایت شجاع تھا طلب کیا اور
چارسو دینار روپئے کہ خرچ کے واسطے اپنے پاس رکھے۔ اور وہ دونوں
کوفہ سے نکلے۔ جب مقام حمام عمر یا نہر عبدالرحمٰن پر پہونچے تو توقف کیا عمر
سعد نے اپنے رفیق سے کہا تجھکو معلوم ہے کہ میں کس لئے آیا ہوں اس
نے جواب دیا مجھکو معلوم نہیں۔ بیان کیا میں مختار کے خوف سے بھاگا
ہوں اُس نے کہا ابن دومہ یعنے مختار تیرے قتل سے عاجز ہے اور
تو اس سے ایمن بے خوف ہے۔ لیکن اگر تو فرار کریگا۔ تیرا گھر منہدم
اور تیرے عیال اسیر اور تیرا مال غارت ہوگا۔ اور تو اہل عرب میں صاحب
عزت وحرمت ہے عمر سعد اس بات کو سنکر فریب میں آگیا اور وہاں سے
پھر کر مقام روحا میں آیا اور وقت صبح کوفہ میں داخل ہوا۔ شیخ ابوجعفر
طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عمر سعد کوفہ سے نکل کر حمام میں چھپا لوگوں
نے کہا تو مختار سے نہیں چھپ سکتا اس لئے رات کو اپنے گھر پھر
آیا۔ انتہی کلامہ۔ ابن نمارہ نے بعد ذکر روایت سابقہ کے فرمایا ہے
کہ یہ قول مطابق روایت مرزبانی کے ہے اور دو مردوں نے بیان
کیا ہے کہ جب مختار کو عمر سعد کے کوفہ سے باہر جانے کی خبر معلوم ہوئی کہا
کہ ہم اپنے قول وعہد پر قایم رہے اور اسی نے عہد شکنی کی اور اُس کی
گردن میں ایسی بھاری زنجیر پڑی ہوئی ہے کہ ہر چند سعی وکوشش
کرے راہ چلنا دشوار ہے۔ اور عمر سعد اپنے ناقہ پر سوگیا تھا اور اُس
کو خبر نہ تھی کہ ناقہ کہاں جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کوفہ میں پھر آیا اسی
وقت اپنے فرزند کو مختار کے پاس بھیجا۔ اُس نے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں
ہے جواب دیا گھر میں ہے اور یہ دونوں باپ بیٹے کبھی باہم مختار کے

پاس نہیں آتے تھے۔ اس خوف سے کہ مبادا دونوں ایک جگہ قتل ہوں۔ حفص یعنے پسر عمر سعد نے کہا میرا باپ دریافت کرتا ہے کہ تو اپنے عہد و پیمان پر قایم ہے یا نہیں مختار نے اس کو اپنے پاس بیٹھایا۔ اور ابو عمرہ کیسان کو بلا کر آہستہ اوس سے کہا کہ عمر سعد کے گھر جا کر اس کو قتل کر اور جب تو اس کے پاس پہونچیگا۔ وہ اپنے غلام سے چادر مانگیگا اُس کا مقصد چادر سے تلوار ہے تجھکو لازم ہے کہ بعجلت تمام اُس کو قتل کر ایک ساعت کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ابو عمرہ اس ملعون کا سر لایا۔ اُس کے لڑکے نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مختار نے کہا اس سر کو تو پہچانتا ہے جواب دیا ہاں اب اس کے بعد زندگی کا لطف نہیں مختار نے کہا بعد اس کے تو بھی زندہ نہ رہیگا۔ اور اس کے قتل کا حکم دیا۔ بعد اُس کے مختار نے کہا عمر سعد ملعون بعوض جناب امام حسین علیہ السلام اور حفص بعوض آپ کے فرزند جناب علی اکبر کے گو اُن میں ذرہ بھر سادات کا حاصل نہیں ہے۔ کہاں یہ اشقیا اور کہاں وہ خاصان بارگاہ خدا قسم ہے خدا کی بعوض جناب امام حسین علیہ السلام کے ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرونگا۔ جیسا کہ کہتے ہیں ذکر بلا کے بدلے ستر ہزار مارے گئے اور بعضوں نے اس طرح لکھا ہے کہ مختار نے کہا اگر تین حصہ اہل قریش کے قتل کروں اور ایک حصہ باقی رہجائیں تب بھی جناب امام حسین علیہ السلام کے ایک سر انگشت کی برابری نہ ہوگی۔ صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے جب ابو عمرہ نے ابو سعد کو قتل کیا اُس کے فرزند حفص کو گرفتار کر کے مختار کے پاس لے گئے۔ مختار نے جلاد کو حکم دیا اُس کو اِس کے باپ سے ملحق کر حفص نے کہا اے امیر میں کربلا میں ہمراہ اپنے باپ کے نہیں گیا تھا۔ مختار نے جواب دیا یہ تیرا قول راست ہے مگر تو فخر کرتا تھا کہ میرا باپ جناب امام حسین علیہ السلام کا قاتل ہے قسم ہے خدا کی اُس

کے بعد تیری زندگی محال ہے اور اسی وقت اُس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ نہ
اور ان دونوں کے سروں کو معہ زر نقد محمد بن حنفیہ کی خدمت میں روانہ
کیا ابو مخنف کا یہ قول ہے کہ جب مختار کو معلوم ہوا کہ ابن سعد کہیں
پوشیدہ ہوا ہے اُس کی تلاش میں مصروف ہوا۔ جب اوس کا سراغ
ملا گرفتار کر کے مختار کے روبرو لائے۔ پوچھا اے ابن سعد تو برادر رضاعی
جناب امام حسین علیہ السلام کا ہے اور جس شیر کو حضرت نے پیا ہے تو نے
بھی اُس سے پرورش پائی ہے۔ خدا تجھکو دنیا و آخرت میں رسوا
کرے نہ تو نے حرمت جناب رسول خدا کا خیال کیا اور نہ رعایت کی حق
اخوت کی جو بہ سبب رضاعت کے حاصل ہوا تھا۔ قسم ہے اپنے اشعار
نونیہ کو یعنے وہ اشعار جن کی قوافی کا حرف آخر نون ہے تو پڑھیگا تجھکو
عذاب سخت دونگا۔ اس ملعون نے یہ اشعار پڑھے۔ اشعار

فَوَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ وَاِنِّیْ لَصَادِقٌ — اُفَکِّرُ فِیْ اَمْرِیْ عَلٰی خَطَرَیْنِ
اَاَتْرُکُ مُلْکَ الرَّیِّ وَالرَّیُّ مُنْیَتِیْ — اَمْ اَرْجِعُ مَأْثُوْمًا بِقَتْلِ حُسَیْنٍ
وَفِیْ قَتْلِہِ النَّارُ الَّتِیْ لَیْسَ دُوْنَھَا — حِجَابٌ وَلِیْ بِالرَّیِّ قُرَّةُ عَیْنِیْ
حُسَیْنُ بْنُ عَمِّیْ وَالْحَوَادِثُ جَمَّةٌ — لَعَمْرِیْ وَنَارُ اللّٰہِ نَسْلُ حُسَیْنٍ
لَعَلَّ اِلٰہَ الْعَرْشِ یَغْفِرُ ذَا الَّتِیْ — وَلَوْ کُنْتُ فِیْھَا اَظْلَمَ الثَّقَلَیْنِ
وَلٰکِنَّمَا بِخَبَرٍ مُعَجَّلٍ — وَمَا عَاقِلٌ بَاعَ الْوُجُوْدَ بِدَیْنٍ
یَقُوْلُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ خَالِقُ جَنَّةٍ — وَنَارٍ وَتَعْذِیْبٍ وَغَلِّ یَدَیْنِ
فَاِنْ نَصَدَّقَ فِیْمَا یَقُوْلُوْا فَاِنَّنِیْ — اَتُوْبُ بِصِدْقٍ لَا کَتَوْبَةِ مَیْنٍ
وَاِنْ یَکْذِبُوْا فُزْنَا بِدُنْیَا عَظِیْمَةٍ — وَمُلْکٍ عَقِیْمٍ دَائِمِ الْحَجَلَیْنِ

حاصل مضمون ان اشعار کا یہ ہے۔ قسم خدا کی میں کچھ نہیں سمجھتا اور میں
راست گو ہوں اور اپنے کام میں متفکر ہوں بہ سبب دو خیال کے
آیا ترک کروں میں حکومت ری کو جو میری عین خواہش ہے یا بسبب

قتل کرنے حسین علیہ السلام کے گناہ عظیمہ کا مرتکب ہوں اور حسین علیہ السلام کے قتل کرنے سے وہ آتش سوزاں ملیگی جب پر کوئی پردہ وحجاب نہیں اور ملک ری باعث میری خنکی چشم ہے حسین میرے ابن عم ہیں اور حوادث زمانہ کثیر ہیں۔ قسم ہے میری جان کی قتل حسین آتش خدا ہے امیدوار ہوں کہ شاید خداوند عرش میرے اس گناہ سے درگذر کرے اگرچہ دنیا میں ظلم ستم میرے تمام جن والنس سے زیادہ ہوں۔ لیکن لذت اور راحت دنیا کی موجود ہے اور کوئی دانشمند اس چیز کو کہ موجود ہے اُس چیز کی امید پر جو موجود نہیں ترک نہیں کرتا بیان کرتے ہیں کہ خدا نے بہشت و دوزخ پیدا کیا ہے اور عذاب غل و زنجیر مقرر فرمایا ہے۔ اگر یہ بیان ان لوگوں کا راست ہے۔ میں توبہ کرونگا۔ بہ صدق نیت آپس میں کسی طرح کے شک و شبہ کو دخل نہ ہوا اور اگر اُنکا یہ قول دروغ ہے مجھکو ملے گی وہ دنیا سے عظیم جس کی خواہش سب کو ہے اور اُس کی زینت ہمیشہ برقرار ہے۔ مختار نے جب ان اشعار کو سنا ازروے استہزا ہنسا اور اس کے منہ پر تھوک دیا اور کہا اگر تیرا اعتقاد کامل ہوتا ہرگز امام حسین علیہ السلام کو قتل نہ کرتا۔ بعد اوس کے کہا میں جو حال تجھسے دریافت کروں راست راست بیان کر اور کوئی چیز پوشیدہ مت رکھیں تجھسے دریافت کرتا ہوں کہ جناب امام حسین علیہ السلام صحراے کربلا میں جس وقت گھوڑے سے زمین پر گرے۔ کیا ارشاد کیا اوس نے کہا اس وقت جناب امام حسین علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ حق تعالےٰ تم لوگوں پر ایک شخص ثقفی کو مسلط کریگا۔ اور وہ تم سب کو قتل کریگا۔ مختار نے پوچھا اس جوان ثقفی کو پہچانتا ہے عمر سعد نے کہا اے مختار وہ جوان ثقفی تو ہی ہے۔ مختار نے کہا ہاں وہ شخص میں ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے حضرت کی دعا مستجاب کی۔ بعد اس کے اصحاب مختار نے اس ملعون کا لباس اتارا اُس کو برہنہ کیا اور اُس کے جانت

سب انگھاڑے اور انگلیوں کی پور پور جدا کی اور اُس کے جسم کا گوشت
کاٹ ڈالا۔ اور اُس کی آنکھیں نکال لیں۔ تاوقتیکہ وہ ملعون واصل جہنم
ہوا۔ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے اس کے واسطے نفط لائے ایک
ایک گھونٹ اُس کو پلاتے تھے اور وہ جب انکار کرتا تھا۔ اُس پر تلوار
لگاتے تھے بعد پلانے نفط کے آتش روشن کی کہ اُس میں ڈال دیا
بسبب نفط کے تمام جسم اُس کا مشتعل ہوا۔

فصل پانچویں

روانہ کرنا مختار کا ابراہیم بن مالک اشتر کو واسطے مقابلہ ابن زیاد کے اور جہنم واصل ہونا اوس ملعون کا ابراہیم کے ہاتھ سے

ابن نما علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب مختار حسب دلخواہ تمام دشمنان دین کو قتل کر چکا
کہا اب کوئی کام سوائے قتل کرنے ابن زیاد ملعون کے باقی نہیں رہا ابراہیم
ابن اشتر کو طلب کیا اور اُس کو واسطے جنگ ابن زیاد ملعون کے حکم دیا
ابراہیم نے عرض کی میں اس جنگ کے واسطے جاتا ہوں۔ مجھکو عبداللہ
بن حر کی ہمراہی سے اکراہ ہے اور ڈرتا ہوں کہ مبادا وقت کارزار غدر
کرے اور اپنے عہد و پیمان پر قایم نہ رہے۔ مختار نے کہا مال و زر زیادہ
اُس کو رضامند رکھ اور اگر اپنے ہمراہ نہ لے جائیگا اُس کو ناگوار ہوگا غرضیکہ
ابراہیم دس ہزار سوار ہمراہ لے کر کوفہ سے روانہ ہوا۔ مختار نے اُس کی
مشایعت کی اور کہا خداوندا مدد کر اُس شخص کی جو جہاد میں صبر و تحمل کرے
اور اپنی رحمت کو دور رکھ جو کافر و فاجر و گناہگار ہو اور بعد بیعت کے بیوفائی
و سرکشی کرے اور مالک دوزخ ایسے شخص کے واسطے جہنم کے دروازے
کھولے تاکہ وہ آب حمیم اور عذاب الیم کا مزا چکھے بعد اس کہنے کے مراجعت کی

اور ابراہیم رجز پڑھتا ہوا آگے کو روانہ ہوا جب مدائن میں پہونچا تین روز وہاں
رہا بعد اُس کے تقریت میں پہونچا وہاں کا خراج تحصیل کرکے اہل مروان لشکر کو
تقسیم کیا اور عبد اللہ ابن حر کے واسطے پانچہزار درہم بھیجے وہ غیظ میں آیا اور کہا
تو نے دس ہزار درم لیے ہیں اور میرا باپ تیرے باپ سے کم نہ تھا۔ ابراہیم
نے قسم کھائی کہ میں نے ہرگز تجھ سے زیادہ نہیں لیا اور جو کچھ لیا تھا اُس
کے پاس بھیجدیا۔ باوجود اس کے بھی وہ راضی نہ ہوا۔ اور پیمان شکنی
کرکے مختار پر خروج کیا۔ اور قرب وجوار کوفہ میں قریوں کو لوٹا۔ اور عاملوں
کو قتل کیا اور سب مال جمع کرکے بصرہ گیا۔ اور مصعب بن زبیر سے ملا مختار
کو جب اس کی ان حرکات ناشائستہ کی خبر ہوئی عبد اللہ ابن کامل کو اس کا
گھر خراب کرنے کے لیے بھیجا اور اُس کی زوجہ سلمی دختر خالد کو قید کیا اور ابراہیم
کو جنگ میں تعجیل کرنے کے واسطے خط لکھا۔ الحاصل ابراہیم بعد قطع
منازل وطے مسافت کے نہر جاذر پر جو موصل سے چار فرسخ ہے نزول کیا
اور عبد اللہ ابن زیاد موصل میں تھا۔ عبد اللہ بن دیلمی نے اس وقت ایک
روایت کو جناب امیر علیہ السلام کی زبانی بیان کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا
تھا کہ ہم لوگ جب نہر جازر کے کنارے اہل شام سے مقابلہ کرینگے۔ اول
وہ لوگ ہم پر غالب آوینگے اور ہم کو امید فتح کی باقی نہ رہے گی پھر ہم
لوگ حملہ کرینگے۔ اور اُن کے سردار کو قتل کرینگے۔ پس تم خوش حال
رہو اور صبر کرو فتح و نصرت تمہارے واسطے ہے جب ابن زیاد ملعون
کو ابراہیم کے پہونچنے کی اطلاع ہوئی تیراسی ہزار فوج کے ساتھ واسطے
اور ابراہیم کے لشکر گاہ کے قریب مقیم ہو کر اپنی تمام فوج کو مقابلہ کے واسطے
روبرو لایا۔ اور خواہان جنگ و جدال ہوا۔ ادہر ابراہیم کی فوج بیس ہزار
سے بھی کم تھی۔ ابراہیم نے ایک خط عمر بن حباب کے نام جو اشراف بنی
سلیم سے اور اس وقت لشکر میں موجود تھا۔ لکھا اور عطائے زر و مال اور

توقیر کا امیدوار کیا۔ جب اُس کو ابراہیم کا خط پہونچا ہزار سوار کو جو اُس کے بنی عم اور عزیز و قریب تھے ہمراہ لے کر لشکر شام سے نکلا۔ اور ابراہیم کے پاس آکر بہ تعجیل جنگ کرنیکا مشورہ دیا۔ اور تاخیر و تعویق کی ممانعت کی صاحب روضۃ الصفا نے ابو المویدخوارزمی سے نقل کی ہے کہ ابن زیاد کے لشکر میں ایک شخص عمیر بن حباب نامی اشراف بنی سلیم سے تھا اُس نے ابراہیم کے پاس ایک قاصد بھیجا اور یہ پیام دیا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ تجھ سے ملوں بشرطیکہ تو مجھ کو امان دے ابراہیم نے عمیر کو امان نامہ اور کچھ وعدے کیئے اور وہ بہنگام شب ہزار سوار کو اپنے اقربا اور دوست اور خدام سے ہمراہ لے کر ابن زیاد کے لشکر سے نکلا اور ابراہیم کے پاس آیا۔ ابراہیم نے اُس کی عزت و توقیر کی اور مراسم لطف و احسان بجا لایا۔ اور مال کثیر اوس کو اور اوس کے لشکر کو دیا اور کہا مجھکو منظور ہے کہ اپنے لشکر کے گرد خندق کھودوں اور بتدریج شامیوں سے جنگ کروں اس بارہ میں تیری کیا رائے ہے۔ عمیر نے کہا سپاہ تیری شام کے لشکر سے بہت کم ہے اور تو جس قدر جنگ میں توقف کریگا۔ وہ لوگ دلیر ہوتے جائیں گے مصلحت وقت یہ ہے کہ اس وقت تیرا خوف اُن لوگوں پر زیادہ از حد غالب ہے بہت جلد اس مہم کو فیصلہ کرنا چاہیئے ابراہیم نے کہا جو شرط نصیحت کی تھی وہ تو نے ادا کی اور مجھکو تیرے قول و فعل پر اعتماد کلی حاصل ہوا اس لیئے کہ مختار نے بھی بوقت رخصت اسی امر کی تاکید کی تھی۔ نہیں کلامہ دوسرے دن اول وقت نماز صبح ادا کر کے ابراہیم نے لشکر کو آراستہ ہونیکا حکم دیا اور میمنہ کی جانب سفیان بن یزید ازدی اور میسرہ کی طرف علی بن مالک جشمی اور سواروں کا سردار طفیل بن لقیط نخعی اور پیادوں کا سرگروہ مزاحم بن مالک سکونی کو مقرر کیا بعد اس کے تمام لشکر وہاں سے روانہ ہو کر شامیوں کے سامنے پہونچا اہل شام کو بسبب اپنی کثرت اور قلت فوج عراق کے عراقیوں کی پیشقدمی کا

گمان نہ تھا۔ جلد جلد اپنے لشکر کو آراستہ کرنے لگے۔ ابن زیاد ملعون نے
میمنہ میں شراحیل بن ذوالکلاع اور میسرہ میں ربیعہ بن مخارق غنوی اور
جناح میں جمیل بن عبداللہ خثعمی اور قلب میں حصین بن نمیر کو مقرر کیا۔ اور دونوں
لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے صف باندھی۔ فوج شام سے
ابن ضفان کلبی میدان میں آیا اور آواز دی اے گروہ مختار کذاب اور اے
طایفہ ابن اشتر مرتاب میں ہوں فرزند ضعان بزرگ صاحب فضل کا اور
ہیں ان میں سے ہوں جو دین علی سے بیزار ہیں اور زمانہ قدیم سے اُن
کی کیفیت یہی تھی۔ ادہر سے احوص بن شداد ہمدانی اُس کے مقابلے کے
واسطے نکلا اور یہ اشعار پڑھے ۔ اشعار

أَنَا ابْنُ شَدَّادٍ عَلٰى دِيْنِ عَلِيٍّ	لَسْتُ لِعُثْمَانِ ابْنِ أَرْوٰى بِوَلِيٍّ
لَأُصْلِيَنَّ الْقَوْمَ فِيْمَنْ يَصْطَلِيْ	بِحَرِّ نَارِ الْحَرْبِ حَتّٰى تَنْجَلِيْ

یعنے میں ہوں فرزند شداد کا اور دین علی پر قایم ہوں اور عثمان بن اروی کو
دوست نہیں رکھتا اور جب تک کہ فتح و ظفر حاصل نہ ہو گی۔ ان ناریوں
کو آتش جنگ و جدال سے جلاتا رہونگا۔ بعد اس کے اس شامی کا نام پوچھا
اُس نے کہا میرا نام منازل الابطال ہے یعنے جنگ کرنے والا۔ لیبرزں
سے احوص نے جواب دیا میں ہوں مقرب الآجال یعنے نزدیک لانیوالا
موت کا۔ یہ کہکر حملہ کیا اور ایک ضرب میں اس کو قتل کرکے دوسرا مبارز طلب
کیا۔ داؤد دمشقی میدان میں آیا اور یہ رجز پڑھی ۔ اشعار

أَنَا ابْنُ مَنْ قَاتَلَ صِفِّيْنَا	قِتَالَ قِرْنٍ لَمْ يَكُنْ غَبِيْنَا
بَلْ كَانَ فِيْهَا بَطَلًا أَجْرُوْنَا	تَجْرِيْ بِالَّذِيْ الْوَغٰى مَكِيْنَا

یعنے میں بیٹا اُس شخص کا ہوں جو صفین میں پیہم جنگ کرتا تھا مانند جنگ
کرنے اوس سردار کے جو ضعیف نہ ہو اور وقت کارزار ثابت قدم رہے
احوص نے جواب دیا۔ اشعار

يَابْنَ الَّذِيْ قَاتَلَ فِيْ صِفِّيْنَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ دِيْنِهٖ عَمِيْنَا
كَذَبْتَ قَبْلُ كَانَ بِهَا مَعْنُوْنَا مُذَبْذَبًا فِيْ اَمْرِهٖ مَفْتُوْنَا
لَا يَعْرِفُ الْحَقَّ وَلَا الْيَقِيْنَا بُوْسًا لَهُ لَقَدْ مَضٰى مَلْعُوْنَا

یعنے اے فرزند اُس شخص کے جس نے صفین میں بارہا جنگ کی اور اپنے دین میں ضعیف نہ تھا یہ قول تیرا دروغ ہے بلکہ وہ ناقص العقل اور اس کا دین مذبذب تھا۔ اور راہ حق ویقین کو نہیں پہچانتا تھا۔ کس قدر بد ہے حال اُس کا کہ دنیا سے ملعون اُٹھا بعد اس کے باہم لڑنے لگے احوص نے ایک حربہ اس پر لگایا۔ اور قتل کرکے اپنے لشکر میں پھر آیا۔ بعد اس کے حصین بن نمیر سکونی علیہ اللعن فوج شام سے نکلا اور کہتا تھا۔ اشعار

يَا قَادَةَ الْكُوْفَةِ اَهْلَ الْمُنْكَرِ وَشِيْعَةَ الْمُخْتَارِ وَابْنِ الْاَشْتَرِ
هَلْ فِيْكُمْ قَرْمٌ كَرِيْمُ الْعُنْصُرِ مُهَذَّبٌ فِيْ قَوْمِهٖ مُفْتَخِرِ

يبرز نحوى لا تمبيرى یعنے اے پیشوایان اہل کوفہ اور زشت کرداران گروہ مختار وابن اشتر آیا تم میں کوئی مرد نیک نہاد مہذب باخلاق شائستہ ہے جو میرے مقابلہ میں آئے اور کچھ تردد نہ کرے ادھر سے شریک بن حریم تغلبی میدان میں آیا اور کہا یا قاتل الشیخ الکریم الا زھری

بكربلا يوم التقاء العسكر اعني حسينا ذا الثنا والفخر
وابن النبي الطاهر المطهر وابن علي البطل المظفر
هذا فخذها من فتى من قسور ضربة قوم ربعي مضري

یعنے اے وہ شخص جس نے سردار بزرگ عالی نژاد جوانمرد یعنے فرزند رسول مختار جگر گوشہ حیدر کرار جناب امام حسین صاحب فخر وثنا کو کربلا میں شہید کیا ہے اب قبیلہ ربیعہ ومضر شیر دلیر کی ضرب شمشیر کو لے۔ بعد اس کے دونوں نے حرب وضرب شروع کی اور تغلبی غالب آیا۔ اور حصین ابن نمیر علیہ اللعن کو زمین پر گرایا۔ اس واقعہ سے عراقیوں کا رعب شامیوں پر غالب ہوا

اور ابراہیم خود میدان جنگ میں آیا۔ اور بآواز بلند کہا الا یا شرطۃ اللہ
الا یا شیعۃ الحق الا یا انصار الدین قاتلوا المحلین واولاد القا
سطین لا تطلبوا اثرا بعد عین ھذا عبید اللہ زیاد قاتل
الحسین علیہ السلام یعنے اے جہاد کا عہد و پیمان کرنے والو راہ خدا
میں اے شیعہ آئمہ ہدی کی اے مددگاران دین خدا قتل کرو دشمنان دین
اور اولاد فاسطین کو اور اب ضرورت نشان و علامت ڈھونڈھنی کی نہیں
یہ ہے عبداللہ ابن زیاد قاتل جناب امام حسین علیہ السلام کا بعد اس کے ابراہیم
نے خود حملہ کیا دشمنوں پر تلوار لگاتا تھا۔ اور کہتا تھا ÷

قد علمت مذحج علما لا خطل انی اذا القرات لقیتی لا وکل
ولا جزوع عندھا ولا نکل اروع مقدا ما اذ النکس فشل
اضرب فی القوم اذا جاء الاجل واعتلی راس الطرماح البطل
بالذکر البتار حتی تنجذل ÷ یعنے قبیلہ بعلم و یقین جانتے ہیں
کہ میں جنگ میں عاجز و ناصبا و ہراساں نہیں ہوں بلکہ تمام خلق سے
شجاع زیادہ ہوں کہ بے کہ مرد ضعیف ترساں و خوفناک رہتا ہے
اس قوم بے ایمان کو بحکم خدا قتل اور شمشیر برندہ سے سرداروں اور دلیروں
کے سر کو قطع کرونگا۔ بعد اس کے لشکر عراق کا نشان آگے بڑھا اور تمام
عراقیوں نے شام کی فوج پر یک مرتبہ حملہ کیا اور باہم جنگ و جدل شروع
ہوئی۔ اور فوج عراق نے شام کی سپاہ کو گھیر لیا۔ اور بہ سبب اشتغال
جنگ کی نماز ظہر کو اشارہ و تکبیر سے سبھوں نے ادا کیا اور لڑائی غروب
آفتاب تک ہوتی رہی۔ لشکر عراق نے دلیری و جوانمردی اور رضا و رغبت
سے بامید تائید خدا بہت حملے کئے اور نہایت سعی و کوشش کی اور گروہ ہا گروہ
کافران بے ایمان کو داخل جہنم کیا۔ آخر الامر شام کی فوج بھاگی۔ عراقیوں نے
اُن کا تعاقب کر کے زمین پست و بلند میں اُن کو ہر طرف متفرق و پراگندہ

کر دیا اور خود مظفر و منظور پھرے اور شام کے بہت سے سرداران نامی مثل حصین بن نمیر شراحیل بن ذی الکلاع ابن خوشب غالب باہلی ابن اشرت بن عبداللہ جو والی خراسان تھا مقتول ہوئے اور اس فتح کی نیکنامی ابراہیم کے واسطے قیامت تک باقی رہی اور تمام دنیا میں اوس کی شجاعت و جوانمردی کا ذکر ہو............................

....

.... عبداللہ ابن زبیر اسدی نے ابراہیم کی تعریف میں یہ اشعار کیا خوب کہے ہیں اشعار

اللہ اعطاک المھابۃ والتقی	واجل بیتک فی العدید الاکثر
واقر عینک یوم وقعت جاذر	والخیل تعثر فی القنا المتکسر
من ظالمین لعھم ایاھم	ترکوا العاجلۃ وطیر اعشر
ماکان اجراھم جزاھم ربھم	یوم الحساب علی ارتکاب المنکر

یعنے حقتعالٰی نے تجھکو پرہیزگاری اور بزرگواری عطا کی اور واقعہ جازر سے تیری چشم کو خنک اور اعدائے دین کو تیرے ہاتھ سے ذلیل و خوار اور ان کی لاشوں کو طعمہ وحش و طیر کا کیا کیسا گناہ عظیم تھا جو ان لوگوں سے وقوع میں آیا تھا۔ آخر خدا نے عذاب قیامت اور عقوبت آخرت سے اس کا عیوض لیا راویان اخبار بیان کرتے ہیں جب شام کے لشکر نے شکست کھائی اور گرد و غبار میدان جنگ کا زایل ہوا۔ دیکھا کہ کچھ لشکر شام کے میدان میں ثابت قدم اور مصروف جنگ ہیں ابراہیم نے ان کا مقابلہ کیا۔ اور بہت سے ملاعین کو تیر و شمشیر و تبر سے قتل کر کے طعمہ جانوروں کا کیا اور دشمنوں کے خون سے زمین رنگین ہو گئی۔ جو لوگ باقی رہے ان کے دلوں پر ابراہیم کا رعب غالب ہوا۔ اور بھاگے اور ان کی لاشوں پر جانوران صحرائی اور طایران ہوا کا اژدہام ہوا۔ صاحب روضۃ الصفا

نے ابوالمویدخوارزمی سے روایت کی ہے کہ مخالفوں سے ہزار شخص مقتول اور بیس
ہزار آٹھ سو زخمی ہوئے بعد نماز مغرب کے ابراہیم نے ایک شخص کو فرات کے
کنارے دیکھا حریر کا عمامہ باندھے اور ایک جوشن وسیع پہنے ہوئے اور ہاتھ
میں اُس کے شمشیر طلا کار تھی۔ ابراہیم نے تلوار کے طمع سے تلوار اس پر لگائی
اور اُس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی گھوڑا ابراہیم کا بھڑکا ادھر وہ ملعون
اپنے گھوڑے سے زمین پر گرا۔ ابراہیم اپنے لشکر میں پھر آیا۔ دوسرے دن
اپنے مقربوں سے کہا میں کل وقت شام ایک شخص کو مخالفوں سے جس کے
بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار تھا قتل
کیا تھا۔ اور وہ کنارے فرات کے فلانی جگہ پڑا ہوا ہے اس کو جاکر دیکھو کون
ہے اور مجھکو یقین ہے کہ ابن زیاد وہی ہے۔ جب لوگ وہاں گئے ابن زیاد
کو کشتہ پایا۔ اُس کے سر کو کاٹ کر ابراہیم کے پاس لائے ابراہیم نے سجدہ
کیا اور خدا کا شکر بجالایا کہ ایسا لعین اُس کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور بعض روایات
میں وارد ہوا ہے کہ جب ابراہیم نے عبیداللہ ابن زیاد ملعون پر تلوار لگائی
اور گھوڑے سے زمین پر گرا۔ ابراہیم نے اپنے غلام سے کہا گھوڑے سے اتر
کر عبیداللہ ابن زیاد کا سر کاٹ لے غلام نے پوچھا اے امیر تجھکو اس تاریکی شب
میں کیونکر معلوم ہوا کہ یہ ابن زیاد* اور حصین بن نمیر اور شرجیل بن ذوالکلاع اور
ربیعہ بن مخارق و نیز تمام رؤسائے شام کے سروں کو کوفہ میں بھیجا شیعان اہلبیت
نہایت درجہ خوش ہوئے اور خدا کا شکر کیا اور بہت سا مال و زر فقرا اور
ضعفا کو دیا۔ نقل ہے کہ قبل پہونچنے خبر فتح کے مختار کہتا تھا کہ بہ تقریب ابراہیم
دشمنوں پر غالب آئیگا۔ اور ابن زیاد لعین اور حصین ابن نمیر وغیرہ فلاں فلاں
شخص کے سروں کو بھیجیگا جب مختار کا یہ قول صادق نکلا کچھ لوگوں نے گمان
کیا کہ مختار پر وحی نازل ہوتی ہے۔ شعبی نے اُن لوگوں کو سمجھایا کہ اس عقیدہ
ناسدہ کو ترک کرو۔ اکثر امور اہل ایمان کی فراست سے ہو جاتا ہے وقوع میں

* ہے۔ جواب دیا کہ یہ ملعون ہمیشہ مشک اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور اس کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی ہے۔ جس وقت ابراہیم نے دشمنوں پر فتح پائی۔ عبیداللہ ابن زیاد

آتے ہیں جیسا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے فراسة المومن لاتخطی یعنی دانائی مرد مومن کی کبھی خطا نہیں کرتی - ابن نمارہ نے فرمایا ہے کہ جب ابن زیاد کی لاش ملی اُس کے سر کو کاٹ لیا اور اس کی لاش کو تمام رات بحفاظت رکھا صبح کو ابن زیاد کا غلام مہران نام نے اُس کو دیکھکر پہچانا اور امالی میں شیخ علیہ الرحمہ نے مدایثی سے روایت کی ہے کہ اس کے سر کو کاٹا اور تمام رات اُس کی لاش کو جلایا۔ ابن نما علیہ الرحمہ کہتے ہیں ابراہیم اس امر پہ خدا کا شکر بجا لایا کہ یہ ملعون اُس کے ہاتھ سے قتل ہوا اور راہ سفر میں یہ ملعون داخل دوزخ ہوا - اور بعضے محدثین نے روز عاشورہ کہا ہے - عمر اس ملعون کی چالیس برس سے کم تھی - بعضوں نے انتیس برس کہا ہے - غرضیکہ صبح کے وقت غنیمت بیشمار عراقیوں کے ہاتھ آئی ابو سفاج زبیدی نے ابراہیم کی مداح اور ابن زیاد ملعون کی ہجو میں یہ اشعار کیا خوب کہے ہیں ۔ اشعار

اناکم غلام من عرامن مذحج ۔۔۔ جری علی الاعداء غیر نکول
اتاہ عبید اللہ فی شر عصبة ۔۔۔ من الشام لما ارضو بقلیل
فلما التقی الجمعان فی حومة الوغا ۔۔۔ وللموت فیہم ثم جر ذیول
فاصبحت قد ودعت ہند او اصبحت ۔۔۔ مولھة ما وجد لعقلیل
وخلق بھندات تتاق سبیہ لھا ۔۔۔ من ابی اسحاق سرحلیل
تولی حبیب اللہ خوفا من الردی ۔۔۔ وخشیة ماضی الشفر من صقیل
جزاللہ خیراشرطة اللہ انھم ۔۔۔ شفوالعبید اللہ کل غلیل

معنے ان اشعار کے یہ ہیں ایک نوجوان دلیر قبیلہ مذحج سے تم لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور ابن زیاد اہل شام کو جو بدترین خلایق تھے - اپنے ہمراہ لے کر واسطے مقابلہ کے آیا جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا - اور موت دشمنوں کے دامنگیر ہوئی - ہند نے جو اُس کی زوجہ تھی اس کو وداع کیا بحالت حزن اور اندوہ میں اور ہند سزاوار اس کی تھی کہ اُس کو اسیر کر کے

کر کے ابو اسحاق کے پاس لیجائیں اور عبید اللہ بن زیاد ضربت شمشیر اور
ہلاک ہونے کے خوف سے بھاگا۔ حق تعالے اپنے دوستوں کو جزائے عظیم
عطا کرے کہ انہوں نے دردمندوں کو اس ملعون کے قتل کرنے سے آرام
و راحت پہونچائے مروی ہے کہ ایک غلام ابن زیاد کا بھاگ کر شام میں گیا
عبد الملک بن مروان نے ابن زیاد کا حال اُس سے دریافت کیا اس نے کہا
جب لڑائی شروع ہوئی ابن زیاد پیشقدمی کر کے جنگ کے بعد اُس نے کوزہ پانی
کا مجھ سے مانگا میں نے کوزہ اُس کو دیا۔ اور تھوڑا پانی اپنے بدن اور زرہ
اور گھوڑے پر چھڑکا اور پھر حملہ کیا اُس کے بعد میں اس سے جدا ہوا پھر اس
کے حال کی مجھکو خبر نہیں جب ابراہیم کوفہ سے جانب شام روانہ ہوا اور
اُس کا حال صحیح بہت روز وہان تک معلوم نہ ہوا۔ مختار واسطے دریافت حال
ابراہیم کے کوفہ سے نکلا۔ اور سائب بن مالک کو کوفہ میں اپنا نائب مقرر
کیا غرض کہ مختار پہلی ساباط میں اور وہاں سے مدائن میں پہونچا اور ممبر پر جاکر
بعد حمد خدا و نعت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ کے لوگوں کو جہاد اور
اعانت ابراہیم اشتر کی ترغیب دی شعبی کہتا ہے کہ میں اُس سفر میں ہمراہ مختار
کے تھا۔ ناگاہ خبر فتح اثر قتل ہونے ابن زیاد کی معہ اُس کے رفیقوں کی پہونچی
مختار کو اُس کے سننے سے نہایت درجہ خوشی و خورمی ہوئی۔ اور سفے المقور
خوش خوش کوفہ کی جانب مراجعت کی۔ عامر کا قول ہے کہ مجھ پر شیعہ عداوت
جناب امیر علیہ السلام کی تہمت لگاتے ہیں۔ حالانکہ میں نے بعد شہادت جناب
حسین علیہ السلام کے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ لباس سبز پہنے ہوئے اور
ہاتھوں میں ہتھیار لئے ہوئے آسمان سے اترے ہیں اور قاتلان امام
مظلوم کو ڈھونڈھتے ہیں اس خواب دیکھنے کے بعد تھوڑے دن نہیں گذرے
تھے کہ مختار نے خروج کیا اور آپ کے خون کا جیسا کہ چاہیئے انتقام لیا۔ ابو
عمر اور مرار سے مروی ہے کہ ہم دونوں عبید اللہ ابن زیاد کی لڑائی میں ابراہیم

ابن اشتر کے ہمراہ تھے۔ دشمنوں کی لاشوں کو بہ سبب کثرت مقتولین کے چھڑی
سے گنا تھا۔ ستر ہزار آدمی قتل ہوئے تھے۔ اور ابراہیم نے عبیداللہ ابن زیاد کو دار
سے اُلٹا لٹکا باندھا تھا اور شعبی سے منقول ہے کہ بعد جنگ صفین کے کبھی ہمرکہ
میں اس قدر اہل شام قتل نہیں ہوئے جس قدر واقعہ جازر میں مارے گئے
اور یہ سانحہ روز عاشورہ ۶۷ سترسٹھ میں واقع ہوا۔ ابو مخنف لکھتا ہے کہ جب ۵
پچاس آدمی حضرت محمد بن حنفیہ سے مختار کی بیعت کی اجازت حاصل کر کے کوفہ میں
پھر آئے اور سب نے مختار کی بیعت کیا اور اُس کی مدد و نصرت پر کمر باندھی مختار نے
ابراہیم بن مالک اشتر کو سردار بیس ہزار سوار کا کر کے اور خاص اپنا نشان اس
کو دے کر حکم دیا کہ طرف عاملان شام کی جائے۔ اور دشمن خدا اور رسول یعنی ابن زیاد
ملعون سے جہاد کریں۔ ابراہیم بہ تعجیل کوفہ سے کوچ کر کے ۹ تاریخ کے بعد انبار
میں پہونچا وہاں کے باشندوں نے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہے جواب دیا یہ لشکر
مختار ابو عبیدہ ثقفی کا ہے جو انتقام لینا چاہتا ہے خون ناحق ریختہ جناب امام
حسین علیہ السلام کا۔ اہل قریہ زاد راہ جمع کر کے لائے۔ ابراہیم نے اُس کو قبول نہ
کیا اور حکم دیا کوئی شخص بغیر ادا کرنے پوری قیمت کے کوئی چیز نہ لے بعد اُس کے
ابراہیم وہاں سے کوچ اسود کی طرف گیا۔ اور وہاں سے جرجا میں پہونچا ایک شب و
روز وہاں مقیم رہا۔ اور وہاں سے کوچ کر کے راثوفہ میں آیا۔ اور تین تک وہاں
رہا۔ بعد اُس کے رہیر کبیری میں اور وہاں سے دیر عمری پہونچا اور جو تنق سے
عبور کر کے تاشیعہ میں جہاں چار قلعہ مستحکم ہیں گیا وہاں سے وسکرہ کی طرف
روانہ ہو کر دیر حمام میں نزول کیا بعد اُس کے دیر جالہ سے عبور کر کے جعفر کے
قلعوں میں پہونچا۔ اور وہاں سے بسرعت تمام تکریت کی جانب روانہ ہوا
اور اس ایام میں تکریت کا قلعہ نہایت مضبوط اور استوار تھا۔ جب وہاں
کے باشندوں نے لشکر کو دیکھا۔ قلعہ کا دروازہ بند کر دیئے اور پوچھا یہ لشکر
کس کا ہے۔ جواب دیا ہم لوگ اصحاب جناب امام حسین علیہ السلام اور اہل لشکر مختار

کے ہیں اور واسطے انتقام لینے خون جناب امام حسین علیہ السلام کے جاتے ہیں
جب اہل قلعہ نے نام مبارک جناب امام حسین علیہ السلام کا سُنا اپنے سروں
پر خاک ڈالی اور فریاد احسینا بلند کی اور زاد راہ حاضر کیا مگر اہل لشکر نے کوئی
چیز بے قیمت ان سے نہیں لی اور موافق دوسری روایت کے بزرگان شہر
ابراہیم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا اے امیر ہم چاہتے ہیں کہ اس امر خیر
سے محروم نہ رہیں اور امام مظلوم علیہ السلام کی خون خواہی میں مدد و اعانت
کریں اور یہ دس ہزار اشرفی ہم لوگ اپنے مال سے لائے ہیں امیدوار ہیں کہ اس
کو لے کر اپنے لشکر میں تقسیم کر ابراہیم نے اس امر کو قبول نہیں کیا اور
وہاں سے ستر فرسخ راہ طے کر کے تکریت میں پہونچا اور ایک شب و روز وہاں
مقام کر کے پیشتر روانہ ہوا تا اینکہ موصل میں پہونچا۔ اہل موصل سے ہزار
سوار برہنہ تلواریں ہاتھوں میں لئے ہوئے باہر نکلے اور پوچھا کہ یہ لشکر کس
کا ہے بیان کیا یہ لشکر مختار کا ہے اور اس کو جناب امام حسین علیہ السلام کے
خون کا انتقام لینا منظور ہے اور محمد بن حنفیہ کی جانب سے اس کام پر مامور ہوا
ہے۔ اہل موصل نے جب نام مبارک جناب امام حسین علیہ السلام کا سُنا اپنے سروں
پر خاک ڈالی اور لباس کو چاک کیا اور دس دن تک ماتم و عزاداری میں مصروف
رہے بعد اُس کے زاد راہ حاضر کیا ابراہیم نے بے قیمت کوئی چیز نہ لی اور وہاں
سے روانہ ہونیکا ارادہ کیا اہل موصل نے ابراہیم کو قسم دی کہ چند روز یہاں قیام
کرتا کہ ہم جاسوسوں کو روانہ کریں اور تمام حال دریافت ہو جائے کہ کون
کون ان دشمنان دین کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور کس کس کو ان کی اعانت
و مدد منظور ہے ابراہیم نے جواب دیا تمہاری محبت و دوستی و خلوص نیت
کا حال مجھکو بخوبی معلوم ہوا خدا تم کو جزائے خیر عطا کرے لیکن میں نے عہد
کیا ہے کہ کسی کی اعانت قبول نہ کرونگا اور تم لوگ خوب آگاہ ہو کہ بنی امیہ نے
خصوصاً ابن زیاد اور عمر ابن سعد نے کیا کیا ظلم و ستم اور ان کے مال کو

مو جناب سید امام حسین علیہ السلام اور حضرت کے اہلبیت پر کیا۔ ان ملعونوں نے خاصان خدا کو قتل

غارت اور اہل حرم کو اسیر کیا اور گروہ اہل اسلام سے خارج ہوئے۔ اور
میں نے اور ان دلیروں نے جو میرے ہمراہ ہیں یہ عہد کیا ہے کہ امام مظلوم
علیہ السلام کے خون کے انتقام لینے میں نہایت سعی و کوشش کریں جس
شخص کو ہماری اعانت منظور ہو وہ خود ہمارا شریک ہو۔ بعد اس کے ابراہیم نے
اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا وہاں سے روانہ ہوئے مقام ارحابیں جو دو میل موصل سے
ہے پہونچکر مقیم ہوئے۔ ابراہیم اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک زن پریشان حال
پریشان خیمہ کے دروازے پر آئی اور فریاد کی کہ میں اس خیمہ کے دروازے پر
پناہ طلب کرتی ہوں خدا سے اور امیر سے اور اصحاب امام حسین علیہ السلام سے
تاکہ میرا کلام سنیں اور اس کا جواب مجھکو دیں اور میں امیر کے تشریف لانے کی منتظر
تھی جب سے کہ شہر سے روانہ ہوئے ابراہیم نے خیال کیا کہ یہ عورت کچھ مانگتی ہے
اپنے غلام سے کہا قسم ہے خدا کی میرے پاس سوائے اس ہزار درہم کے جو
میرے خرچ سے بچے ہیں اس میں سے آدہے اس عورت کو دے اور آدہے
بحفاظت تمام رکھ وہ غلام پانسو درہم لے کر اوس عورت کے پاس گیا اس نے
پوچھا یہ کیا چیز ہے غلام نے کہا امیر نے یہ پانسو درہم تجھکو عنایت کئے اس نے
کہا مجھکو اس مال کی احتیاج نہیں میں چاہتی ہوں کہ ایک بات امیر سے عرض
کروں جس میں اس کا فائدہ عظیم ہے وہ غلام ابراہیم کے پاس گیا اور جو کچھ اس
عورت نے کہا تھا بیان کیا۔ ابراہیم نے کہا شاید جو کچھ دیا گیا ہے اس کی ضرورت
سے کم ہے جو درہم باقی ہیں وہ بھی اس کو دیدے غلام وہ ہزار درہم لاکر اس
عورت سے کہا کہ ان درہموں کو لے اور امیر کو اب زیادہ تکلیف نہ دے اس
نے کہا میں کسی چیز کی طالب نہیں ہوں امیر سے ایک بات عرض کرنا چاہتی ہوں
جس میں امیر کا فائدہ ہے اس غلام نے ابراہیم کے پاس جاکر کہا وہ عورت کسی چیز کی
طالب نہیں ہے ابراہیم نے اس کو بلایا اور وہ عورت آکر ابراہیم کے روبرو
بیٹھی اور لباس صوف کا پہنے ہوئے تھی۔ اور آثار نیکی و پرہیزگاری اس کی

- سنہ تینسٹھ ہجری ۱۵ھ

پیشانی سے ظاہر تھے۔ اوس عورت نے امیر سے عرض کی کہ ایک دن میں اور میرا
شوہر اپنے گھر کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے شہر میں بارش باراں بہت
ہوتی ہے اور شوہر میرا ہیمہ فروش تھا۔ ہر روز ایک درہم کی لکڑی لاکر بیچتا نصف
درہم میں اپنا اور اپنے عیال کا خرچ اور نصف درہم راہ خدا میں صرف کرتا۔
اُس دن بہ شدت بارش ہوئی۔ اور بہ سبب اس کے شوہر کے جانے میں بھی
دیر ہوئی۔ ناگاہ صحن خانہ میں ایک پتھر سفید مانند کافور کے جس کا عرض وطول
ڈیڑھ ذرع کا ظاہر ہوا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا اس پتھر کو لیجاکر بیچ اور اس
کی قیمت سے سامان ضروری لے آ۔ میرے شوہر نے اس پتھر کو وہاں سے اکھاڑا
اُس کے نیچے ایک دروازہ حدید چینی کا جس پر بہت بڑا قفل لگا تھا نظر آیا جب اس
قفل کو کھولا ایک تہ خانہ نہایت تاریک تھا۔ ہم دونوں چراغ روشن کرکے اس
کے اندر گئے۔ وہ تہ خانہ اشرفیوں سے بھرا تھا۔ اور حساب اُس کا سوائے خدا
کے اور کسی کو معلوم نہیں۔ میرے شوہر نے اُس میں سے ایک اشرفی لی اور
اس پتھر کو پھر اس تہ خانہ پر رکھدیا۔ اور مٹی اس پر ڈالدی کہ ظاہر نہ رہے۔ بعد
اُس کے میرا شوہر بازار گیا۔ نصف اشرفی میں گوشت اور روٹی خرید کی اور نصف
اشرفی کو خدا کے راہ میں صرف کیا جب ہم دونوں کھانے کے واسطے بیٹھے میرے
شوہر نے لقمہ اپنے منہ میں رکھا وہ لقمہ اُس کے گلے میں پھنس گیا۔ اور فی الفور
اُس کی روح پرواز کر گئی۔ میں وہ کھانا فقیروں کو دیدیا۔ اور خود نہ کھایا بعد
تین دن کے ایک ہاتف نے ندا دی کہ یہ مال اس کے واسطے ہے کہ جو جناب
امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام آپکے قاتلوں سے لے اور میں اس وقت
تیرے پاس اس حال کی اطلاع دینے کو حاضر ہوئی ہوں اگر تجھکو منظور ہو تو خود
میرے ساتھ آئیں وہ خزانہ تجھکو دکھلاؤں یا کسی معتبر شخص کو میرے ساتھ بھیج ابراہیم
نے جب اس عورت سے یہ کیفیت سنی کہا اگر تیری مرضی ہو میں خود تیرے ہمراہ چلوں
اُس نے کہا تیرا چلنا بہتر ہے اور کسی کے جانے سے ابراہیم دس معتبر آدمیوں کو

اپنے ہمراہ لے کر اوس عورت کیساتھ گیا۔ اُس نے ابراہیم کو نشانہ کا نشان بتلایا
جب اس تہ خانہ کو کھولا اور شمع روشن کر کے اس میں گئے۔ اِس قدر مال اُس
میں تھا۔ کہ جس کا حد و حساب نہیں فرش بچھا کر اس پر مال و زر کا انبار کیا ابراہیم
کے ہمراہ چوبیس ہزار سوار تھے۔ ہر شخص کو دس دس ہزار اشرفی دی اور ایک
لاکھ اشرفی خود ابراہیم نے لیا۔ مگر وہ خزانہ کم نہ ہوا۔ بعد اُس کے سونا قوں پر
جس قدر مال بار ہو سکا بار کیا۔ اور پانسو سوار کو واسطے حفاظت کے ہمراہ کر کے
مختار کے پاس بھیجا۔ اور ایک خط بھی اس خبر فرحت اثر کی اطلاع میں اُس
کو لکھا اور پچاس سواروں کو واسطے نگہبانی باقی خزانہ کے وہاں مقرر کر کے مشیر
روانہ ہوا۔ اور قریب انصبین کے پہونچا۔ وہاں کا حاکم حنظلہ نامی ایک شخص بنی
شیبان سے تھا جس کے دس فرزند تھے۔ ابراہیم نے اُس کے نام ایک خط لکھا بمضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ابراہیم بن مالک اشتر دوستدار حسین ابن علی ابن ابیطالب کا بنام امیر
حنظلہ بن معاذ ثعلبی کے اما بعد تو خوب آگاہ ہے کہ دشمنان دین نے کیا کیا
ظلم و ستم جناب امام حسین علیہ السلام اور آپ کی اہلبیت پر کئی اور میں عبید اللہ
ابن زیاد سے جو دشمن خدا و رسول ہے انتقام لینا چاہتا ہوں اور یہ خط
تجھکو اس واسطے لکھتا ہوں کہ اگر تو ایمان رکھتا ہے اور خداوند قدیر اور
رسول مختار اور روز قیامت کا مقر ہے۔ تجھکو اذن دے کہ تیرے شہر سے
عبور کروں اور بغیر اس کے کہ کسی پر جبر و ظلم ہو تیرے شہر سے زاد راہ جمع
کروں اور تجھکو بھی اس کا اجر ملیگا۔ اور میں امیدوار ہوں کہ خدا ہم لوگو بھی
اعانت کرے دشمنان آل محمد سے انتقام لینے میں ایک شخص کو اپنے اصحاب
سے یہ خط دیکر روانہ کیا تاکہ حنظلہ کے پاس پہونچا ئے۔ اور اسی وقت ابن زیاد
ملعون کا بھی قاصد حنظلہ کے پاس آیا۔ اوس نے اس مضمون کا خط لکھا تھا
کہ جس وقت میرا خط تجھکو پہونچے زاد راہ اور علف چار لاکھ سوار اور پیادوں کا

واسطے لشکر مروان بن حکم کے جمع کر ہم لوگ بہت جلد آتے ہیں واسطے تنبیہ اُن
لوگوں کے جنھوں نے ہم پر خروج کیا ہے والسلام۔ یہ دونوں قاصد ایک وقت
حنظلہ کے دروازہ پر پہونچے غلاموں نے اس کو اطلاع دی کہ دو قاصد آئے ہیں
ایک کہتا ہے میں بھیجا ہوا ابراہیم بن مالک اشتر کا ہوں اور دوسرا کہتا ہے ابن زیاد
کا فرستادہ ہوں حنظلہ نے کہا دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ غرضیکہ ان دونوں کو اس
کے روبرو لیگئے۔ حنظلہ اس وقت صدر ایوان میں مسند خز و دیبائے سبز پر بیٹھا تھا اور
غلام و حاجب چپ و راست استادہ تھے یہ دونوں قاصد اس کے روبرو کھڑے
ہوئے اور سلام کیا۔ حنظلہ نے سلام کا جواب دیکر پوچھا تم دونوں میں ابراہیم بن مالک
اشتر کا فرستادہ کون ہے ابراہیم کے قاصد نے عرض کی کہ اے آقا میں ہوں
فرستادہ ابراہیم بن مالک اشتر کا۔ حنظلہ نے کہا خدا تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے
قریب میرے آ جب وہ قریب گیا اپنی مسند پر اُسے بٹھایا اور خط کو اس سے لیکر بوسہ دیا
اور اپنی آنکھوں پر رکھا بعد اس کے اس کو کھول کر پڑھا اور بآواز بلند رویا اور
جب زاد راہ کی خواہش سے آگاہ ہوا۔ کہا بسر و چشم اس کی تعمیل کرونگا۔ اور جو لوگ
ابراہیم کے روبرو جہاد کرینگے میں اُن سب سے آگے رہونگا۔ اور میں امام مظلوم علیہ السلام
کے خون کا عوض طلب کرنیوالا ہوں۔ بعد اس کے ابن زیاد کے قاصد کی طرف متوجہ
ہوا اور پوچھا تو کس واسطے آیا ہے اس نے ابن زیاد کا خط اس کو دیا جب خط پڑھا اور
دیکھا کہ اس نے لکھا ہے کہ خدا کا خوف کر اور چار لاکھ سوار و پیادہ کی زاد و علف
کو اپنے اوپر واجب تصور کرکے اس کے جمع کرنے میں مشغول و مصروف ہو۔ حنظلہ
نے اوس خط کو چاک کیا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ نطع و شمشیر لاؤ۔ جب اوس کے
روبرو لائے ابن زیاد کے قاصد ملعون کو قتل کیا اور ابراہیم کے قاصد کو خلعت اور
طوق طلا عنایت کیا اور نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار کرکے کہا اپنے امیر کے پاس
جا کر جو حال تو نے بچشم خود دیکھا ہے بیان کر اور ابراہیم کو میرے شہر میں لا
میرے پاس زاد و علف موجود ہے اور یہ شہر اس کا آرامگاہ ہے اور میں اور

میرے فرزندوں کے مطیع و فرمانبردار رہیں اور اس سے عرض کر کہ دشمنوں سے مقابلہ و مقاتلہ کرنے میں کوشش کرے دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب حنظلہ نے ابن زیاد کا خط پڑھا اوس کو زمین پر پھینک دیا۔ اور یہ اشعار کہے اشعار

لا مرحبا بالکتاب حیث اتی ۔ مع قاصدہ ولا بکاتبہ
لاقتلن الرسول منتقما ۔ من قاصد الکفر حیث جاء بہ
ان رسول الحسین حین اتی ۔ من قبل ھذا الی محاربہ
اذاقہ جرعۃ المنون وقد ۔ جاء علیہ بغضا لصاحبہ
نقتل حجلسناہ ھذا بذاک فما ۔ علی من یوم الا مریبہ
واننی والنبی منتقما ۔ من ابن ھند ومن مصاحبہ
وابن مرجانۃ اللعین فقد ۔ بالغ فی الکفر من عجائبہ
لانقذن السہام فیہ ومن ۔ اعوانہ ثم من اقاربہ
ارضی بذاک الالہ خالقنا ۔ واطلب الفوز من مواھبہ
ھذا جواب الکتاب حیث اتی ۔ فیلعن اللہ وجہ کاتبہ

یعنے مرحبا نہ ہو اس خط پر جس کو قاصد لایا ہے اور نہ اس کے لکھنے والے پر ہر آئینہ قاصد کو قتل کرونگا۔ اس لیے کہ وہ قاصد کفر ہے اور اس خط کو لایا ہے بتحقیق جب قاصد امام حسین علیہ السلام اس کے پاس گیا اس سے جنگ کی اور قتل کیا اور اس پر ظلم و ستم کیا بسبب بغض و عداوت آنحضرت کے میں اس کو بعوض اس کے قتل کرونگا۔ اور اس میں مجھ پر جائے ملامت نہیں قسم ہے جناب رسالت مآب کی میں انتقام لونگا ابن ہند سے اور اس کے مصاحبوں سے اور ابن مرجانہ سے عوض لونگا اس نے کفر کو انتہا تک پہنچا دیا اور پھر اس کے مددگار اور عزیز و اقارب سے اور اپنے پروردگار کو بسبب اس کار نیک کے راضی و خوشنود کرونگا۔ اور اس کے فضل و کرم سے ثواب و نجات اخروی کا امیدوار ہوں یہ ہے جواب اس خط کا جو آیا ہے۔ خدا لعنت کرے اس کے لکھنے والے پر بعد اسکے ابن زیاد کے قاصد کو قتل کیا اور جب قاصد ابراہیم کا اس کے پاس آیا حنظلہ نے خط دیا

ان حضرات کے

۵ عجائب فعال ... ہر یہی تیرے انتقام کا اسکو نشانہ بناؤنگا۔ اور عوض لونگا اس سے ...

اور اس کی دینداری کی کیفیت بیان کی ابراہیم بہت خوش ہوا۔ اور پندرہ ہزار سوار
کے ساتھ نصیبین میں آیا اور دیکھا کہ پیشتر سے اُس کے واسطے خیمہ وغیرہ نصب ہیں اور
اس قدر زاد و علف جمع ہے جو بیس ہزار سوار کو کفایت کرے اور دیکھا کہ اہل نصیبین خیاب
امام حسین علیہ السلام کے ماتم دعزا میں گریبان چاک ہیں دوسری روایت میں وارد ہوا
ہے کہ نصیبین کی تمام مرد و عورت واسطے استقبال کے با حالت پریشاں یا لثارات
الحسین کہتے ہوئے باہر نکلے اور زاد و راہ جمع کیا ابراہیم نے کہا قسم ہے آقائے نامدار امام
مظلوم علیہ السلام کی میں بغیر قیمت وا فردئی ہوئے کوئی چیز تم سے نہ لونگا۔ اور ابراہیم کی
عادت یہی تھی کہ اگر کسی سے ایک درہم کا مال خرید کرتا تو اُس کو دو درہم دیتا۔ تمام اہل
نصیبین اُس کی فتح و نصرت کیواسطے دعا کرتے رہتے۔ غرضیکہ ابراہیم بعد قیام ایک
شب و روز کے وہاں سے روانہ ہوا۔ اور حنظلہ مع اپنی اولاد اور خدام اور ہزار
سوار کے اوہی لشکر کے آگے تھا۔ جب قلعہ مارِدین کے قریب پہونچے وہاں کے قلعہ دار
نے جس کا نام مبارک تھا جب دیکھا کہ ایک لشکر عظیم عراق کی طرف سے آتا ہے اپنے فرزند
سے کہا تو جا اور اس لشکر کا حال دریافت کر کے مجھکو اطلاع دے جب اُس کا فرزند
آیا حنظلہ اور اُس کی اولاد کو دیکھا اور وہ قلعہ بھی حنظلہ کے زیر حکم تھا اور ابراہیم اور حنظلہ ہر دو
استاد تھے۔ وہ لڑکا آگے بڑھا اور زمین کو بوسہ دیا حنظلہ نے کہا اپنے باپ کے پاس
جا اور اُس کو میرے پاس لا وہ اپنے باپ کے پاس گیا۔ اور کیفیت بیان کی وہ فوراً
حنظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلام کیا حنظلہ نے اس کو حقیقت حال سے
آگاہ کیا۔ اس نے عرض کی اے امیر اگر ایک ساعت پیشتر تو یہاں پہونچتا میں ابن
زیاد نامراد کو تیرے حوالہ کرتا۔ اور وہ بے محنت اسیر ہو جاتا۔ حنظلہ نے پوچھا تو کیونکر
ابن زیاد کو میرے حوالہ کرتا۔ اس نے کہا ابن زیاد مع اپنی اولاد اور غلاموں کے
چالیس اونٹوں پر سوار ہو کر یہاں آیا تھا اور چالیس لونٹ مال کے تھے اُس نے
ان سب کو اس قلعہ میں بطریق امانت چھوڑ کے خود مقام سندہ میں جو یہاں
سے بیس فرسخ ہے فروکش ہوا ہے۔ ابراہیم نے فرمایا خدا تجھکو جزائے خیر دے

اس کے حرم و اولاد کہاں ہیں آدمی نے کہا میرے پاس قلعہ میں موجود ہیں۔ حکم
دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ اوس نے کہا بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور قلعہ
میں جا کر ابن زیاد کی اولاد کو لے آیا وہ چار لڑکے تھے جو سب سے بڑا تھا اُس کی عمر دس
برس کی تھی اور چار سو کنیز اور چالیس شتر پر از اموال اور سو صندوق تھے جن میں
حریر و دیبا وغیرہ بھرا تھا جب ان سب کو ابراہیم کے روبرو لائے ابراہیم نے
کہا ایہا الناس ابن زیاد نے علی بن الحسین کو دس برس کے سن میں اور عون ابن علی کو
چودہ برس اور یحییٰ بن علی کو پندرہ برس اور حضرت عباس بن علی کو تیس برس
کے سن میں شہید کیا۔ اور باقی شہدائے اہلبیت علیہ السلام کے نام بھی جو اٹھارہ
بزرگوار تھے بیان کیا اور کہا کہ ابن زیاد نے اہلبیت رسول صلعم کی حرمت کا خیال
نہ کیا اور ان کو اسیر کر کے شتران بے پردہ و کجاوہ پر سوار کیا قسم ہے خدا کی ہیں
ذریت عبید اللہ ابن زیاد سے کسی کو باقی نہ چھوڑونگا۔ بعد اس کے تلوار میان سے کھینچی
اور اُس کے اصحاب نے بھی اپنی اپنی تلواروں کو میان سے باہر نکالا غرضیکہ اس کے
حرم اور اولاد کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا بعد اُس کے قلعہ دار نے حنظلہ
سے مخاطب ہو کر عرض کی اے امیر اگر تجھکو منظور ہو میں ابن زیاد کو بے جنگ و
جدل گرفتار کر دوں ابراہیم نے آگے بڑھ کے اُس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا
اے مبارک کس تدبیر سے وہ اسیر ہو سکتا ہے اُس نے کہا میں اور تو اور میرا
فرزند اس کے پاس بھیجوں اور وہ جا کر اس سے یہ بیان کرے کہ میرا باپ بعد
سلام کے کہتا ہے کہ حنظلہ ابراہیم کا شریک ہوا اور اُس کی بیعت کی اور قسم کھائی
ہے کہ اس کے ہمرکاب جہاد کرے تجھکو معلوم ہے کہ جس قلعہ میں ہوں وہ حنظلہ کا
ہے اور میں اُس کی جانب سے قلعہ دار ہوں اور مجھکو یہ خوف ہے کہ مبادا وہ قلعہ
میں آئے اور اس کو معلوم ہو کہ تیرا مال و اسباب اور اولاد حرم قلعہ میں ہیں اور اُن
سب کو بہ جبر و قہر چھین لے اور میں حنظلہ کو کسی طرح روک نہیں سکتا تو تنہا میرے
خیمہ میں آنا کہ اس بارہ میں مشورہ کر دوں مگر کسی کو اپنے ہمراہ نہ لانا مجھکو خوف ہے

۲ جائیں اور اپنا خیمہ اس کے لشکر کے مقابل نصب کریں۔ اور میں اپنے فرزند کو اس کے پاس

کہ شاید تیرے لشکر میں کوئی شخص اُس کا جاسوس ہو اور اس امر کی خبر پہونچائے
ابن زیاد اس خبر کو جب سنیگا ضرور میرے پاس آئیگا۔ اور اس کو مجھ پر اعتماد ہے
اور اپنے عیال کو میرے سپرد کیا ہے جب وہ ملعون آئیگا اُس کو اپنے اور تیرے
درمیان بٹھاؤنگا تو اپنی شمشیر آبدار سے اُس کو قتل کر کے اپنے لشکر میں پھر آنا
اور یہ امر کسی پر ظاہر بھی نہ ہوگا۔ ابراھیم نے کہا خدا تیرے منہ کو قیامت
میں نورانی کرے بہت خوب مشورہ دیا لیکن میں ایک اور مشورہ تجھکو دیتا ہوں
اس نے عرض کی وہ کیا ہے کہا مجھکو خبر ملی ہے کہ اس کے ہمراہ تانبے کی بہت
سی چھوٹی کشتیاں واسطے عبور دریا کے اونٹوں پر لدی ہیں۔ میرے نزدیک
یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں موافق تیرے کہنے کے تیرے ہمراہ جاؤں اور میرے
لشکر کے پانچ پانچ ہزار سوار مقام عبور کے چپ و راست پوشیدہ رہیں اور دو ہزار
قلب لشکر میں اور باقی تمام فوج مجھ سے قریب ہی اگر اُس کا قتل کرنا خیمہ میں
ممکن ہوا مقام شکر خدا کا ہے اور اگر ممکن نہ ہوا تو میں تیرے ہمراہ عبور گاہ پر توقف
کرونگا کس لیے کہ ان کشتیوں پر سوائے ایک شخص کے دوسرا سوار نہیں
ہوسکتا۔ اور میں تیرے پہلو میں کھڑا رہونگا۔ تاکہ وہ مجھکو تیرے فرزندوں سے
تصور کرے جب وہ قریب آئیگا اُس کو قتل کرونگا۔ اور خاک مذلت پر گراؤنگا۔
مبارک قلعہ دار نے کہا جو تجھکو مناسب معلوم ہو مطابق اس کے عمل کر میں
اور میرے فرزند تیرے تابع ہیں۔ مگر اپنے لشکر کو حکم دے کہ تجھ سے اس قدر قریب
رہیں کہ تیری آواز سن سکیں۔ ابراہیم نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور حکم دیا
کہ عبورگاہ پر حاضر رہیں اور خبر لیتے رہیں کہ کیا امر واقع ہوتا ہے انہوں
نے اُس کے حکم کی اطاعت کی بعد اس کے ابراہیم ہمراہ قلعہ دار کے پانچہزار
سوار ہمراہ لیکر بعد عشا کے روانہ ہوا جب قریب لشکر ابن زیاد کے پہونچا ایک
میدان نظر آیا۔ درخت بہت تھے۔ اُس کو کمین گاہ مقرر کیا اور باقی دن وہاں
بسر کرکے وقت شب اس نے لشکر گاہ کے روبرو پہونچا اور اپنے غلاموں کو

خیمہ نصب کرنیکا حکم دیا - اور بعد نصب ہونے خیمہ کے دونوں اُس میں بیٹھے
اور مبارک نے اپنے فرزند کو ابن زیاد کے پاس بھیجا - اور یہ پیام دیا کہ تو تنہا میرے
پاس آ اور کسی کو اپنے آنے کی خبر نہ کر کس لئے کہ لشکر ابراہیم کا نصیبین تک
پہونچا ہے اور حنظلہ اُس کا شریک ہوا اور قسم کھائی ہے کہ اس کے ہمرکاب
جہاد کرے - اور میں ڈرتا ہوں کہ شاید اُس کو خبر ہو جائے - کہ تیری اولاد اور
حرم قلعہ میں میرے پاس ہیں تو بہت جلد تنہا میرے پاس آ تا کہ خلوت میں تجھ
سے مشورہ کروں اور مجھکو خوف ہے کہ تیرے لشکر میں کوئی جاسوس ابراہیم کا نہ ہو
فرزند مبارک کا ابن زیاد کے پاس گیا اور پیام پہونچایا ابن زیاد یہ حال سنکر پریشان
خاطر ہوا - اور بسبب شدت اضطراب کی اسی وقت اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہوا
اور فرزند مبارک کے ہمراہ اس کے خیمہ میں آیا اور ایک غلام ایک شمع بقدر قامت
انسان کے روشن کر کے اُس کے آگے چلتا تھا - اور اس خیمہ سے عبور گاہ ایک
میل سے کم تھا - جس وقت مبارک نے اُس کو دیکھا تعظیم کی اور ہاتھوں کو بوسہ
دیا - اور ابراہیم نے بھی اُس کے ہاتھ چومے اور ایک روایت میں وارد ہوا
ہے کہ ابراہیم نے اُس کے ہاتھوں کو بوسہ نہ دیا اور وہ متعجب ہو کر اُس کو دیکھتا
تھا - اور مبارک اس کو اپنی طرف متوجہ اور باتوں میں مشغول کرتا تھا - ابراہیم کہتا
ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس کے قتل کے واسطے اٹھوں مگر یہ اندیشہ کیا کہ خیمہ
تنگ ہے اگر اپنی تلوار میان سے نکالوں ہاتھ اونچا نہیں کر سکتا - معلوم نہیں
کہ تلوار میری کام کرے یا نہ اور وہ بھی شجاع ہے اور شمشیر برہنہ اس کی ران
پر رکھی ہوئی ہے اور علاوہ اس کے چار لاکھ سوار اس کے لشکر میں ہیں ایسا نہ ہو
کہ ان کو پکارے اور وہ لوگ آ کر مجھکو اسیر کریں - راوی بیان کرتا ہے مبارک
اُس کو باتوں میں مشغول کر کے منتظر تھا - کہ ابراہیم اُس کو قتل کرے مگر ابراہیم نے
سر نہ اٹھایا - اس اثنا میں ابن زیاد نے مبارک سے کہا جیسا تو نے بیان کیا اگر
کیفیت یہی ہے تو میں کس لئے تاخیر کروں اسی وقت جا کر لشکر کو حکم دیتا ہوں

کہ نقارہ کوچ کا بجائیں اور قبل اُس کے کہ ابراہیم اپنے مقام سے حرکت
کرے میں اُس کے سر پر پہونچتا ہوں مبارک نے کہا میری رائے بھی یہی ہے
ابن زیاد اُٹھا اور مبارک سے کہا تو معہ اپنے فرزندوں کے عبورگاہ پر حاضر رہ
تاکہ تجھ سے گفتگو کروں۔ بعد اس کے خیمہ سے باہر نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا
اور اپنے لشکر میں گیا۔ مبارک نے ابراہیم سے کہا قسم ہے خدا کی میں تجھکو
سوائے مسلم بن عقیل کے اور کسی سے تشبیہ نہیں دے سکتا ہوں ان کو بھی
ہانی بن عروہ کے گھر میں ابن زیاد کے قتل کا موقعہ ملا اور قتل نہ کیا۔ ابراہیم نے
جواب دیا خدا رحمت کرے تجھپر میں نے یہ خیال کیا کہ وہ بیٹھا ہے اور شمشیر برہنہ
اُس کے پاس ہے اور خیمہ چھوٹا ہے اور لشکر اُس کا بہت قریب ہے مبادا وہ
اپنے لشکر کو آواز دے اور وہ اگر مجھکو قید کرلیں دوسرے مقام پر اُس کا قتل
کرنا مناسب جانا۔ اور میں فضل خدا سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ملعون میرے ہاتھ
سے نجات نپاویگا۔ ابن زیاد جب بتعجیل تمام اپنے لشکر میں پہونچا۔ منادی نے
آواز الرحیل کی بلند کی اور نقارہ کوچ کا بجا۔ ابراہیم نے معہ مبارک اور اُس کے
فرزندوں کے عبورگاہ پر توقف کیا ان لوگوں نے دیکھا۔ کہ ابن زیاد کا لشکر فوج
فوج آتا ہے اور عبور کرنے میں تعجیل کرتا ہے اور لوگ تانبے کی کشتیوں میں سوار
ہو کر عبور کرتے ہیں اور ان کشتیوں میں تخت چوبی نصب تھے لاکھ سوار نے اسی
طرح عبور کیا بعد اُس کے ابن زیاد آیا۔ استر اشہب پر عماری میں جو مانند برج کے
مستحکم تھے بیٹھا تھا۔ اور اس عماری کو طلا و دیبا سے جس میں شترمرغ کے پر بھرے
ہوئے تھے۔ اور موتی جڑے تھے۔ مزین کیا تھا۔ اور سفیدی موتیوں کی سرخی طلا
میں مثل شمع کے چمکتی تھی اور اس کے سر پر ایک خود طلائی تھا جسمیں جواہر نصب
تھے۔ اور اس ملعون کو زینت و آرایش بہت زیب دیتی تھی۔ اور گرد عماری کے
غلامان رومی تیس شمعیں طلائی طشتوں میں لیئے ہوئے تھے۔ اور اس کے چپ
راست دو شمعیں عنبر کی روشن تھیں۔ جب ابراہیم نے دیکھا کہ ابن زیاد آتا ہے۔

اپنی تلوار کو سنبھالا اور اپنے منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھا۔ خادموں نے ابراہیم سے
کہا راہ سے کنارے ہو جا تاکہ امیر عبور کرے ابراہیم اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ اور کہا مجھکو
امیر سے ایک حاجت ہے جب ابن زیاد قریب ابراہیم کے پہونچا ابراہیم نے فریاد
کی اور کہا پناہ مانگتا ہوں خدا سے اور امیر ابن زیاد سے جب فریاد کی صدا اوس
کے کان میں پہونچی سر اپنا عماری سے باہر نکالا ابراہیم نے ہاتھ بڑھا کر ابن زیاد کو عماری
سے کھینچکر زمین پر گرا دیا۔ اور آواز یا الثارات الحسین کی بلند کی ابراہیم کے اہل لشکر
جو کمین گاہ میں چپ و راست پوشیدہ تھے نکل آئے اور ابن زیاد کے لشکر پر حملہ کیا
اور مبارک قلعہ دار اور اُس کے فرزندوں نے بھی تلواریں کھینچ کر حملہ کیا اور آواز یا
الثارات الحسین کی چاروں طرف سے بلند ہوئے اور صبح تک اُن کو قتل کیا۔ جب صبح
ہوئی ایک لاکھ دشمنانِ دین قتل ہو چکے تھے۔ اور ایک لاکھ اسیر ہوئے
ابن زیاد لعین کے دونوں بازو مضبوط باندھے اور دو سو سوار جنپر نہایت اعتبار
تھا اون کو ابراہیم نے ابن زیاد کی حفاظت کے واسطے مقرر کیا انہوں نے ہر
طرف سے اُن کا احاطہ کیا۔ اور ہر شخص اُس کو طپانچے لگاتا اور دشنام دیتا اور
اُس کے منہ پر تھوکتا تھا اور کہتا تھا۔ اے دشمن خدا و رسول تجھکو یہ یقین تھا
کہ جس طرح تو نے عزت و احترام اولاد رسول سے غفلت کی تھی خدا بھی تجھ
سے غافل ہے دنیا میں تیرے واسطے یہ عذاب ہے اور آخرت میں بھی خدا تجھ
سے عیوض لیگا اور جناب رسولخدا اور جناب امیر المومنین جس کے دشمن ہونگے
اُس کے واسطے عذاب الیم اور عقاب جحیم ہے ابن زیاد کے جو اہل لشکر باقی رہ
گئے تھے۔ بعضے دریا میں غرق ہوئے۔ اور بعضے صحرا کی طرف بھاگے اور کچھ لوگ دمشق
میں مروان کے پاس گئے ابراہیم نے کہا کہ آہنی کرسی لائیں اور نطع بچھائیں بعد اسی
کے ابراہیم اور اس کے اصحاب خون آلودہ بیٹھے اور حکم دیا کہ ابن زیاد کو لاؤ نہایت
ذلت و خواری سے اُس کو ابراہیم کے روبرو لائے دونوں ہاتھ اُس کے شانوں سے
بندھے تھے۔ ابراہیم نے آگ روشن کرنیکا حکم دیا اور اپنے خنجر کو کھینچا اور وہ نہایت
تیز و آبدار تھا۔ اگر استخوان شتر پر گرتا اس کو کاٹ ڈالتا۔ غرض ابراہیم نے اُسی خنجر سے

اوس کے بدن سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹا اور نیم بریاں کرکے اوس کو کھلاتا اگر وہ کھانے
سے انکار کرتا خنجر لگاتا تین دن اوس کو ابراہیم نے ہر طرح کی سختی اور عذاب میں مبتلا رکھا
اور جب قریب بہ ہلاکت پہونچا خنجر سے کہ اوس کے سر کو بیچ گوش سے کاٹا اور اس کے
بدن کو جلا دیا۔ ابو مخنف لکھتا ہے بعد اوس کے ابراہیم نے پچاس ہزار سر اون ملاعین کے
اور مطابق دوسری روایت میں ہزار سر ناقوں پر بار کیا اور ابن زیاد کا سر ان سب
کے آگے تھا اور پانچ ہزار اونٹ اور گھوڑوں پر تمام اسلحہ و ظروف جو غنیمت میں
ملے تھے بار کرکے سب اسیروں کے جو مطابق ایک روایت کے تیراسی ہزار تھے
ناک اور کان کاٹ کے مختار کے پاس بھیجا۔ اور تمام کیفیت اس جنگ اور اعانت حنظلہ
و مبارک کے اوس کو لکھی۔ جب وہ سر قریب کوفہ کے آئے مختار کوفہ سے باہر نکلا اور
ملعون کے تشہیر کا دیا۔ تمام دوستان اہلبیت اظہار اس امر سے نہایت خوش ہوئے
اور جب ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے لائے اوس پر تھوک دیا اور آگ میں جلانیکا حکم دیا

فصل چھٹی

مروان کے نامزد ہونے کا عامر بن ربیعہ کو مع لشکر واسطے جنگ مختار کے اور قتل ہونا اوس کا ابراہیم بن مالک اشتر کے ہاتھ سے

ابو مخنف کہتا ہے جب سپاہ ابن زیاد کی بھاگ کر بذلت و خواری دمشق میں مروان کے
پاس پہونچے بہت پریشان۔ اور جب ابن زیاد کے قتل ہونیکا حال بیان کیا مروان
نہایت غمناک ہوا اور دوسرے دن دمشق کی مسجد جامع میں بالائے ممبر جاکر کہا
ایہا الناس آگاہ ہو کہ خارجیوں نے مختار کے ساتھ خروج کرکے شہروں میں فتنہ اور
فساد برپا کیا ہے تم سے کونسا شخص ایسا ہے جو ان سے لڑنے کو جائے اور سب کو ہلاک
کرے عامر بن ربیعہ شیبانی اٹھا اور کہا اے امیر میں اس مہم کو سر کرونگا۔ مروان نے کہا
تو قسم کھا اس امر پر کہ بیوفائی نہ کریگا۔ اور کسی کو ان میں سے زندہ اور باقی نہ چھوڑیگا

حتےکہ حاملہ عورتوں کے شکم چاک کرکے جو لڑکے شکم مادر میں ہوں وہ بھی قتل کیئے جائیں
اس نے کہا میں بسروچشم ان سب کاموں کو مطابق تیری مرضی کے بلکہ اس سے زیادہ
بجالاؤنگا اور بعد اس کے قسم کھائی مروان نے جب اس کو ہمہ تن اس کام میں آمادہ پایا
چار لاکھ سوار اُس کے ساتھ کیئے اور وہ دمشق سے کوچ کر کے جانب کوفہ روانہ ہوا۔ یہاں
تک کہ کوفہ سے آٹھ فرسخ کے فاصلہ پر آکر فروکش ہوا۔ اتفاقاً مختار واسطے شکار کے حیرہ
کی طرف جاتا تھا صحرا میں ایک شخص نظر آیا۔ حکم دیا کہ اس کو گرفتار کر کے میرے روبرو لاؤ
جب اُس کو لائے کہا جو کچھ میں تجھ سے پوچھوں راست راست بیان کرو ورنہ قتل کردونگا
اُس نے کہا اے امیر صدق باعث نجات ہے اور میں جاسوس ہوں اس امر کے
دریافت کرنے کو آیا ہوں کہ تیرا لشکر کہاں فروکش ہے اور بعض روایات میں
وارد ہوا ہے کہ مختار نے اس کو دیکھکر پوچھا اے برادر تو کہاں سے آتا ہے اور
کہاں جائیگا۔ اس نے کہا مروان بن حکم کے لشکر سے آتا ہوں اور عامر بن ربیعہ
کے پاس جاتا ہوں اور مروان نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ عامر دو لاکھ سوار کے
ساتھ کوفہ کی طرف واسطے قتل مختار کے روانہ ہوا ہے۔ مختار نے کہا اپنا حال
راست راست بیان کرو ورنہ تجھکو ابھی قتل کرتا ہوں۔ اس نے کہا میں ایک شخص
قبیلہ ازد سے ہوں اور مختار کے لشکر میں ایک میرا ابن عم ہے اور میں بخوف اس کے
ہلاک ہونے کے چاہتا ہوں کہ اس کو کوفہ سے لیجاؤں کیونکہ مروان نے لشکر عظیم روانہ
کیا ہے اور تاکید کی ہے کہ تمام اہل کوفہ کو قتل اور اُن کی عورتوں کو اسیر کریں مختار نے
دریافت کیا کہ میرے لشکر میں قبیلہ ازد کے کتنے آدمیوں کے نام درج ہیں۔ اُس کے
اصحاب نے عرض کی سوائے ایک شخص کے اور کوئی نہیں ہے اس کے حاضر کرنیکا حکم
دیا جب وہ حاضر ہوا مختار نے اس سے کہا اگر تجھکو منظور ہو میرے پاس رہ
اور اگر تجھکو منظور ہو اپنے ابن عم کے ہمراہ جا۔ اور ایک خلعت اور دینار
اشرفی اس کو دیکر کہا تو امیر عامر کے پاس جا اور میں سمجھا کہ تو اس کا جاسوس
تھا۔ اور جب وہ تجھ سے حال دریافت کریگا تو یہاں کی کیفیت کیا بیان کریگا

اس نے کہا میں بیان کرونگا کہ مختار کے پاس ساٹھ ہزار سوار ہیں مختار نے کہا
میں تجھکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جھوٹ نہ کہہ اور جو امر راست ہے بیان کر
اور اُس کو اطلاع دے کہ مختار کا لشکر معہ اصحاب ابراہیم کے بیس ہزار سوار
ہیں اس نے اس امر کو قبول کیا اور مختار نے اُس کو پھر پیشتر سے زیادہ انعام
دیا۔ وہ شخص رخصت ہوکر عامر بن ابی ربیعہ کے پاس گیا اور سب کیفیت
ابتدا سے انتہا تک بیان کی عامر نے اس سے کہا میری ایک حاجت تجھ سے
ہے اگر اُس کو بر لائیگا دس ہزار دینار اور دس ہزار درہم تجھکو انعام دونگا اس
نے کہا اے امیر وہ حاجت کونسی ہے عامر نے کہا تو مختار کے لشکر میں جا اور
میرے اصحاب جو مختار کے لشکر میں ہیں اُن کو میرا خط دے اور ان کے نام جو بنابر
اختلاف روایات کے چودہ یا پندرہ تھے بیان کیے اور کہا میں نے ان سب
کو قسم دی ہے کہ وہ مختار کو قتل کریں اور میں نے سُنا ہے کہ وہ لوگ اصحاب خاص
مختار سے ہیں اس شخص ازدی نے کہا اے امیر ڈرتا ہوں کہ اگر پھر مختار کے
لشکر میں جاؤں اُس کے جاسوس مجھکو گرفتار کر کے قتل کریں عامر نے کہا
میں تجھکو ایک حیلہ بتاتا ہوں اگر تو مطابق اُس کے عمل کریگا یہ خوف باقی نہ
رہیگا۔ بلکہ تو مختار سے انعام پائیگا اُس نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہے عامر نے
کہا دس ہزار دینار اور دس ہزار درہم اور اس کے سوا جو کچھ مختار نے تجھکو دیا
ہے ان سب کو اپنے اہل و عیال کو دے اور یہ لباس اپنا اوتار کے ایک لباس
بوسیدہ اور خراب پہن اور میرے خط کو اپنے پیراہن میں چھپا کر مختار کے لشکر کی طرف
روانہ ہو اور جب قریب لشکر کے پہونچنا سر و پا برہنہ لشکر میں داخل ہونا جب
جاسوس تجھکو دیکھیں گے۔ ضرور قید کر کے مختار کے پاس لیجائیں گے وہ تجھکو
پایں حال خراب دیکھکر حال دریافت کریگا۔ اُس سے کہنا کہ عامر کو جب یہ خبر
ہوئی کہ تو نے تجھکو انعام و خلعت دیا ہے مجھکو خوب مارا اور وہ سب چیزیں مجھ
سے چھین لیا اور میرے قتل کا حکم دیا مگر بسبب سفارش اپنے بنی اعمام کے رہا

ہوا۔ اور تیری خدمت میں حاضر ہوا ہوں وہ اس حال کو سنکر تجھ پر رحم کریگا
تجھ کو خلعت و انعام دیگا اپنے اصحاب میں شامل کریگا جب تجھکو اس سے اور
اُس کو تجھ سے اطمینان حاصل ہو میرا خط ان لوگوں کو کہ جن کے نام میں نے
بیان کئے ہیں پہونچا اوس نے اس امر کو قبول کیا اور جو کچھ عامر سے کہا مختار نے
اس سے عمل کیا اور اپنے ناقہ پر سوار ہوکر کوفہ کی طرف چلا۔ جب اسی فرسخ طے
کرکے نواحی حیرہ میں پہونچا مختار بھی اس وقت حیرہ کی جانب گیا تھا مختار بھی اس
وقت حیرہ کی جانب گیا تھا۔ ایک سوار کو صحرا میں دیکھا۔ حکم دیا اُس کو گرفتار کرکے
لاؤ جب وہ روبرو آیا مختار نے اسے پہچانا۔ کہ یہ وہی ازدی ہے پوچھا اے
برادر کیا خبر لایا ہے اور کس لیے پریشان حال ہے ازدی نے کہا اے امیر جب عامر کو
یہ حال معلوم ہوا کہ تو نے مجھکو انعام دیا ہے میرے قتل کا ارادہ کیا اور جو کچھ تو نے
عنایت کیا تھا وہ چھین لیا۔ بسبب سفارش میری قوم و قبیلہ کے میری جان
بچی اب میں تیری خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ جب مختار نے اُس کا یہ کلام سنا
حکم دیا کہ پانچہزار اشرفی اور خلعت اُس کو دیں اور اوس پر بہت شفقت و
مہربانی کی۔ راوی کہتا ہے جب ازدی نے مختار کی شفقت و مہربانی دیکھی
اپنے دل سے کہا کہ یہ دنیا دار فنا اور آخرت دار بقا ہے اور مختار اور اہل لشکر
سب اہل ایمان ہیں اور یہ لوگ لہو و لعب اور شراب و جمیع محرمات سے کنارہ
کش ہیں اور سوائے ذکر خدا اور رسول اور تلاوت قرآن کے دوسرا شغل نہیں
رکھتے اگر کسی کے پاؤں کو لغزش ہوتی ہے دشمنان اہل بیت پر لعن کرتے
ہیں اور جب پانی پیتے ہیں امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر اور اُن لوگوں پر
جنہوں نے حضرت پر پانی بند کیا لعن و نفرین کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں
اپنی آخرت کو دنیا کے واسطے ضائع نہ کرونگا۔ بعد اُس کے مختار کے پیچھے آیا
اور زمین کو بوسہ دیکر کہا اے امیر میں چاہتا ہوں کہ تنہائی میں تجھ سے کچھ عرض
کروں اور اس میں تیرا فائدہ عظیم ہے مختار نے اُس کو علیحدہ لیجا کر حال پوچھا

اُس نے تمام کیفیت عامر بن ربیعہ کی بیان کی اور کہا تیرے لشکر میں اس کے جاسوس
موجود ہیں اور وہ لوگ چودہ یا پندرہ بنابر اختلاف روایات کے ہیں اور اُن
سب کے نام سے آگاہ کیا اور عامر نے جو خط اون لوگوں کے نام لکھا تھا مختار کو دیا
اور کہا اے مولا میں نے فنائے دنیا اور بقائے آخرت میں فکر کی اور
خدا کی درگاہ میں توبہ کی۔ راوی کہتا ہے مختار اُس کے اس کام سے نہایت
خوشنود ہوا۔ اور اپنے لشکر میں مراجعت کر کے ابراہیم سے یہ سب ماجرا بیان
کیا اور عامر کے مکر و فریب اور جاسوسوں کے نام سے اطلاع دی بعد اُس کے مختار
نے حکم دیا کہ اون پندرہ آدمیوں کو حاضر کریں جن کے نام ازدی نے بیان کیے
تھے وہ مختار کے قتل کرنے کی فکر میں تھے۔ جب وہ روبرو آئے مختار نے اپنا
عمامہ زمین پر پھینکا اور تلوار میان سے کھینچ کر چودہ آدمیوں کو قتل اور ایک کو
رہا کیا۔ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ازدی نے اس حال کی اطلاع
مختار کو دی مختار نے اپنے غلام کو ابراہیم کے پاس بھیجا اور عامر کے خط کی اطلاع
دی ابراہیم نے ازدی سے پوچھا اے برادر جو کچھ امیر نے فرمایا راست ہے اُس
نے کہا ہاں ابراہیم نے ان سب کو جن کے عامر نے خط لکھا تھا طلب کیا تھا
جب وہ حاضر ہوئے اُن سے کہا امیر کے پاس کئی خط آئے ہیں اور وہ چاہتا
ہے کہ تم سے مشورہ کرے اپنے ہتھیار رکھ کر خلوت میں اس کے پاس جاؤ اور
ابراہیم نے پہلے اپنے ہتھیار رکھ دیے ان لوگوں نے ابراہیم کے حکم
کی تعمیل کی اور مختار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مختار اپنے ہاتھ میں ایک حربہ
لیے ہوئے تھا جس کا وزن دس رطل عراقی تھا جب مختار نے ان کو دیکھا
ازدی کو طلب کیا اور اپنے حربہ کو حرکت دے کے ازدی سے کہا تجھکو قسم دیتا ہوں
خدائے عزوجل کی جو کچھ تو نے بیان کیا وہ راست ہے مختار نے اپنا ہاتھ
بلند کیا اور ان سب کو قتل کیا۔ سوائے ایک شخص کے ابراہیم جو اس کے
پاس جو باقی رہ گیا تھا گیا اور کہا کہ امیر ان لوگوں کے قتل سے نادم ہوا اور راست

ازدی نے کہا میں قسم کھاتا ہوں خدائے کعبہ کی جو کچھ ... نے بیان کیا تھا وہ سب راست ہے۔

راست بیان کر کہ کیا ارادہ تم لوگوں کا تھا۔ اور کس طرح مختار کو قتل کرتے اُس نے
کہا قسم ہے خدا کی مختار نادم ہو یا نہ ہو ہم لوگ ہمیشہ موقعہ قتل کرنیکا ڈھونڈتے
تھے اور اُس وقت تیرے اور مختار کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تھا۔ مگر تم نے پیشقدمی
کی اور فی الواقع تم نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ راوی کہتا ہے ابراہیم نے اپنا حربہ
جس کا وزن تین رطل کا تھا۔ اُس کے سینہ پر مارا۔ وہ اُس کی پشت سے باہر
نکل گیا اور وہ ملعون بھی ہلاک ہوا۔ بعد اُس کے ابراہیم نے ازدی کو ایک خلعت
فاخرہ عنایت کیا اور مختار نے اپنے اصحاب سے کہا جو شخص تم میں سے جناب امام
حسین علیہ السلام کی محبت رکھتا ہو اس ازدی کو جو کچھ ممکن ہو سکے عطا کرے۔ راوی
کہتا ہے کہ اہل لشکر اشرفی اور لباس ہائے فاخرہ اُس کی طرف پھینکتے تھے۔ یہانتک
کہ اس کے قد کے برابر جواہرات کا ڈھیر جمع ہوا۔ ازدی نے مختار سے کہا اے امیر قسم ہے
خدا کی میں اس مال سے ایک درہم و دینار بھی نہ لونگا۔ اور مجھ سے زیادہ اصحاب
امام حسین علیہ السلام اس مال کے مستحق ہیں اور اگر مجھکو مال دنیا کی خواہش ہوتی تو
جو انعام کے عامر نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو ترک نہ کرتا۔ اور یہ کام میں نے
محض واسطے خوشنودی خدا کے کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ عامر بن ربیعہ کو اسیر
کر کے تیرے حوالہ کروں۔ مختار نے کہا یہ امر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے اُس نے کہا ابراہیم
کو میرے ہمراہ روانہ کر جب اوس کے لشکر کے قریب پہونچونگا۔ ابراہیم کو کمین گاہ
میں چھوڑ کر خود اس کے پاس جا کر کہونگا میں نے تیرے خطوط جن جن کے نام تھے
اُن کو دیا ان سب نے ایک شخص کو میرے ساتھ بھیجا ہے کہ تجھ سے عہد و پیمان
اس امر کا لے کہ جب وہ مختار کو قتل کریں تو اُن کے انعام میں کمی نہ کر اور تیرے
پاس اُن کی قدر و منزلت زیادہ ہو اور وہ شخص جو میرے ساتھ آیا ہے مختار
کے قتل کے بارہ میں کچھ تجھ سے مشورہ بھی کریگا تو میرے ہمراہ تنہا لشکر سے
علیحدہ ایک گوشہ میں چل ابراہیم نے کہا تو نے یہ نہایت خوب مشورہ دیا اور اوس
کے ہمراہ جانیکا ارادہ کیا مطابق دوسری روایت کے ازدی نے مختار سے استدعا

کی کہ وہ خود ازدی کے ساتھ عامر کے قتل کرنے کو جائے۔ ابراہیم نے کہا اس نے
مشورہ خوب دیا مگر ایک بات میرے ذہن میں بھی آئی ہے مختار نے پوچھا وہ کیا ہے
ابراہیم نے کہا تو جانا چاہتا ہے ایسے لشکر میں کہ جس کی تعداد چار لاکھ ہے اور ضرور
ان کے جاسوس بھی ہونگے۔ اور تو امیر ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جو تجھکو نہ
پہچانے میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح میں نے ابن زیاد کو حیلہ و تدبیر سے قتل
کیا اس کو بھی قتل کروں۔ مختار نے کہا جیسا تجھکو مناسب معلوم ہو ویسا کر میں کوئی
کام تیری رائے کے خلاف نہیں کر سکتا۔ ابراہیم نے کہا ازدی کو میرے سپرد کر
مختار نے اجازت دی اور اس ازدی کو ابراہیم اپنے گھر لایا۔ اور اس کے ساتھ کھانا
کھایا جب کھانے سے فارغ ہوئے ابراہیم نے کہا مجھکو یقین کامل ہے کہ تو اہلبیت اطہار
سے محبت رکھتا ہے اور رائے تیری بہت درست ہے مگر مختار سردار لشکر ہے۔ اور
ہم سب اس کے تابع ہیں اگر وہ ہلاک یا گرفتار ہوگا۔ تمام رعیت برباد ہو جائیگی
میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ خود تیرے ہمراہ چلوں ازدی نے کہا بہت بہتر ابراہیم
نے لباس سفر کا پہنا اور اپنی زوجہ سے کہا جب امیر مجھکو طلب کرے کہنا ازدی
کے ہمراہ اپنے دیہات کے دیکھنے کو گیا ہے اور خود اس کو ہمراہ لے کر عامر کے لشکر
کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس کا لشکر وہاں سے چالیس فرسخ کے فاصلہ پر تھا جب
قریب اس کے لشکر کے پہونچا جاسوسوں نے دونوں کو اسیر کیا اور ازدی کو پہچان کر
اسے پوچھا کہ تیرے ہمراہ کون شخص ہے اس نے کہا میرا ابن عم ہے۔ ابراہیم نے کہا
انا للہ وانا الیہ راجعون عامر مجھکو اچھی طرح پہچانتا ہے بعد اس کے جاسوس عامر
کے پاس گئے۔ اور کہا اے امیر ازدی کو تو نے مختار کے پاس بھیجا تھا۔ وہ آیا ہے اور ایک
شخص اس کے ہمراہ ہے ہم لوگ اس کو نہیں پہچانتے۔ اور وہ کہتا ہے کہ میرا ابن عم ہے
عامر نے کہا ان دونوں کو میرے پاس لاؤ جب وہ اس کے روبرو لے گئے۔ ابراہیم
وہاں بند باندھے ہوئے تھا۔ عامر نے ابراہیم کو دیکھتے ہی پہچانا اور کہا اللہ اکبر
اے ابراہیم اپنا منہ کھول آیا تجھکو یہ گمان تھا۔ کہ میں تجھکو نہ پہچانونگا قسم خدا کی

اب تجھ میں اس بری طرح سے قتل کرونگا جو تمام دنیا میں یادگار رہے۔ ابراہیم نے کہا اے عدو خدا
بزرگ ہے شان اس کی بہت تا تجھ سے قتل نہ ہوں اور وہ اپنے فضل و کرم سے مجھکو تجھ
پر غالب کرے عامر نے اپنے اہل لشکر کو ابراہیم کے گرفتار کرنیکا حکم دیا۔ انہوں نے گرفتار
کرلیا اور دونوں ہاتھ شاخوں سے باندھے بعد اس کے عامر نے شمشیر اور نطع طلب کیا۔
جب نطع اور شمشیر لائے۔ راوی کہتا ہے وقت غروب آفتاب کا تھا بعض حاضرین نے
عرض کیا اے امیر تجھکو خوب معلوم ہے کہ ابراہیم دوستدار مختار کا اور سردار اس کے لشکر کا
ہے اور یہ وقت شام ہے صبح کو حکم دے کہ لشکر میں نادی کریں اور نقارہ بجائیں اور منادی ندا
کرے تاکہ تمام اہل لشکر مجتمع ہوں اس وقت ان کے روبرو اس کو قتل کر اور اس کے قتل
کے بعد مختار کو گھیر کر اسیر کرے اور حاکموں کی عادت یہی ہے کہ گنہگاروں اور
دشمنوں کو ایک مدت تک قید رکھتے ہیں بعد اس کے قتل کرتے ہیں تو تعجیل کیوں
کرتا ہے اور وقت شب اس کو کیوں قتل کرنا چاہتا ہے۔ عامر کو ان کی بات پسند آئی
اور ابراہیم کو اپنے سرداران لشکر کے سپرد کیا۔ اور چار سو رکیبان لشکر کو اس کی
حفاظت کیواسطے مقرر کیا۔ اور نگہبانی کی تاکید کی۔ القصہ ابراہیم کو ایک خیمہ میں
لے گئے۔ اور زمین پر چار میخیں نصب کر کے دو میخوں سے دونوں ہاتھ اور دو میخوں
سے دونوں پاؤں اس کے باندھے اور اسی طرح اندی کو بھی باندھا اور یہی لکھا ہے
جب سب لوگ سو گئے اندی نے رونا شروع کیا۔ ابراہیم نے پوچھا کیوں روتا ہے اس
نے کہا اس لیے کہ صبح کو ضرور قتل ہونگا۔ ابراہیم نے کہا کیا تو اس بات کو پسند نہیں
کرتا کہ جوار رحمت پروردگار اور رسول خدا اور علی ابن ابیطالب اور فاطمہ زہرا اور
حسنین علیہ السلام میں رہے اگر یہ لوگ ہم کو قتل کرینگے ایک دن حقتعالے ان کو اور
ہم کو ایک جگہ جمع کریگا یعنے روز قیامت۔ راوی کہتا ہے جو سرداران پر موکل تھا
جب اس نے یہ کلام ابراہیم کا سنا خدا کا خوف اس کے دل پر غالب ہوا۔ اور تمام جسم
کانپنے لگا۔ اور اپنے دل میں سوچا اور کہا قسم ہے خدا کی ابراہیم نے راست کہا وائے
ہو مجھ پر جس وقت قیامت میں روبرو خدا اور رسول کے حاضر ہونگا کیا جواب دونگا

اور کیا غدر کرونگا قسم ہے خدا کی میں ظالموں کی اعانت نہ کرونگا۔ اُسی وقت اٹھا اور
کہا اے ابراہیم جتنے نگہبان تھے وہ سب سوتے ہیں اور آگاہ ہو کہ اس لشکر میں کوئی
مجھ سے زیادہ سیاہ دل اور دشمن تمہارا نہ تھا۔ مگر تیری اس کلام سے میرا دل آب
ہو گیا میں چاہتا ہوں کہ تجھکو رہا کر دوں بعد اس کے ابراہیم اور ازدی کے بند
کھول دیئے اور اٹھ کھڑے ہو جب ابراہیم کھڑا ہوا اس نے اپنی تلوار دی اور کہا
کہ یہ نہایت تیز و آبدار ہے ابراہیم لشکر سے باہر نکل کر ازدی کے ہمراہ بیابان کی
طرف چلا راوی کہتا ہے جب اس سردار کو یقین ہوا کہ ابراہیم لشکر سے دور گیا ہوگا
غل مچایا کہ دونوں قیدی بھاگ گئے۔ عامر نے جب یہ آواز سنی اٹھا اور شمشیر حائل کر کے
مع لشکر سوار ہوا۔ اور ابراہیم اور ازدی کی تلاش میں چلا جب ابراہیم نے گھوڑوں
کے ٹاپوں کی آواز سنی گھبرایا ازدی نے ابراہیم سے کہا میں اس ریگ میں پوشیدہ
ہوتا ہوں یہ کہکر وہ ریگستان میں پنہاں ہو گیا۔ ابراہیم بیان کرتا ہے میں تنہا ہو کر
کھڑا رہا اور سوائے خدا کے کوئی میری واسطے جائے پناہ نہ تھی۔ ناگہاں ایک درخت
بہت بڑا نظر آیا۔ اس پر چڑھ گیا اور اس کی شاخ و برگ میں اپنے کو چھپایا اور اہل
لشکر میرے داہنے بائیں سے جاتے تھے میں اُن کو دیکھتا تھا۔ اور وہ مجھکو نہیں
دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ بہ سبب حرارت آفتاب کے متفرق ہو گئے۔ اور ہر
شخص ایک ایک سمت روانہ ہوا قریب ظہر کے سب کا گذر میرے قریب سے ہوا
اور بہ سبب حرارت اور دوا دوش کے تشنگی اسپر غالب تھی۔ اور بیتاب ہو کر فریاد
اسی اثنا میں دیکھا میں نے کہ جس درخت پر میں تھا اس کی طرف ایک سوار آتا ہے
تاکہ اس کے سائے میں بیٹھے جب قریب درخت کے آیا کہ بہ سبب حرارت اور
محنت کے ہوش و حواس اس کے بجا نہیں اور اس بیابان میں سوائے اُس کے
اور کوئی نہ تھا۔ جب میں نے اُس کو اچھی طرح دیکھا اور پہچانا کہ دشمن خدا و رسول
عامر بن ربیعہ ہے اس وقت میں نے دعا کی کہ اے پروردگار مجھکو قوت و قدرت عطا
کر کہ اس اپنے عدو اور اہلبیت رسالت کی دشمن کو قتل کروں۔ غرضیکہ وہ درخت کے

نیچے آکر کھڑا ہوا۔ اور بیابان میں چاروں طرف دیکھتا تھا کہ اس کے اصحاب سے کوئی نظر آوے مگر کوئی شخص نظر نہ پڑا۔ اور تشنگی اسپر بہت غالب تھی۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ میں آہستہ درخت سے اترا اور جست کر کے اُس کو گھوڑے سے کھینچکر زمین پر گرا دیا۔ اور اس کے سینہ پر سوار ہو کر اُس کی داڑھی پکڑلی اس نے پوچھا اے شخص تو کون ہے۔ میں نے جواب دیا اے دشمن خدا اور رسول کس قدر جلد تو مجھکو بھول گیا میں وہی ابراہیم ہوں جس کو تو قتل کرنا چاہتا تھا۔ مگر خدا نے تجھ پر مجھکو غالب کیا۔ بعد اس کے اُس کو ذبح کیا۔ اور آواز یا لثارات الحسین کی بلند کی اور اس کا سر و شمشیر اور سوائے اس کے جو کچھ اس کے پاس تھا لیا اور اس کے گھوڑے پر جو بہت تیز رفتار تھا سوار ہوا اور لگام اُس کی کھول دی اور بعافیت تمام کوفہ میں پہونچا اور مجھکو کوفہ سے گئے چار دن کا عرصہ ہوا تھا اور مختار نے کئی بار آدمی میرے بلانے کو بھیجے اور اس کو یقین تھا کہ ہمراہ ازدی اپنے نہیہ کو گیا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ مختار طرف حیرہ کی گیا تھا ناگہاں دیکھا کہ ابراہیم اس ملعون کا سر لئے آتا ہے مختار اُس کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ اور پوچھا اتنے دن کہاں تھا۔ اور یہ سر کس کا ہے ابراہیم نے کہا میں عامر کے لشکر میں تھا اور یہ سر اوسی کا ہے اور تمام ماجرا بیان کیا مختار اور تمام اہل لشکر اُس کی اس خوشخبری سے شگفتہ خاطر ہوئے۔ اور اس کیفیت کو سنکر بہت تعجب کرتے تھے۔ کہ خدا نے کس طرح ابراہیم کو عامر پر غالب کیا بعد اُس کے مختار نے پوچھا وہ ازدی کہاں ہیں ابراہیم نے جواب دیا جب وہ ریگستان میں چھپا پھر اس کے حال کی مجھکو اطلاع نہیں اور میں نہیں جانتا اُس کا انجام کار کیا ہوا۔ مطابق دوسری روایت کے ابراہیم کہتا ہے جب عامر درخت کے نیچے پہونچا میں نے اپنے نفس سے خطاب کیا اور کہا مرنا سوائے ایک مرتبہ کے نہیں ہے اگر میری تقدیر میں عامر کے ہاتھ سے قتل ہونا ہے تو میں کسی طرح اُس کو روک نہیں سکتا۔ اور اگر خدا نے

اُس کا قتل ہونا میرے ہاتھ سے مقدر کیا ہے مقام شکر کا ہے بعد اُس کے
اپنے دل کو قوی کیا اور اپنی تلوار سنبھالی قضارا عامر اپنے گھوڑے سے اترا اور
اسپر نیند کا غلبہ ہوا ایں درخت سے اتر کر اس آیت کو پڑھا فجعلنا من بین
ایدیھم سدا فاغشینا ھم فھم لا یبصرون اور اس کی بائیں
جانب تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دیا اور مطابق روایت اول کے ابراہیم نے مختار سے
کہا اے مجھکو کس کا انتظار ہے اور کس لیئے ساکت بیٹھا ہے۔ مختار نے اُسی
وقت اپنا لشکر جمع کیا۔ چوبیس ہزار سوار تھے سب سوار ہو کر لشکر عامر کی طرف
روانہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے مختار کے اہل لشکر نے وہ تمام دن اور تمام رات طے
مسافت کرکے عامر کے لشکر میں پہونچے اور دیکھا کہ تمام لشکر مانند موج دریا کے
اس بیابان میں عامر کو تلاش کر رہے ہیں اور ہر شخص امارت کا طالب ہے مختار
اور ابراہیم اور ان کے تمام اہل لشکر نے تلواریں کھینچ کر آواز یالثارات الحسین
کی بلند کی اور عامر کے لشکر پر حملہ کیا تھوڑی دیر نگذری تھی۔ کہ لشکر اوس ملعون کا
بعد قتل ہونے جماعت کثیر کے بھاگا۔ اور کچھ لوگ اسیر ہوئے اور مال و اسباب
غنیمت میں بیشمار ملا۔ مختار نے بہیت سے سر اون دشمنان دین کے نیزوں اور
اونٹوں پر بار کرکے جانب کوفہ روانہ کیا۔

فصل ساتویں

قتل ہونا شمر ذی الجوشن ملعون کا

ابن نما نے فرمایا ہے کہ جب مختار کو معلوم ہوا کہ شمر ذی الجوشن اکثر قاتلان
امام الحسین علیہ السلام کے ہمراہ کوفہ سے بھاگا اپنے غلام حبشی کو جس کا نام زربی
اور مطابق دوسری روایت کے زربی اور نہایت شجاع اور دلیر تھا۔ طلب کیا
اور دس آدمی اس کے ہمراہ کرکے اُس کو حکم دیا کہ شمر ذی الجوشن کو قتل کرے

اس کا سر لے آوے۔ مسلم بن عقبانی کہتا ہے کہ میں اون لوگوں میں سے تھا جو شمر ذی الجوشن کے ساتھ بھاگے تھے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا کہ وہ غلام ہمارے قریب آیا شمر نے ہم لوگوں سے کہا کہ گھوڑوں کو مہمیز کر کے تم سب متفرق ہو جاؤ۔ تاکہ یہ غلام میری طرف آئیگا ہم سب نے اُس کے کہنے کے مطابق عمل کیا جب وہ غلام قریب شمر کے پہونچا شمر نے حملہ کر کے اُس کو قتل کیا اور وہاں سے روانہ ہوا۔ جب ہم لوگ ایک قریہ میں جس کا نام کلبانیہ تھا۔ لب نہر شتق کی جانب پہونچے شمر نے ایک مجوسی کو وہاں گرفتار کر کے مصعب بن زبیر کے نام کا خط اُس کو دیا اور تاکید کی کہ بہت جلد اس خط کو پہونچا اور اوس خط کے لفافہ پر یہ لکھا تھا۔ یہ خط شمر ذالجوشن کا ہے بنام مصعب بن زبیر کی وہ مجوسی اوس خط کو لیکر ایک دیہہ میں داخل ہوا۔ اتفاقاً مختار نے ابو عمرہ کو پانسو سوار کے ساتھ کسی ضرورت سے اس دیہہ میں بھیجا تھا۔ اس کے ہمراہیوں سے کسی نے وہ خط اس سے لیکر لفافہ پڑھا اور پوچھا کہ شمر کس جگہ ہے اوس نے کہا یہاں سے تین فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے شمر سے کہا یہاں سے کوچ کر یہ مقام خوف و خطر کا ہے اوس نے کہا واسطے ہو تمہارے اس دروغ گو یعنے مختار سے اس قدر خوف و ہراس رکھتے ہو۔ قسم ہے خدا کی میں تین دن تک یہاں سے نہ جاؤنگا۔ ابھی اثنا میں کچھ دن چڑھے پل کی جانب سے سوار نظر آئے اور محاصرہ کر لیا شمر اُس وقت برہنہ تھا۔ اور ایک بجز باندھے تھا۔ ہم لوگ سب اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگے اس نے تلوار اُٹھائی اور سواروں سے مقابلہ میں آیا اور رجز پڑھنے لگا۔ بعد اس کے یہ آواز سنی کہ خبیث مارا گیا لعنۃ اللہ علیہ غرضیکہ ابو عمرہ نے شمر اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کیا اور اُن کے سروں کو کاٹ کر مختار کے پاس بھیجا مختار نے جب اون سروں کو دیکھا نہایت خوش ہوا۔ اور سجدۂ شکر ادا کیا اور اُن سروں کو روبرو مسجد جامع کے رحبۃ المدائن میں لٹکایا شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں فرمایا ہے کہ شمر نے ابو عمرہ سے جنگ کی اور زخم ہائے کاری کھائے آخر کو مقید ہو کر مختار کے روبرو آیا اوس نے قتل کا حکم دیا اور ایک دیگ میں روغن گرم کر کے

اُس کو ڈال دیا اور اس کا بدن نجس پاش پاش ہوا اور حارثہ بن مضرب کے غلام نے
اس کے سر و صورت کو ٹھوکریں لگائیں اور پامال کیا۔ مطابق روایت ابو مخنف
کے جب مختار ہم خورلق سے فارغ ہوا قصر امارت میں بیٹھا تھا اور ابراہیم اشتر
اور تمام اصحاب اُس کے حاضر تھے۔ اُن کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ خداوند عالم نے
اُس غم و غصہ کو جو قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام کی جانب سے میرے دل میں
تھا زائل کیا اور اب کوئی حسرت سوائے قتل شمر ذی الجوشن علیہ اللعنہ کے باقی
نہیں رہی کوئی تم میں سے اوس کا حال جانتا ہے لوگوں نے عرض کی ہم نے سُنا
ہے کہ اوس ملعون نے جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا اور اہل بیت اطہار کو
اسیر کر کے دمشق میں لیگیا۔ یزید سے دربار میں حاضر ہونیکی اجازت چاہی۔ جب
اُس نے اجازت دی امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو لے کر اُس کے پاس
گیا یزید نے اوس سے حال پوچھا اُس نے اُس کے جواب میں یہ اشعار پڑھے :۔

املا رکابی فضۃ وذھبا	انی قتلت السید المھذبا
قتلت خیر الخلق اما وابا	واکرم الخلق جمیعا نسبا
طعنتہ بالرمح حتی انقلبا	ضربتہ بالسیف صارت عجبا

یعنے میرے کجاوہ کو نقرہ و طلا سے بھر دے میں نے اُس سید ستودہ صفات کو
قتل کیا ہے جو بہترین خلق تھا۔ ماں باپ کی طرف سے اور افضل مخلوقات تھا
از روئے حسب کے نیزہ مارا میں نے اُس کو تا کہ زمین پر گرا۔ اور اپنی تلوار سے اوس
کو قتل کیا اور یہ امر باعث تعجب ہوا جب یزید پلید نے یہ اشعار سنے غضبناک ہوا
اور کہا خدا عذاب نازل کرے تجھ پر اگر تو جانتا تھا کہ وہ بہترین خلایق ماں باپ
کی طرف سے ہو کیوں اُس کو قتل کیا۔ اور سر اوس کا میرے پاس لایا۔ خدا تیرے
کجاوہ کو آتش دوزخ سے بھرے دور ہو یہاں سے میرے پاس کوئی انعام
تیرے واسطے نہیں ہے اور نوک نیزہ سے اُس کو مارا وہ ملعون اس کے
سامنے سے بھاگا۔ بعد اوس کے لوگوں نے مختار سے عرض کی اب مصلحت یہ ہے

کہ قبیلہ مذحج و ہمدان و مراد سے تین شخصوں کو جو عقلمند و دانشور ہوں منتخب
کر کے اس کے سراغ کے واسطے مقرر کر مختار نے قبیلہ ہمدان سے سالم بن
اعور ہمدانی اور قبیلہ مراد سے حمید بن مہذب مرادی اور قبیلہ مذحج سے حسان
بن سہانی مذحجی کو منتخب کیا۔ اور فرمایا کہ تم خوب جانتے ہو کہ ستمگاران بنی
امیہ نے جناب امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت اطہار پر کیا کیا ظلم و ستم کئے اور
شمر ملعون ان سب سے زیادہ ظالم و کافر ہے۔۔۔۔۔ خداوند عالم نے
ہمارے دلوں کو بسبب انتقام لینے اوس گروہ جفا کار سے نہایت خوشی عطا
کی مگر شمر ملعون ابتک اپنی سزا کو نہیں پہونچا میں تم سے یہ امید رکھتا ہوں
کہ اوس کا پتہ لگاؤں اور ان لوگوں نے اس امر کو قبول کیا اور اس کی تلاش
میں روانہ ہوئے شہروں میں اور پہاڑوں میں اور جنگل اور گھاٹیوں میں اس
کی تلاش کرتے تھے۔ آخر ان کا مقصد بر آیا۔ اور ایک جایہ عظیم کے کنارے
اس کو پایا۔ یہ لوگ اس کے رفیق بنے اور چند روز اس کے ساتھ رہے
بعد اس کے ایک شخص ان میں سے مختار کو اطلاع دینے کے لئے کوفہ
میں آیا اور تمام کیفیت بیان کی۔ مختار اس خبر کو سنکر نہایت خوش ہوا
اور اسی وقت ابراہیم کو معہ دس ہزار سوار کے ہمراہ لے کر سوار ہوا جب
قریب جلہ کے پونچا اصحاب مختار جو شمر کے پاس تھے۔ انہوں نے جانا کہ
مختار معہ لشکر کے آپہونچا اور بہت خوش ہوئے۔ شمر ملعون بارادہ جنگ
وجایہ سے باہر نکلا اور یہ اشعار پڑھتا تھا۔ اشعار

نبہتم لیثا ھزبرا باسلا	سھم محیاہ یقد الکاھل
یا بار زتہ یوم حساب عصبۃ	الا رانہ کالشجاع القاتل
فان شککتم عن قتالی فاسئلوا	عنی من شئتم من القائل
لا رھب الموت ولا احل برہ	فی کل حرب ومقام لقائل
کم قدر میت فی القبور من فتی	یصلح بالھدی والذی وائل

وکم قتلت من الشجاع ضیغم ۔ جبعت علیہ نادبۃ النوا کل
ان تقتلونی فلقد فجعتکم ۔ قدما تقبل الحسین الفاضل

یعنے چونکہ یا تم نے اُس شیر دلیر کو جس کے رعب و نہیب کا تیر دلاوران کا سینہ چاک کرتا ہے کسی قوم نے اُس کے ساتھ جنگ نہیں کی مگر یہ کہ اس کو دلیر اور قتل کرنے والا پایا۔ اگر تم کو میرے قتال میں شک ہے جس قبیلہ سے چاہو میری دلیری کا حال دریافت کرلو اور مجھ کو خوف و ترس مرگ سے نہیں ہے ہر میدان جنگ اور جائے ہولناک میں ایسے کتنے جوانوں کو قبر میں گرایا جو حملہ کرتے تھے اور شمشیر ہندی اور نیزہ استوار سے دلیروں کو ہلاک کرتے تھے۔ اور قتل کیا میں نے بہت سے شیران دلیر کو جن پر زناں پسر مردہ نے فریاد و نوحہ کیا اگر تم مجھ کو قتل کروگے بتحقیق کہ میں پیشتر تم کو رنجیدہ و غمگین کر چکا ہوں بہ سبب قتل جناب امام حسین علیہ السلام کے جو صاحب فضل و شرف تھے۔ راوی کہتا ہے جب ابراہیم نے اس پلید نابکار کے یہ اشعار سنے غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور کہا اس ملعون کے قتل کرنیکا میں سب سے زیادہ مستحق ہوں بعد اُس کے میدان میں آیا اور یہ اشعار پڑھے۔ اشعار

شعرک یا ملعون شعر جاھل ۔ وانت یا ویلک شر قائل
عجبت من المبغض لآل المصطفٰے ۔ ولیس ذا فعلک فعل عاقل
یا اکفر الامۃ یا ابن الخنا ۔ یا ابن الکلاب الفسق الاراذل
انت شبیہ الکلب ارمی اعور ۔ والبقع الجسم کفور جاھل
لاجعلن بکسی و مغنمی ۔ قتلک فابشر بحمام قاتل
واعلم بانی اخذ بثار ۔ من فضل اللہ علی الاناضل
ثار الحسین بن بنت المصطفٰے ۔ سید کل فارس و راجل
بذلت نفسی مارا المجتبی ۔ ولم اطع فی الحرب عذل عاذل
صلوا علیہ اللہ ملجی الدجی ۔ وصالت الشجعان بالتطاول

خذها من ابراهیم ابن مالک — الاشتر نظماً فاق کل قائل

واعلم بانی لک حقاً قاتلاً — بعاجل فی الحتف غیر اجل

ارجو بذاک الفوز فی یوم اللقا — من کل صعب من مقام هائل

یعنے شعر تیرے اے ملعون جاہلوں کے شعر ہیں عذاب خدا نازل ہو تجھ پر تو بد
ترین قاتلان ہے ہمہ تن مصروف ہوا تو آل رسولؐ کے بغض و عداوت میں اور
یہ کام عقلمندوں کا نہیں ہے اے کافر ترین امت اے فرزند زن فاحشہ
اے فرزند سگان بدکردار رذیل کے کس قدر مشابہ ہے تو سگ مبروص پشت چشم
دوزنارسے اور کس قدر کافر و جاہل ہے تو ہم لوگ تیرے قتل کو غنیمت اور سبب
مال تصور کرینگے۔ اور بشارت ہو تجھکو شمشیر کشیدہ کی اور آگاہ ہو کہ میں تجھکو قتل
کرونگا بعوض اوس بزرگوار کے جس کو خداوند عالم نے سب سے افضل تر
کیا تھا اور انتقام لونگا میں تجھ سے خون فرزند دختر رسولؐ یعنے امام حسین
علیہ السلام کا جو سردار ہر سوار اور پیادہ کے تھے۔ اور صرف کیا میں نے اپنی
جان و دل کو اس امام مظلوم کے انتقام لینے میں اور وقت جنگ کسی ملامت
کرنے والے کی ملامت کو نہیں سنتا۔ ترو د خدا ہو اوس غبار پے جب تک
کہ رات تاریک ہوتی ہے اور دلیر حملہ آور ہوتے ہیں سن اور یاد رکھ ابراہیم
بن مالک اشتر کی نظم کو جو تفوق رکھتا ہے سب شاعروں پر اور یقین جان
کہ میں بیشک تیرا قاتل ہوں اور بہت جلد تجھکو ہلاک کرتا ہوں اور تاخیر نہ
کرونگا تیرے قتل میں اور امید نجات کی رکھتا ہوں قیامت کے دن ہر سختی و
شدت سے راوی کہتا ہے بعد اس کے شمر ذی الجوشن ثانی نے ابراہیم پر حملہ
کیا اور اس شیر دلاور نے اس کا حملہ رد کر کے گرز آہنی کو اس کے سر پہ مارا اور
استخوان اس کے صدمہ گرز سے شکستہ ہوئے۔ اور زمین پر گرا ابراہیم کے اصحاب
نے اس کو اسیر کر کے قتل کرنا چاہا۔ ابراہیم نے منع کیا جب روبرو مختار کے
لائے مختار نے فرمایا اے ملعون تو فخر کرتا تھا کیا سب امام حسین علیہ السلام

کے قتل کرنے سے بعد اس کے حکم دیا کہ اس کے ناخن اور پوست کھینچوا اور اس کے رگ و پٹھوں کو قطع کر دیں تین دن تک ہر طرح کی تکلیف اور اذیت اُس کو دی اور قطران جس میں نفط ملا تھا۔ اس کو پلانا چاہا جب وہ اُس کے پینے سے انکار کرتا گرز آہنی سے منہ اس کا کھول کر بجبر پلاتا اور زبان اس کی کھینچ لی۔ بہ سبب نفط کے اس کی امعا پارہ پارہ ہو گئی۔ چوتھے دن جب دیکھا کہ قریب مرنے کے پہونچا ہے حکم دیا کہ آگ جلا کر اُس کے بدن نجس کو اُس میں ڈالدیں فقط

فصل آٹھویں

ذکر اون تمام دشمنان دین کا جسکو مختار اور اُسکے اصحاب نے قتل کیا

طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مختار جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی تلاش میں نہایت کوشش کرتا تھا اور اپنے اصحاب سے کہتا تھا۔ کہ اون لوگوں کا سراغ لگاؤ جب تک کہ زمین کو ان ناپاکوں سے خالی نہ کرونگا۔ کھانا پانی مجھکو ناگوار ہے۔ موسے ابن عامر کہتے ہیں جو لوگ کہ پہلے اس کے پاس گرفتار ہو کر آئے وہ لوگ تھے جنہوں نے جناب امام حسین علیہ السلام کی نعش مبارک کو گھوڑوں سے پامال کیا تھا۔ مختار نے ان کے بارہ میں حکم دیا کہ ان سب کو چت لٹا کر اُن کے بدن پارہ پارہ کریں اور آگ میں جلائیں اور دو آدمیوں کو صحرا سے اسیر کر کے لائے یہ دونوں عبدالرحمن بن عقیل بن ابیطالب کے قتل میں شریک تھے۔ اور بعد شہادت اون کی نعش مبارک کا لباس اتار لیا تھا۔ مختار نے ان کو قتل کر کے آگ میں جلانیکا حکم دیا۔ بعد اُس کے مالک بن بشیر قید ہو کر آیا اور سر بازار اس کو قتل کیا۔ اور مختار نے ابو عمرہ کو واسطے گرفتاری خولی بن یزید اصبحی کے بھیجا۔ اور یہ ملعون وہ ہے جو آپ کے سر مبارک کو اپنے نیزہ پر رکھ کے ابن زیاد ملعون کے پاس لایا تھا۔ جب ابو عمرہ اُس کے دروازہ پر پہونچا اُس کی زوجہ جس کا نام نوار بنت مالک موافق روایت طبری کے اور بقول بعضوں کے عیوق تھا

اور وہ دوستدار اہلبیت اظہار کی تھی۔ گھر سے باہر نکلے اور کہا مجھکو نہیں معلوم کہ خولی
کہاں ہے اور انگلی سے بیت الخلا کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ گئے اور دیکھا کہ ایک
ٹوکرا اپنے سر پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے اس کو گرفتار کر کے قتل کیا اور مختار نے اس
کی لاش جلانیکا حکم دیا۔ اور مطابق روایت ابو مخنف کے جب اس ملعون کو مختار
کے پاس لائے۔ مختار نے اُس سے کہا جو ظلم و ستم تو نے کربلا میں کئے ہیں میرے
روبرو بیان کر اُس نے کہا میں سکینہ دختر امام حسین علیہ السلام کے پاس گیا
اس معصومہ کے کانوں میں دو گوشوارے تھے۔ اُن کو لینا چاہا۔ اس معصومہ نے
منع کیا میں نے دونوں گوشواروں کو زور سے کھینچا۔ اور قریب تھا کہ دونوں
کان شق ہو جائیں۔ اس وقت اُس معصومہ نے کہا حق تعالے تیرے دونوں
ہاتھوں کو قطع کرے اور قبل آتش جہنم کے آتش دنیا میں جلائے۔ ابراہیم نے
فرمایا اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال۔ جب وہ ہاتھ باہر نکالا اوس کے دونوں ہاتھ
اور پاؤں کو آرہ سے کاٹا۔ اور خنجر منگا کر اُس کی آنکھیں نکال لیں اور نفط اور
قطران کو اس میں بھرا۔ جب ان دونوں نے جوش کھایا۔ وہ ملعون داخل جہنم
ہوا۔ اور اس کی لاش جلا دی۔ مختار نے عبد اللہ بن کامل کو واسطے گرفتار
کرنے حکیم بن طفیل کے روانہ کیا۔ اور یہ ملعون وہ ہے کہ جس نے جناب عباس
علیہ السلام کو تیر لگایا اور آپ کے لباس کو بعد شہادت اوتار لیا تھا۔ و جبکہ اُس کو
بھی گرفتار کر کے قبل اُس کے کہ مختار کے پاس لیجائیں تیروں کا نشانہ بنا دیا بعد
اُس کے مختار نے کچھ لوگوں کو جن میں عبد اللہ بن ناجیہ بھی تھا واسطے گرفتار کرنے
مرہ بن منقذ عبدی کے جو پیر مرد اور قاتل فرزند نوجوان امام مظلوم علیہ السلام یعنی
علی اکبر کا تھا بھیجا۔ ان لوگوں نے جا کر اس کے گھر کو گھیرا۔ اور وہ ملعون ایک
اسپ خوش رو پر سوار اور نیزہ ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نکلا اور عبد اللہ بن ناجیہ
نے شانہ پر نیزہ لگایا۔ وہ اُس کے صدمہ سے گر پڑا۔ مگر زخمی نہیں ہوا۔ ابن کامل
نے بڑھکر اس ملعون پر تلوار لگائی۔ اس نے اپنے دست چپ پر وہ وار روک

کرگھوڑا اوڑایا۔ اور بھاگ کر مصعب بن زبیر کے پاس چلا گیا۔ اور اس کا ہاتھ جو
زخمی ہوا تھا بیکار و شل ہو گیا۔ بعد اس کے لوگ زید بن ورقا کو گرفتار کر کے لائے
اور اُس کو تیر باراں کر کے جلا دیا۔ سنان ابن انس بصرہ کی جانب بھاگا اُس
کے گھر کو ویران و خراب کیا اور وہ ملعون بصرہ سے پھر قادسیہ میں آیا وہاں
مختار کے جاسوس موجود تھے۔ انہوں نے مختار کو اطلاع دی آخرالامر قادسیہ
اور عذاب کے درمیان اُس کو گرفتار کیا۔ پہلے اس کی انگلیاں اور بعد ہاتھ اور
پاؤں کاٹے اور دیگ میں روغن زیت گرم کر کے اس میں ڈال دیا۔ اور مطابق
روایت ابو مخنف کے جب اوس ملعون کو مختار کے پاس لائے اس سے کہا
جو ظلم و ستم تو نے کربلا میں کیا ہے بیان کر اس نے کہا میں امام حسین علیہ السلام
کے پاس گیا اور آپ خاک پر پڑے ہوئے تھے۔ میں نے ہاتھ اپنا آپکے آزار بند
پر رکھا تاکہ اس کو نکال لوں تین مرتبہ آپنے ہاتھ اپنا اُٹھا کر آزار بند پر رکھا چوتھی
مرتبہ حضرت کے دست مبارک کو توڑ ڈالا اور آزار بند نکال لیا۔ راوی کہتا
ہے ابراہیم یہ سُنکر بہت رویا اور کہا کہ اس ملعون کو میرے پاس لاؤ اُس کے
روبرو لے گئے۔ اور اس کے دونوں ہاتھ بندھے اور پاؤں میں زنجیریں تھیں
ابراہیم نے فرمایا عذاب خدا نازل ہو تجھ پر تجھکو جناب رسول خدا اور جناب علی
ابن ابیطالب سے کچھ شرم نہ آئی بعد اوس کے اُس کو زمین پر لٹایا اور خنجر کی نوک
اُس کی آنکھ پر رکھ کر سفیدی چشم کو چاک کر ڈالا۔ پھر اُس کے سب ناخن اکھاڑ
ڈالے اور ہاتھ توڑ دیئے اس کی ران سے گوشت کاٹتے تھے۔ اور نیم برشتہ
کر کے اُس کو کھلاتے تھے۔ جب وہ کھانے سے انکار کرتا نیزہ کی نوکوں سے مارتے
جب قریب ہلاکت کے پہونچے اس کو ذبح کیا اور اُس کے بدن نجس کو آگ میں جلا
دیا۔ مطابق دوسری روایت کے اُس کو زندہ آگ میں ڈالدیا۔ عبداللہ بن عتبہ
غنوی جزیرہ کی طرف بھاگا اس کے گھر کو خراب و ویران کیا منہال کہتا ہے میں
کوفہ میں آیا مختار نے ان دنوں خروج کیا تھا۔ اُس کی ملاقات کے واسطے

سوار ہو کر گیا دیکھا میں نے کہ وہ اپنے گھر سے نکلتا ہے اُس سے ملاقات کی اُس نے
کہا اے منہال تو حکومت و ولایت میں شریک نہ ہوا میں نے جواب دیا کہ میں مکہ
میں تھا۔ اور ہم دونوں باہم کناسہ تک پہونچے مختار وہاں ٹھہرا گویا کسی کا انتظار
کرتا تھا۔ بعد ایک ساعت کے کچھ لوگ آئے۔ اور انہوں نے حرملہ کے گرفتار ہونے کا
مژدہ دیا۔ بعد اس کے اُس کو روبرو لائے مختار نے اس سے کہا لعنت ہو خدا کی تجھ
پر ہزار شکر خدا کا کہ جس نے مجھکو غالب کیا بعد اس کے جلاد کو بلایا۔ پہلے ہاتھ اور
پاؤں کاٹے پھر آگ روشن کرکے اس میں ڈالدیا میں نے دو مرتبہ کہا سبحان اللہ
مختار نے پوچھا اگرچہ تسبیح ہر حال میں بہتر ہے مگر اس وقت اُس کا سبب کیا تھا میں
نے تمام کیفیت جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی دعا کرنے کی اس سے بیان
کی اس بیان کو سنکر گھوڑے سے اترا۔ اور دو رکعت نماز شکر کا بجا لایا اور دیر تک سجدہ میں
رہا بعد اس کے سوار ہو کر وہاں سے چلا میرا گھر اثنائے راہ میں تھا میں نے اوس
سے عرض کی یہاں اتر کر کچھ کھانا کھا لیجئے۔ اوس نے کہا امام زین العابدین علیہ السلام
نے جو دعا فرمائی تھی خداوند عالم نے اس کے قبول ہونے کو میرے ہاتھ سے ظاہر کیا
اسلیئے میں نے روزہ شکر کی نیت کی ہے۔ اور تو مجھکو دعوت دیتا ہے میں نے
کہا خدا تیری توفیق نیک کو زیادہ کرے اور موافق روایت ابو مخنف کے جب
مختار نے اس ملعون کو دیکھا بہت رویا اور کہا عذاب خدا نازل ہو تجھ پر تونے
جو جو ظلم اور ستم کئے تھے کیا وہ بس نہ تھے۔ جو طفل شیرخوار کو اپنے تیر سے
شہید کیا اے دشمن خدا کیا تجھکو خبر نہ تھی) کہ وہ فرزند رسول ہے اور اس کو
تونے اپنے تیر کا نشانہ کیا بعد اس کے اُس کو روبرو کھڑا کیا اور تیروں کا
نشانہ بنایا یہاں تک کہ واصل جہنم ہوا اور منجملہ قاتلان امام حسین علیہ السلام
کے عبید اللہ بن عروہ خثعمی مصعب کے پاس چلا گیا تھا۔ اُس کا گھر منہدم کیا گیا ختم

بن صیدادی کی گرفتاری کرنے کو مختار نے کچھ لوگ متعین کیے وہ لوگ وقت
شب جب سب سو گئے تھے پہونچے اور وہ ملعون بھی کوٹھے پر تلوار سر کے نیچے رکھے
ہوئے سوتا تھا اُس کی تلوار اٹھا لی اور اس کو اسیر کیا اس نے کہا یہ تلوار نہایت بد ہے کہ
باوجود اس قدر نزدیک رکھنے کے اس طرح دور ہو گئی۔ غرض کہ اس کو مختار کے پاس لے
اور صبح کو نیزوں سے قتل کیا گیا۔ بعد اُس کے مختار نے محمد بن اشعث بن قیس کے واسطے
لوگوں کو روانہ کیا اور کہا اُس کو لہو و لعب میں یا صید و شکار میں یا کہیں حیران و پریشان
کھڑا ہوا پاؤ گے تم اوس کا میرے پاس لاؤ۔ قریب قادسیہ کے ایک قریہ میں اس کا ایک
مکان تھا یہ ملعون بھاگ کر وہیں چھپا تھا۔ ان لوگوں نے اُس کے مکان کا محاصرہ کیا
وہ دوسرے دروازہ سے نکل کر بھاگا۔ اور مصعب بن زبیر کے پاس پہونچا ان لوگوں
نے اُس کے گھر کو گرا دیا اور تمام اثاث البیت مختار کے پاس لے گئے۔ مرزبانی کہتا ہے
عبداللہ بن اسد جہنی اور مالک بن ہیثم بدالی اور حمل بن مالک محاربی قادسیہ سے
گرفتار ہو کر مختار کے روبرو آئے۔ ان سے پوچھا اے دشمنان خدا جناب امام حسین علیہ
السلام کہاں ہیں انہوں نے کہا دوسروں کے جبر سے ہم نے حضرت پر خروج کیا تھا
مختار نے کہا پھر تم نے کیوں نہ احسان کیا اور حضرت کو پانی نہ پلایا۔ اور ابن اسید سے
کہا تو وہ شخص ہے جس نے حضرت کی کلاہ لی تھی اُس نے انکار کیا مختار نے کہا ضرور
تو وہی ہے اور اوس کے ہاتھ اور پاؤں قطع کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ دو ملعون جو
اُس کے ساتھ تھے۔ وہ بھی قتل ہوئے بعد اس کے جدل بن سلیم کلبی کو لائے اور
کہا اس ملعون نے انگوٹھی کے واسطے حضرت کی انگشت مبارک کو قطع کیا ہے اس
کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور اس کے جسم سے خون جاری تھا۔ تا اینکہ دوزخ میں داخل
ہوا۔ بعد اُس کے ورقا بن مالک اور عمر بن خالد اور عبدالرحمن بجلی اور عبداللہ بن قیس
خولانی کو لائے مختار نے کہا روز عاشورہ تم نے اسباب خوشبو کو جمع کیا تھا۔ کیفیت اس
کی یہ ہے کہ ان ملعونوں نے جناب امام حسین علیہ السلام کے عطر اور اسباب خوشبوئی
لوٹ کر باہم تقسیم کیا تھا۔ الحاصل وہ بھی بیمار سوئی مقبل میں قتل ہوئے اور ایک شخص السما

بن فارجہ فزاری نام جو حضرت مسلم بن عقیل کے شہید کرنے میں شریک تھا۔ اور کوفہ
میں رہتا تھا۔ مختار نے ایک دن اوس کے بارہ میں یہ کہا اما و رب السماء
و رب الضیاء و الظلماء لتنزلن نار من السماء و دھماء حمراء سحماء تحرق
دار السماء۔ یعنے قسم ہے خالق آسمان اور نور و ظلمت کی ہم آئینہ ایک آتش سیاہ
و سرخ و خالص آسمان سے نازل ہوگی۔ اور اسما کا گھر جلا دیگی۔ جب اس کی کیفیت
اس کو معلوم ہوئی ابو اسحق نے مسجع عبارت کہی ہے اب یہاں کا رہنا بہتر نہیں ہے
اور بادیہ کی طرف بھاگ گیا اُس کا گھر خراب و ویران کیا گیا اور اُس کی بھی اعمام قتل ہوئے
صاحب روضۃ الصفا کہتا ہے منجملہ اُن ملاعین عمر بن الحجاج اسدی تھا جب اس
کو یقین ہوا کہ مختار اوس کے فکر میں ہے کوفہ سے نکل کر بھاگا۔ راہ میں تشنگی اُس پر
غالب ہوئی اور اپنے مرکب کو چلا نہ سکا اس اثنا میں ایک گروہ شیعوں پہونچا اور
اُس کو قتل کیا قیس بن اشعث کندی جو قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام سے
تھا۔ عبد اللہ بن کامل سے امان مانگی۔ اور اُس نے امان دی اور مختار کا مقرب عبد اللہ
سے زیادہ کوئی شخص نہ تھا۔ غرض عبد اللہ مختار کے پاس آیا اور کہا کہ قیس مجھ سے
ملتجی ہوا اور میں نے اس کو امان دی امیدوار ہوں کہ امیر بھی اُس کی خطا بخشدے۔
مختار تھوڑی دیر ساکت رہا بعد اس کے عبد اللہ سے کہا اپنی انگوٹھی مجھکو دے میں دیکھوں
کیسی بنی ہے اُس نے انگوٹھی دی مختار دیر تک اُس کو باتوں میں مشغول کر کے ابو عمرہ کو
بلایا اور آہستہ اس سے کہا اس انگوٹھی کو عبد اللہ کی زوجہ کے پاس لیجا اور بیان کر
کہ تیرے شوہر نے یہ نشانی دی ہے تو قیس بن اشعث کو مجھے تبلا میں اس سے کچھ
کہنا چاہتا ہوں جس میں اس کی رہائی ہو اور جب قیس تجھکو نظر آئے اُس کو قتل کر
تاکہ میں اس کے فکر سے فارغ ہوں ابو عمرہ نے موافق حکم مختار کے عمل کیا اور عبد اللہ کی
زوجہ کے گھر میں جس میں قیس چھپا تھا۔ اس کو لے گئی اور ابو عمرہ فوراً اس کو قتل کر کے
سر اس کا مختار کے پاس لایا مختار نے سر کو دیکھکر فرمایا اس ملعون نے قطیفہ جناب
امام حسین علیہ السلام کا لیا تھا۔ بعد اس کے چھ شخصوں کو لائے۔ اور بیان کیا

کہ ان ملعونوں نے بعد شہادت امام مظلوم کے لوٹا ہے مختار نے ان کی کھال کھینچنے
کا حکم دیا۔ سعد حنفی نے مختار سے کہا کہ اکثر قاتلانِ جناب امام حسین علیہ السلام فلانے
مقام میں موجود ہیں۔ مختار نے کچھ لوگوں کو مامور کیا۔ اور وہ لوگ ان سب کو گرفتار
کرکے لائے۔ مختار نے جب اُن کو دیکھا فرمایا اے قاتلانِ صالحین والے کشندگانِ
جوانانِ اہل بہشت و انصار دین اس وقت اپنے کو کس طرح بحکم تقدیر میں اسیر پاتے ہو
ان سب نے کہا ابن زیاد نے یہ جبر ہمکو اس لشکر کے ساتھ بھیجا تھا ہمارے خون سے
درگذر اور ہم بیچاروں پر احسان کر مختار نے جواب دیا تم لوگوں نے روز عاشورہ جناب
امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیس لئے احسان نہ کیا۔ اور تم کو روح مبارک احمد
مصطفیٰ و علی مرتضیٰ سے شرم نہ آئی۔ اور حکم دیا کہ ان کو بازار میں لیجا کر قتل کرو نیز کلام
ابن نما علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شمر ذی الجوشن حضرت کے اونٹ کو لایا تھا۔ اور اس کو ذبح
کرکے گوشت اس کا اہل کوفہ کو تقسیم کیا تھا۔ مختار نے حکم دیا جن گھروں میں وہ گوشت
آیا تھا ان کو حساب کرکے منہدم اور گھروالوں کو قتل کریں ابو مخنف کہتا ہے بعد اُس کے
مختار نے ابراہیم سے کہا مجھکو تین شخصوں کے نام یاد ہیں۔ اسما ابن خارجہ۔ محمد ابن اشعث
شریح قاضی۔ ان میں سے ہر ایک شخص گویا عبیداللہ ابن زیاد کے ظلم و ستم کی شمشیر تھا
میرا ارادہ ہے کہ ان کی تلاش کے واسطے لوگوں کو بھیجوں اور ان سے انتقام لوں
جابر ابن اشعث اور صعصعہ ابن لیث اسدی کو میرے روبرو حاضر کر جب وہ دونو
حاضر ہوئے ان سے ارشاد کیا۔ میں تمہارے صدق نیت اور خلوص محبت کو اہلبیت
اظہار کے ساتھ خوب جانتا ہوں اور میں تمام قاتلانِ امام مظلوم علیہ السلام سے
انتقام لے چکا سوائے ان تین شخصوں کے اور کوئی باقی نہیں رہا۔ اگر تم سے
ممکن ہو سراغ لگاؤ انہوں نے کہا بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں اسی
وقت زرہیں پہن کر ان کی تلاش میں نکلے۔ تمام قبائل عرب اور راہ رہگذر جابجا
و صحرا میں تجسس کرتے تھے۔ آخر کو قریہ بنی امیہ میں پتہ لگا۔ اور یہ ملاعین ایک
تہ خانہ میں جو نہایت تنگ تاریک تھا چھپے تھے۔ چونکہ سوائے ایک شخص کے

دوسرا اس کے اندر نہ جا سکتا تھا۔ اس نے خانہ کے دروازہ میں آگ لگا دی جب
دھواں اور گرمی آگ کی اندر پہونچی وہ لوگ گھبرائے اور ہتھیار اپنے پھینک کر
امان طلب کی جابر و صعصعہ نے اُن کو اسیر کیا اور ان کے ہاتھ شانوں سے باندھ کر مختار
کے پاس لائے۔ شریح قاضی بھی اُن میں تھا جب ابراہیم اور مختار نے اُن کو دیکھا
ان کے منہ پر تھوک دیا۔ اور کہا خدا لعنت کرے تمپر اور تم کو آتش دوزخ میں جلائے۔
کیا تم یہ جانتے تھے کہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے زندہ رہو گے۔ اور
نجات پاؤ گے اور شہادت امام مظلوم علیہ السلام کے تحقیق بہ سبب تمہارے اُس
غدر و فریب کے وقوع میں آئے جو تم نے حضرت مُسلم اور ہانی بن عروہ کے ساتھ کیا
اور تمہاری سرکشی خداوند عالم سے بدرجہ غایت پہونچی اور تم نے حضرت کے شہید ہونے
کی کوشش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ قسم ہے خدا کی میں اب تم سے
انتقام لیتا ہوں بعد اس کے محمد بن اشعث کو آگے لائے۔ مختار نے اُس کے ہاتھ اور
پاؤں کاٹے اور اُس کی ران سے گوشت کاٹ کر اور آگ پر بھون کر اس کو کھلایا اور
انواع عذاب میں مبتلا رکھا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں پہونچا مطابق دوسری روایت
کے محمد بن اشعث بھاگ کر بیابان کی طرف گیا۔ اور بہ سبب تشنگی کے ہلاک ہوا جب یہ
خبر مختار کو معلوم ہوئی افسوس کیا اصحاب نے عرض کی اے امیر چونکہ وہ تیرے خوف
سے بیابان کی طرف بھاگ کر ہلاک ہوا۔ ضرور اُس کا اجر و ثواب تجھکو ملیگا۔ بعد اُس
کے اسماء بن خارجہ کو لائے۔ مختار نے کہا تو وہی خارجی ہے کہ جس نے آل محمدؐ پر خروج
کیا تھا اور تلوار سے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پھر شریح قاضی کو لائے مختار نے کہا
اے سردار اہل نار اور اے قاضی مکار بتحقیق تو نے اپنے دل و زبان سے اہلبیت
اطہار پر خروج کیا۔ بعد اس کے اس کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اس کی پشت
سر کو چاک کر کے زبان باہر نکال لی اور انواع عذاب سے قتل کر کے اسکی لاش کی جلا
دی ابو مخنف کہتا ہے بعد اس کے ایک پیر مرد شیعان اہلبیت سے اٹھا اور کہا سلام
ہو تجھ پر اے انتقام لینے والے خون جناب امام حسین علیہ السلام کے میرے فرزند نے مجھکو

خبر دی ہے کہ حصین بن تمیم ایک قریہ میں قریہ ہائے کوفہ سے مخفی ہوا ہے مختار نے پوچھا تیرا فرزند
کہاں ہے اُس نے کہا ابھی حاضر ہوتا ہے اور اپنے فرزند کو آواز دی وہ گھر سے باہر آیا اور اس
کا نام مقبل تھا اُس کے باپ نے کہا امیر کیساتھ جا جس قریہ میں حصین بن تمیم ہے تو غنیکہ مختار
بتعیں اس قریہ میں پہونچا حصین بن تمیم کسی جگہ کھڑا تھا۔ مختار کے ساتھ تھوڑے سے لوگ
تھے پانچ آدمیوں سے ان میں سے آگے بڑھکر اس کو اسیر کیا اور ہاتھ اس کے شانے
سے باندھے اس ملعون نے پوچھا کس قصور پر میرے ہاتھ باندھتے ہو مختار نے کہا
اے دشمن خدا اور رسولؐ تو نے امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی اور آپ کے قاصد
قیس بن صیداوی کو جو مرد صالح تھا قید کیا قسم ہے خدا کی تجھکو بدترین عذاب سے قتل
کرونگا۔ بعد اس کے تلوار سے دو ٹکڑے کیا۔ اور آگ میں جلایا۔ ابو مخنف کہتا ہے بعد
اس کے مختار نے عبد اللہ بن حصین کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ میں نے واسطے
انتقام لینے خون امام حسین علیہ السلام کے خروج کیا ہے اور سوائے تیرے کسی کو ایسا نہ
پایا جس سے مدد طلب کروں اور میری آرزو یہ ہے کہ خداوند متعال تیری برکت سے
مجھکو کفار پر نصرت عطا کرے جب مختار کا خط اس کے پاس پہونچا کچھ التفات نہ کیا
اور جواب بھی نہ دیا۔ مختار نے اس کا گھر جو کوفہ میں تھا۔ خراب ویران کیا۔ اور اُس کی
زوجہ کو اسیر کیا اور وہ ابن سلمہ کے چچا کی بیٹی تھی۔ جب یہ خبر عبد اللہ بن الحصین کو معلوم ہوئی
غضبناک ہوا۔ اور تلوار اپنے میان سے کھینچ کر اور سو سوار اپنی اشراف قوم سے لیکر چلا چونکہ عمر بن
سعد بن قیس نے موافق حکم مختار کے اس کے گھر کو خراب کیا تھا۔ پہلے اوس کے دیہہ کو لوٹا اور خراب
کیا۔ بعد اس کے کوفہ میں داخل ہوا عمر بن کیسان جو اصحاب مختار سے تھا ان سے ملا۔ اور پوچھا
تم لوگ کہاں سے آئے ہو جواب دیا ہم لوگ عبد اللہ بن حصین کے اصحاب ہیں اور ایک ضرورت
سے مختار کے پاس جاتے ہیں اُس نے کہا جاؤ خدا کی برکت تمہارے شامل حال رہے عبد اللہ
بن حصین آگے بڑھا جب دروازہ حبس پر پہونچا دروازہ کو توڑ کر اپنی زوجہ کو لیا۔ اور جتنے
قیدی تھے اُن کو رہا کیا اور چالیس سواروں کیساتھ اپنی زوجہ کو پیشتر روانہ کیا اور ستر آدمی
اس کے ہمراہ جاتے تھے جب یہ خبر مختار کو پہونچی سو سوار کو ہمراہ لے کر تعاقب کیا انشائے

راہ میں اور نو سو سوار اس سے آکر ملے جب عبد اللہ بن حصین سے مقابلہ ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی سائس کے بیراں سوار اور مختار کے سو سوار مقتول ہوئے لیکن آخر میں عبد اللہ شکست کھا کر مداین کو گیا اور چونکہ انتقام لینا گروہ اشرار سے مختار کے پیش نظر تھا۔ عبد اللہ بن حصین کی طرف کچھ التفات نہ کی اور کوفہ میں پھر آیا۔ ابن نما علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مختار ہمیشہ اسی طرح قاتلان جناب امام مظلوم علیہ السلام کے قتل و استیصال میں سعی و کوشش کرتا تھا۔ اور بہت سے قاتلوں کو قتل کیا۔ اور جو لوگ بھاگ گئے تھے ان کے گھروں کو خراب کیا اور بہت سے دشمنانِ دین کو ان کے قلعوں اور محفوظ مقاموں سے نکال کر دشت و بیابان میں آوارہ کر دیا۔ اکثر غلام اپنے آقا کو قتل کرکے مختار کے پاس آتے تھے اور آزاد ہوتے تھے۔ اور ان ملعونوں کا سراغ اکثر غلاموں سے دریافت کرکے قتل کرتا اور نوبت یہاں تک پہونچی تھی کہ غلام اپنے آقا سے کہتا تھا کہ مجھکو اپنی گردن پر سوار کر اور وہ سوار کرتا تھا۔ اور غلام اپنے پاؤں اس کے سینہ پر از روئے اہانت لٹکاتا تھا۔ اور مختار سے اطلاع کرنیکا خوف دلاتا تھا۔ سبحان اللہ مختار نے کیا نیک نامی اور ثواب بے انتہا حاصل کیا اور اپنی سعی و کوشش سے جناب رسول مختار اور آل اطہار کو نہایت درجہ فرخ ناک کیا میں نے یہ چند شعر اس بارہ میں کہے ہیں سر النبی باخذ الثار من عصب باؤ بقتل الحسین الطاھر الشیم

قوم غدوا بلیات البعض والجھم للمرتضے وابنیہ سادۃ الامم

حار الفخار الغنی المختار اذ قعدت عن نصرۃ سائر العرب والعجم

جارتہ من رحمۃ الجبار ساریۃ ھمی علے قبرہ منھلۃ الدیم

یعنے مختار نے جناب رسول مختار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کو مسرور و شاد کیا بسبب انتقام لینے خون جناب امام حسین علیہ السلام کے اُن کے قاتلوں سے اور بہت بڑا حال ہے اُس قوم کا جن کے سینوں میں جناب امیر المومنین اور اون کی اولاد کی عداوت ہو اور مختار نے بہت فخر و بزرگی اپنے واسطے حاصل کی جس وقت کہ تمام اہل عرب و عجم امام مظلوم کی مدد سے باز رہے باران الہی اُن کی خاک کو سیراب کرے ابن نما علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں کہ جب ابراہیم اعدائے اہلبیت کے قتل سے فارغ ہوئے عبداللہ ابن زیاد کے
سر کو تمام سرداران نامی کے سروں کے ہمراہ کوفہ کو روانہ کیا اور ان کے نام پرچہ
کاغذ میں لکھکر ان کے کانوں میں باندھے جب یہ سر کوفہ میں پہونچے مختار طعام
چاشت کھاتا تھا اس حال کے مشاہدہ سے شکر خدا کا بجا لایا جب کھانے سے فارغ
ہوا اٹھا اور ایک کفش بھی ابن زیاد کے منہ پر ماری اور کفش غلام کو دیکر کہا یہ کفش ناپاک
کے منہ پر ماری ہے اس کو دھو اور پاک کر۔ ابن طفیل عامر کنانی سے منقول ہے کہ ابن
سروں کو دہلیز کوفہ کے نزدیک رکھا اور ایک کپڑا سفید ان پر ڈال دیا جب ہم
نے کپڑا اٹھایا دیکھا ایک سانپ ابن زیاد کے سر میں داخل ہوتا تھا جب سروں کو
رحبہ میں لاکر دار پر آویزان کیا پھر وہی سانپ کئی بار اوس کے سر کے منفذ میں گیا اور
باہر آیا بعد اس کے مختار نے ابن زیاد اور تمام سرداروں کے سروں کو ہمراہ عبدالرحمن ابن
ابی عمر ثقفی اور عبدالرحمن بن شداد جشمی اور انس ابن مالک اشعری کے اور مطابق دوسری
روایت کے سائب بن مالک کے ہمراہ مع تیس ہزار دینار کے حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس
روانہ کیا اور اس مضمون کا خط لکھا کہ میں نے آپ کو دوستوں اور مددگاروں کو روانہ
کیا اون لوگوں نے محض واسطے حاصل کرنے رحمت و خوشنودی خدا کی اور بسبب اس
غم و غصہ کے جو اشقیا کی جانب سے سادات کے دلوں میں تھا دشمنان دین سے جنگ کی
اور ہلاک کیا شکر کرتا ہوں اوس خدا کا جس نے آپ کا انتقام آپکے دشمنوں سے لیا
اور ہر جگہ بہت سے کافروں اور فاجروں کو ہلاک کیا اور مومنین کو فرحت و سرور عطا فرمایا
جب مختار کے فرستادہ حضرت محمد بن حنفیہ کی خدمت میں پہونچے اوس نعمت غیر مترقبہ کی
حاصل ہونے میں سجدہ شکر کیا اور مختار کے بارے میں دعا کی اور کہا خداوند متعال اس کو جزائے خیر
عطا کرے اس نے ہمارا انتقام ظالموں سے لیا اور جس کا حق اولاد عبدالمطلب پر ثابت اور واجب ہوا ہے
یہ کہا کہ حق تعالیٰ ابراہیم اشتر کو اپنی حمایت و حفاظت میں رکھے اور اس کو دشمنوں پر غالب کرے اور
توفیق نیک عطا فرمائے اور اس کے گناہوں کو بخشدے بعد اس کے عبید اللہ ابن زیاد کے سر کو مختار نے
و امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اتفاقاً آپ بھی اس وقت طعام چاشت تناول

فرمائے بیٹے حضرت نے سجدہ شکر کیا اور فرمایا شکر ہو خدا کا جس نے ہمارا انتقام دشمنوں سے لیا اور مختار کو جزائے خیر عطا کرے۔ بعد اس کے حضرت نے ارشاد کیا میں وقت مجھکو ابن زیاد کے روبرو لے گئے تھے وہ تمام چاشت کھانا کھاتا تھا اور میرے پدر بزرگوار کا سر اطہر اس کے روبرو رکھا تھا میں نے اس وقت دعا کی خداوندا مجھکو اس کی مرگ دکھا دینے کے پہلے دنیا سے نہ اٹھانا۔ حضرت محمد بن حنفیہ نے جو مال مختار نے بھیجا تھا اپنے اقربا اور شیعان اہلبیت اور مہاجرین و انصار کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں تقسیم کیا کتاب امالی میں شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ سے مذکور ہے بعد اس کے جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ ابن زیاد کے سر کو پھینک دو پھر اس سر کو* نیزہ پر رکھا اور وہ زمین پر گرا اور وہ سانپ اس کی ناک میں داخل ہوا تین مرتبہ یہی امر واقعہ ہوا آخر ابن زبیر نے کہا کہ اس سر کو شعاب کوفہ میں پھینک دیں صاحب روضۃ الصفا نے خوارزمی سے روایت کی ہے کہ جس وقت شامیوں کے سر حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس آئے حکم دیا کہ ان سروں کو آویزاں رکھیں ابن زبیر مانع ہوا اور ان کو دفن کروایا اور مختار کا غلبہ اس پر بہت شاق گذرا اور تمام دنیا اس کی نظر میں تیرہ و تار ہو گئی۔ جب ابراہیم بن مالک اشتر کو ایسی فتح نمایاں حاصل ہوئی ممالک جزیرہ کا خراج لیکر بقدر اپنے اصحاب کو عنایت کیا اور باقی مختار کے پاس بھیجا اور وہ تمام ملک شہر مداین اور دیار ربیعہ و مضر تک اس کے قبضہ میں آیا مرزبانے باسناد خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ پانچ برس تک کسی زن ہاشمیہ نے سرمہ اور وسمہ نہیں لگایا اور کسی کے گھر سے دھواں باہر نہیں نکلا یہاں تک کہ ابن زیاد قتل ہوا۔ یحییٰ بن راشد نے فاطمہ دختر جناب امیر المومنین سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی عورت نے ہم لوگوں سے مہندی اور سرمہ نہیں لگایا اور بالوں میں کنگھی نہیں کی جب تک کہ مختار نے ابن زیاد کا سر نہیں بھیجا۔ مروی ہے کہ مختار نے ان لوگوں میں سے جو جناب امام مظلوم کے قتل میں شریک تھے اٹھارہ ہزار کو اپنے عہد میں قتل کیا مختار کی مدت سلطنت ڈیڑھ برس تھی۔ سولھویں ماہ ربیع الاول ۶۶ ہجری سے پندرہویں ماہ مبارک صیام ۶۷ ہجری تک اور مختار کی عمر ساٹھ برس کی تھی

تمت

مصعب بن زبیر کا کوفہ میں آنا اور مختار کا بعد محاربہ شہید ہونا۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتا ہے جب شبث بن ربعی اور محمد بن اشعث مختار سے بھاگ کر بصرہ میں گئے مصعب بن

* عبداللہ بن زبیر کے پاس لیگئے۔ اس نے اسکو نیزہ پر رکھا۔ ہوا سے زمین پر گرا۔ اور ایک سانپ اس کے ناک میں داخل ہوا۔ پھر اس سر کو

زبیر کو مختار سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا مصعب نے انسے کہا کہ جب تک کہ مہلب بن ابی صفرہ میرا شریک
نہیں ہوتا میں کوفہ کی جانب روانہ نہونگا - و جب ان لوگوں نے نہایت اصرار کیا آخر کو مصعب نے
ایک قاصد بلا نہ مین واسطے بلانے مہلب کے بھیجا چونکہ مختار سے جنگ کرنا مہلب کے خلاف مزاج تہا کچھ عذر کر کے
اہواز سے روانہ ہوا - آخر کو مصعب نے محمد ابن اشعث کو موافق خواہش اسکی مہلب کے بلانیکو بھیجا جب محمد اہواز میں پہنچا
مہلب نے کہا مصعب کو اور کوئی شخص نہیں ملا جو تم کو برسم رسالت بھیجا محمد نے کہا میں کسی کا قاصد نہیں ہوں
لیکن ہماری زن و فرزند مختار کے نوکروں اور دوستوں کے پاس اسیر ہیں وہ ان پر ظلم و تعدی سے پریشان و
سرگردان ہو کر تیرے پاس آیا ہوں تاکہ جس طرح ممکن ہو تجھکو اس طرف لیجاؤں چونکہ مہلب عبد اللہ ابن زبیر کی
طرف سے مصعب کی اطاعت و فرمانبرداری کیواسطے مامور تھا لشکر جمع کر کے بصرہ کو گیا اور عبد الرحمن بن مخنف
ازدی کو کوفہ میں بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو مختار کی مدد سے باز رکھے اور پوشیدہ ابن زبیر کی بیعت لے
غرضیکہ مہلب اور مصعب دونوں ملکر کوفہ کیطرف روانہ ہوے مختار نے ابن شمیط کو تیس ہزار لشکر ساتھ
انسے جنگ کرنیکو بھیجا جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا مصعب نے مختار کے اہل لشکر کو ابن زبیر کی
بیعت کی ترغیب دی ان لوگوں نے اس امر سے انکار کیا اور صفیں باندھکر آمادہ جنگ ہوے اور دونوں فریق میں
سخت لڑائیاں واقع ہوئیں آخر الامر شمیط قتل ہوا اور کوفہ کی سپاہ بھاگی مصعب اور اُس کے لشکر نے تعاقب
کر کے قتل کرنا شروع کیا - ہزاروں مقتول ہوے تھوڑے لوگ بہ ہزار محنت و مشقت اپنی جان بچا کر مختار کے
پاس گئے جب مختار نے سُنا اس کے تمام امرا اور سرداران سپاہ مقتول ہوئے آہ سرد کھینچی اور کہا مرگ سے
کوئی چارہ نہیں ہو بعد اس کے جو کوفہ میں لشکر تہا اُس کو لیکر بعزم جنگ روانہ ہوا جب دونوں کا مقابلہ ہوا
لڑائی شروع ہوئی اور دونوں فریق نے نہایت سعی و کوشش کی نماز مغرب کیوقت مختار کے لشکر کے
ایک سردار نے جس کا نام مالک بن عمرو النہدی تہا اصحاب ابن اشعث پر حملہ کیا اور اس حملہ میں -
اور مختار اس رات کو صبح تک جنگ و جدال میں مشغول تہا اور عمر و بن علی بن ابیطالب علیہ السلام
اس جنگ میں مشغول ہونے سے قبل اس کے عمر و حجاز سے کوفہ میں آئے تھے چونکہ خط محمد بن حنفیہ کا نہ لائے
اس لیے مختار نے کچھ التفات نکیا بلکہ عمر و کو کوفہ سے اخراج کیا اور کہا جس طرف تمہارا جی چاہے
یہاں سے جاؤ مجھسے کوئی فایدہ تم کو نہ پہونچیگا - عمر و مایوس ہو کر بصرہ کی طرف گئے اور مصعب سے ملاقات
کی مصعب نے ایک لاکھ درم اُن کو دیا عمر و اس کی خدمت میں رہتے تھے تا اینکہ اس معرکہ میں آئے

ملک بقا ہوئے یہانتک کہ جب آفتاب بلند ہوا مصعب غالب آیا اور مختار پسپا ہو کر چھ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ
کے دار الامارہ میں متحصن ہوا۔ اور مصعب کے لشکر نے محاصرہ کیا مختار کے ہمراہی قلت آب و طعام سے
عاجز آئے اور مشورہ کیا کہ اب مصعب سے امان طلب کرنیکی سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ مختار نے کہا جو لوگ
مصعب کے ہمراہ ہیں تم نے انکو قوم و قبیلہ و برادر و بیٹوں کو قتل اور انکے گھر ذلیل کو ویران کیا ہے اگر مصعب تمکو
امان دیگا وہ لوگ راضی نہونگے۔ اور تم کو ذلت و خواری سے قتل کرینگے مناسب ہے کہ آمادہ جنگ ہو کے
اس مکان سے میرے ہمراہ باہر نکلو اور دشمنوں سے لڑو نامردی سے قتل ہونا بہتر ہے نہ کہ ذلت و خواری سے
مختار کے ہمراہی حرب پر آمادہ نہوئے مختار مجبور ہو کر جوشن کے نیچے کفن پہنا اور ۱۹ آدمیوں کو جو اس کے عزیز و
اقارب تھے ہمراہ لیکر باہر نکلا اور دشمنوں سے لڑتا رہا تا اینکہ شہید ہوا۔ اور وہ چھ ہزار آدمی جو دار الامارہ میں
تھے انہوں نے مصعب سے امان طلب کی اس نے قبول کیا جب وہ لوگ باہر نکلے اشیبان کوفہ نے جو مصعب کے
ہمراہ تھے اس سے عرض کی کہ ہماری قوم کے خون قوم مختار کی گردن پر باقی ہیں اگر تو انکو امان دیگا
ہم سے امید اطاعت کی مت رکھ۔ مصعب نے جواب دیا تم جانو اور وہ مجھکو کچھ واسطہ نہیں ان لوگوں نے جتنے
باقیماندہ تھے ان سبکو قتل کیا ابو حنیفہ دینوری کا بیان ہے کہ جب مختار مصعب سے پسپا ہو کر کوفہ میں آیا مصعب نے
اس کا تعاقب کیا ناچار دار الامارہ میں متحصن ہوا مصعب نے محاصرہ کیا اور چالیس دن اسی طرح محاصرہ
میں گذری مختار نے سائب بن مالک اشعری سے کہا مجھکو لازم ہے کہ میرے ساتھ متفق ہو تاکہ بسبب حمیت
عرب کے نہ واسطے دین کے دشمنوں سے لڑیں سائب نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہکر مختار سے کہا یا ابا اسحق
لوگوں کو یہ گمان ہے کہ تو نے دنیا کے حاصل کرنیکے لئے خروج کیا ہے نہ امید اجر و ثواب آخرت کو مختار نے جواب دیا
یہ راست ہے جب میں نے دیکھا کہ عبد الملک بن مروان شام پر عبد اللہ بن زبیر مکہ و حجاز پر اور عبد اللہ بن حازم
خراسان پر قابض ہے میرے عوض خون طلب کرنے سے بہتر نہ تھا۔ اس تدبیر سے سلطنت کو حاصل کیا اور غسل کیا
اخران ہوا بعد اس کے گھوڑا اور جوشن طلب کیا اور زرہ پہنکر گھوڑے پر سوار ہوا اور جو لوگ اس کے ہمراہ تھے
اس کے ساتھ باہر آئے اور جنگ عظیم واقعہ ہوئی آخرکار مختار کے ہمراہی سب پسپا ہو کر دار الامارہ میں بھر آئے
اور مختار کے ساتھ تیس آدمی باقی رہے اور مخالفوں نے دار الامارہ کا راستہ روک لیا تا کوئی قصر میں داخل ہو
اور مختار اور اس کے ہمراہی جنگ کرتے رہے جب مختار تنہا رہ گیا مصعب کے لشکر میں دو بھائی تھے انہوں نے
اسپر حملہ کر کے شہید کیا اور سر کاٹ کر مصعب کے پاس لے گئے مصعب نے تیس ہزار درہم ان کو انعام دیا۔ اور مختار کی

* جو متصرف ہوئے۔ اور میں ان سے کم نہ تھا۔ مگر کوئی ذریعہ خروج کا جناب امام حسین علیہ السلام کے

سربعہ فتحنامہ ہمراہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے مکہ میں بھیجا عبداللہ کہتا ہے کہ میں نماز عشاء کے بعد مکہ میں پہنچا
اور معلوم ہوا کہ عبداللہ ابن زبیر مسجد الحرام میں ہے پس میں وہاں گیا اور دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے
صبح کیوقت جب وہ نماز سے فارغ ہوا میں نے اُس کے سامنے جا کر فتحنامہ اس کے ہاتھ میں دیا ابن زبیر نے
اُس کو پڑھا اور میں نے کہا کہ مختار کا سر میرے ہمراہ ہے پوچھا یہ کہنے سے تیری کیا غرض ہے میں نے کہا انعام
چاہتا ہوں جواب دیا کہ اس کا سر انعام کے عوض لیلے پس میں اس سر کو وہیں چھوڑ کر مسجد سے باہر نکلا۔
ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے کہ وہ چھ ہزار اصحاب مختار جو کہ لڑائی سے منہ پھیر کر اور مختار کو دشمن کے مقابل
چھوڑ کر قصر سلطنت میں آ گئے تھے دو مہینے تک محصور رہے آخر کار قلت طعام کے سبب سے مضطر ہو کے مصعب سے
امان طلب کی مصعب نے کہا تم کو لازم ہے کہ میرے حکم پر راضی ہو کر باہر آؤ چونکہ یہ لوگ اور کوئی چارہ نہیں رکھتے تھے
اُس کے حکم پر راضی ہو کر باہر نکلے اور مصعب نے حکم دیا کہ سب کو قتل کریں ان میں چار ہزار عرب اور دو ہزار عجم تھے۔
بعد اس کے جبکہ مصعب کی حکومت کوفہ میں مستقل ہوئی ابراہیم بن مالک اشتر نے جو کہ مختار کی جانب سے ولایت جزیرہ
کا حاکم تھا اس کے پاس ایک قاصد بھیجا اور امان طلب کی مصعب نے ابراہیم کا التماس قبول کر کے پیام بھیجا کہ بہت
جلد کوفہ کی طرف روانہ ہو اور تاخیر نہ کر کہ تیرے تمام مقاصد روا ہیں پس ابراہیم اُس کی خدمت میں آیا
اور اس کی بیعت کی مصعب نے بھی ابراہیم کی تعظیم و توقیر میں بہت مبالغہ کیا اور تمام کاموں کا فیصلہ آبادہ
اس کی رائے پر چھوڑ دیا ابومخنف کی روایت کے مطابق جب مصعب بن زبیر نے ادعائے خلافت مکہ سے
نکل کر بصرہ میں داخل ہوا بہت لوگوں نے اُس کی بیعت کی تا اینکہ لشکر کثیر جمع کر کے کوفہ کا طالب ہوا
جب مختار کو اُس کی اطلاع ہوئی اپنے لشکر کے ہمراہ کوفہ سے روانہ ہوا اس وقت مصعب اور اہل لشکر
نہر پر فروکش تھے۔ مختار نے بھی اسی نہر کے قریب قیام کیا اور مصعب نے ایک قاصد مختار کے پاس بھیجکر پیام
دیا کہ تو میری جانب ہو جا لیکن فورًا مختار نے اس امر سے انکار کیا اور دونوں لشکروں نے باہم جنگ
کر کے دلیری اور شجاعت کی داد دی آخر کار مصعب کے لشکر نے فتح پائی اور مختار کا لشکر بھاگ کر
کوفہ کی طرف گیا بعد اس کے دارالامارہ میں چالیس دن تک محصور رہا۔ آخر کو جب بہت دل تنگ ہوا
اپنے اصحاب سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس قوم سے جنگ کروں اور اس طرح قصر میں متحصن ہونا میرے
لیے ننگ و عار کا باعث ہے اس کے اصحاب نے اُس کا حکم قبول کیا اور آمادہ کارزار ہوئے پس دونوں
لشکروں میں جنگ عظیم واقع ہوئی مختار نے نہایت دلیری و شجاعت ظاہر کی اور حملہ کر کے قلب لشکر

میں داخل ہوگیا چونکہ اپنے اصحاب کی نظر سے غایب ہوا ۔ اون لوگوں نے گمان کیا کہ مختار نے
فرار کیا پس وہ لوگ بھی بھاگے جب مختار نے ان کو میدان جنگ میں نہ پایا جانا کہ تم لوگوں نے
فرار کیا مگر اپنے لیے فرار کرنا ننگ وعار جانکر تن تنہا دو دیوار قصر سے ٹیکا دیئے ہوئی جنگ
کرتا رہا تا آنکہ قتل ہوا جب مصعب نے کوفہ پر تسلط پایا تھوڑے ہی دنوں کے بعد عبد الملک
بن مروان نے اس پر خروج کیا اور فتح پانے کے بعد اس کو قتل کر کے اس کا سر اپنے ہمراہ
کوفہ میں لایا جب وہ دار الامارہ میں بیٹھا مصعب کا سر ایک طشت میں رکھکر اس کے سامنے لائے
اس وقت ایک مرد پیر نے جو کہ از جملہ مشایخ کوفہ تھا کہا لا الٰہ الا اللہ میں نے ایک امر عجیب دیکھا
ہے عبد الملک نے پوچھا کیا دیکھا جواب دیا میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر کو دیکھا کہ ایک
طشت میں رکھکر عبد اللہ ابن زیاد کے سامنے لائے تھے پھر میں نے دیکھا کہ ابن زیاد کا
سر اسی جگہ مختار کے سامنے لائے پھر میں نے دیکھا کہ مختار کا سر اسی جگہ مصعب کے سامنے لائے
اور اب میں نے دیکھا کہ مصعب کا سر اسی جگہ تیرے سامنے لائے ہیں عبد الملک نے کہا خدا نہ
کرے کہ تو پانچواں سر یہاں دیکھے بعد اس کے حکومت بنی امیہ کے خاندان میں رہی تا آنکہ
خلفائے عباسیہ ان پر غالب آئے اور مسلط ہوئے قد تمت الرسالۃ یوم عید المباہلۃ عام
اثنین وثمانین وبعد الف ومائتین من ہجرۃ رسول الثقلین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ
المصلین ۵ الحمد للہ والمنۃ کہ اس کتاب مستطاب کا ترجمہ شب ہجدہم ماہ رمضان المبارک
سنہ ۱۲۸۲ ہجری کو بمقام فارس میں ختم ہوا +